ناولز کلب
ہلال
از قلم عذا حیات
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

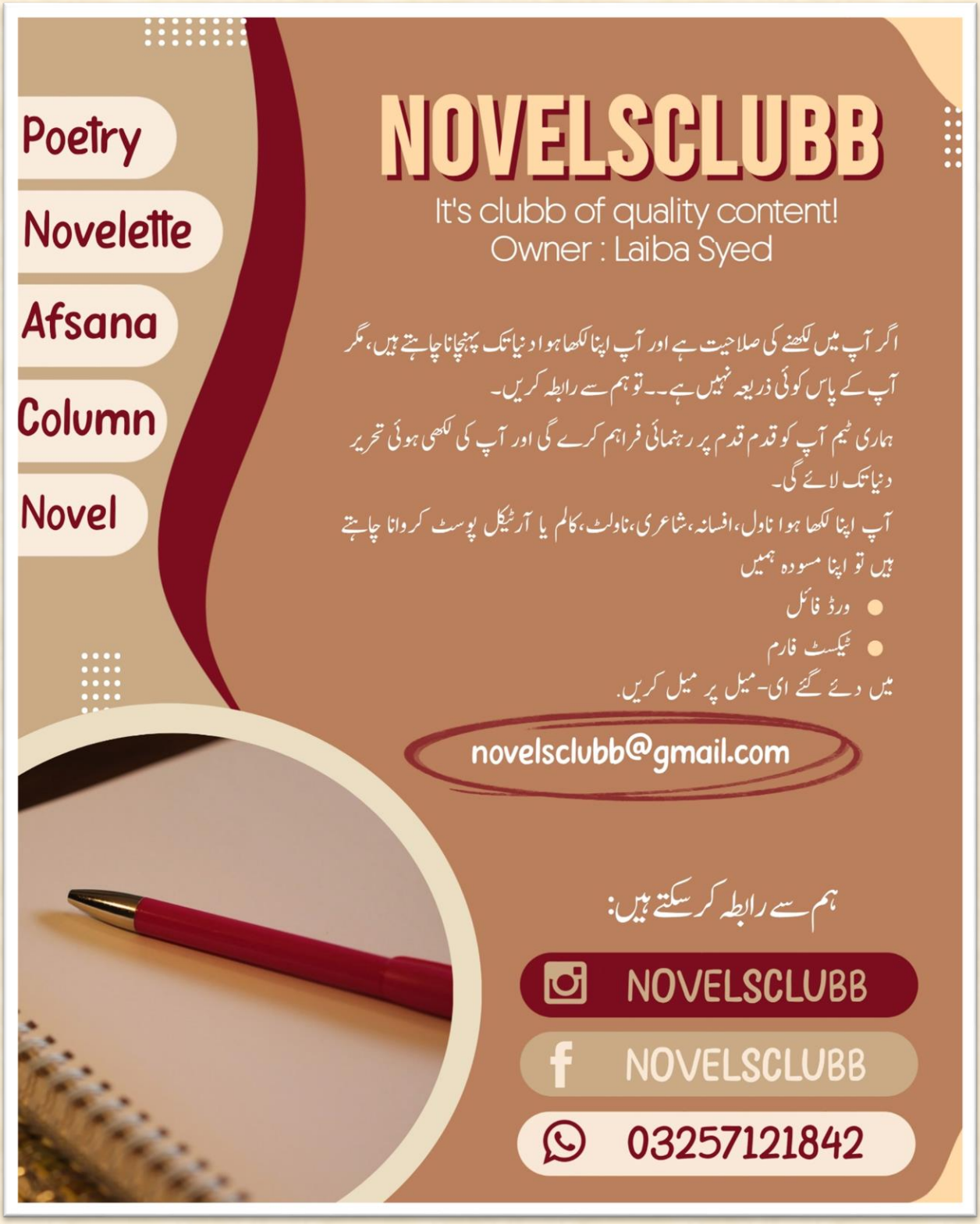
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

هلال

از قلم

عذا حیات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انتساب!

ہر عورت کے نام جو مضبوط ہے

اور ہر عورت کے نام کیوں کہ وہ مضبوط ہے

Clubb of Quality Content

عذا حیات کے قلم سے

"اور کیا میں تمہیں بتاؤں کہ قلم عورت کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے؟"

A Psychological Thriller

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہلال"(عذا حیات)

قسط اول:"وَلْيَتَلَطَّفْ"

میں پاگل ہو رہا ہوں

مجھے سمجھ نہیں آتی یہ سب شروع کیسے ہوا

میں پاگل پن کی حدوں کو چھو رہا ہوں،

میں خود کو کھو رہا ہوں

میرا معمول مجھ سے دور جا رہا ہے

کہیں دھندلی جھلکیاں ہیں اس لڑکے کی جو میں ہوا کرتا تھا

انسانیت کے آخری دھاگوں کو چاک کرتا ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیوانگی کی حد تک

میں صرف اب سایہ ہوں اس شخص کا جو میں ہوا کرتا تھا

کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو؟ آخری وجہ کیا ہے؟

وقت گزرتا جا رہا ہے اور میں خود کو کھو رہا ہوں

پاگل پن مجھے جکڑ چکا ہے

اب میری کوئی شناخت باقی نہیں

میرے اندر ایک پیاس جاگ رہی ہے... خون کی پیاس

جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے

میرے دل میں کسی کو جسمانی طور پر تکلیف دینے کی خواہش بڑھتی جا رہی ہے

مجھے کچھ محسوس کرنا ہے، کچھ بھی!

("میں پاگل ہو رہا ہوں"- نیتھن الیگزینڈر)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ کہانیاں خون سے شروع ہوتی ہیں،درد سے تعمیر ہوتی ہیں،اور پھانسی کے پھندے پر آکر ختم ہو جاتی ہیں.

کیوں کہ انسان معاف نہیں کرتا. انسان جینے نہیں دیتا. انسان برداشت نہیں کرتا. گول گھومتی دنیا میں قبریں بھی گول گھومتی ہیں،قبریں اپنی کہانیاں ضرور سناتی ہیں،چھ فٹ زمین کے نیچے دبی کہانیاں امڈ امڈ کر واپس ضرور آتی ہیں.

ایسا ہی کچھ اس کہانی میں ہوا.

اسکی شروعات تو کراچی کے ساحل پر بہت پہلے ہو چکی تھی،جب ایک غیر حقیقی بھوری آنکھوں والی لڑکی سمندر جیسی گہری نیلی آنکھوں والے لڑکے سے ملی تھی.

مگر میں اس کہانی کی شروعات خون سے کروں گی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نومبر کی رات کا آخری پہر تھا، دھیمی سی ہوا حیدرآباد کی آب و ہوا میں آہستہ آہستہ چل رہی تھی، بلند درختوں کے پتے آہستگی سے جھولتے تھے اور اپنے اوپر شبنم لئے تھے. کالے نیلے آسمان پر ہلال کا چاند دمک رہا تھا. خوبصورت اور منفرد.

ایسے میں ہوا ایک سرخ مگر اندھیرے میں ماند پڑے بورڈ کے پاس سے گزرتی ہوئی نکلی جس پر لکھا تھا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

sir cowasjee jehangir institute of psychiatry

خاموش رات میں حشرات کی آوازیں بلند تھیں، ہوا تقریباً خالی ہسپتال کی راہداریوں سے ہوتی ہوئی ایک آفس کے سامنے سے گزری، ڈبل ڈور والا عمدہ لکڑی کا دروازہ، اسکے ساتھ ہی دیوار پر شیشے کی تختی پر لکھ رکھا تھا،

ہلال خالد، Vice Head.

اس سے بے نیاز سی ہوا راہداری عبور کرتی دور نکل چکی تھی،وہ دروازہ کہیں دور پیچھے رہ گیا تھا. ایسے میں اگلی راہداری میں نکلو تو ایک پستہ سے لکڑی کے دروازہ کے نیچے موجود گیپ میں سے ہوا آہستگی سے اندر داخل ہوئی.

یہی کہیں کھلی کھڑکی کے پاس کرسی ڈالے وہ بیٹھی تھی. جامد ساکت سی. آسمان پر چمکتے ہلال کے چاندکی مدھم روشنی اس اندھیر کمرے کو اپنی سکت سے زیادہ منور کر رہی تھی، اس پر روشنی پڑتی تو پتا چلتا ہے کہ وہ گود میں ہاتھ دھرے کمرے کے اندھیرے میں دیکھ رہی تھی....یا شاید وہ کچھ دیکھ ہی نہیں سکتی تھی. گردن کاندھے پر ترچھی پڑی تھی اور ہونٹوں سے رال ٹپک رہی تھی، آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا،وہ بس آنکھیں تھیں.

اندھیر کمرے میں کہیں دور اندرونی کمرے سے نلکے سے گرتے قطروں کی ٹپ ٹپ،دیوار پر نسب بڑی سی گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک کے ساتھ زم ہو رہے تھے. وہ مدہوش سی اپنی جگہ پر مجبوراً بیٹھی رہی،وہ ہل نہیں سکتی تھی،بس آنکھیں کھلی رکھ سکتی تھی،اور یہ کھلی آنکھوں کا پہر نہ تھا.

وہ چوکھٹ میں کھڑی عورت کو دیکھ سکتی تھی، چند لمحے تو وہ وہاں کھڑی رہی پھر دروازے سے باہر جھانک کر پر اعتمادی سے اسے بند کیا اور قدم قدم چلتی اسکے قریب آئی، وہ محسوس کر سکتی تھی کہ وہ مسکرا رہی ہے، وہ محسوس کر سکتی تھی اسکی چاپ میں وہ خطرہ، بے چینی سے آنکھیں گھما گھما کر دروازے کی جانب دیکھا، اسے خوف آرہا تھا... اسے... بہت ... خوف.... آرہا.... تھا.

"ہیلو عمارہ!" وہ میٹھے لہجے میں بولتی ہوئی اسکے مقابل کھڑی ہوئی، وہ کھڑکی کے فریم پر ہاتھ دھرے باہر دیکھ رہی تھی، چاندکی مدھم روشنی اسکے وجود سے ٹکرائی، تو کاندھوں پر ڈالا وائٹ کوٹ کسی فیری ٹیل کی کہانی کی طرح جگمگانے لگا. آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا، اسکے سانس نے کرسی پر بیٹھی عمارہ کی سانسیں کھینچ لی تھیں.

ترچھی پڑی گردن کے باعث اسکے بال ایک طرف کو گرتے تھے، ہوا میں آہستہ سے لہرا رہے تھے، اسکی سفید جلد چاندنی میں مردہ لگ رہی تھی.

"اوہ! کتنی خوبصورت رات ہے نا؟"ستائشی نظروں سے باہر دیکھتی رہی، مگر پھر کسی چیز کا احساس ہونے پر وہ مڑی، کرسی پر بیٹھی لڑکی کو قدرے افسوس سے ایک نظر دیکھا،

" کتنی بری بات ہے نا؟ کہ تم گردن موڑ کر اس رات کو ایک نظر دیکھ بھی نہیں سکتیں؟"

گردن ترچھی کیے ہلال کے چاند کو دیکھا،"اگر تم دیکھ سکتی تو تمہیں بھی نفرت ہوتی اس رات سے، اتنی ہی..."پلٹ کر فریم سے پشت ٹکائی،ہاتھ اپنے پیچھے ہی رکھے، گردن جھکی اور تاثر اداس،"جتنی مجھے ہے...اور جتنی مجھ میں نفرت بھر رہی ہے!"

عمارہ کے وجود پر ایک سرد لہر دوڑی،وہ ہل سکتی تو باہر بھاگ جاتی،وہ بول سکتی تو چیخ مار دیتی،وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی،اسکے پاس صرف دل تھا اور کچھ نہیں تھا. پسینہ اسکی پیشانی سے ٹوٹ ٹوٹ کر تھوڑی تک آرہا تھا.

وجود میں گردش کرتا خون اب رفتار پکڑ رہا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسنے گردن اٹھا کر مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر جیب میں سے سگریٹ نکال لی، منہ کے قریب لا کر اسے جلایا اور لائٹر واپس جیب میں پھینک دیا. اب کے وہ دھواں اڑاتی ایک بازو سینے پر لپیٹے کھڑی تھی، پیر کے بل جھول رہی تھی.

دھواں آہستگی سے عمارہ کے حلق میں داخل ہوا تو وہ بے اختیار کھانسی، آنکھوں سے پانی کا قطرہ لڑھک کر زمین میں جذب ہو گیا. مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا، گویا اسنے سنا ہی نہ ہو، وہ خیالوں میں کھوئی سامنے دیکھ رہی تھی، چاند کی روشنی اسکے پیچھے سے اس پر پڑ رہی تھی، اسکا چہرہ ماند پڑ چکا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں پتہ ہے انسان کی سب سے بڑی مجبوری کیا ہوتی ہے؟" وہ اچانک بولی، سگریٹ لبوں سے لگایا، عمارہ یوں ہی بیٹھی رہی، وہ جانتی تھی وہ جواب نہیں دے گی مگر وہ پھر بھی انتظار کرتی رہی، دھواں ناک اور منہ سے باہر نکالا. نلکے سے پانی ہونوز ٹپک رہا تھا، وہ سن سکتی تھی، گھڑی کی سوئیوں کی آوازیں بھی ویسی ہی تھیں.

"اونہوں! تمھاری طرح یوں بے حس پڑے رہنا تو بڑی نعمت ہے یار." بازو پیچھے لے جا کر اسنے سگریٹ کو جھٹک کر راکھ کھڑکی سے باہر گرائی.

عمارہ کو لگا اسکا دل ٹوٹ کر بکھر گیا ہے، اگر اسکے بس میں ہوتا تو وہ.... وہ نجانے کیا کرتی، مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی، شدّتِ بے بسی سے اسکی آنکھیں گیلی ہو گئیں.

"انسان کی سب سے بڑی بے بسی..." وہ اسکے غم سے بے نیاز سگریٹ کا آخری کش بھرتی بولی، اسے کھڑکی سے باہر پھینک کر اب کے وہ قدم قدم چلتی اسکے قریب آئی، دور رکھی کرسی کھینچ کر اسکے سامنے بیٹھ گئی، دھواں اسکے منہ پر چھوڑا، وہ بے اختیار کھانستی چلی گئی اور وہ ہنستی رہی تھی. "سوری! مائی بیڈ." وہ اسکی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت محسوس کر سکتی تھی.

"انسان کی سب سے بڑی مجبوری بے حس نہ ہونا ہے..." اسنے اسکو ترس کھاتی نظروں سے دیکھا، افسوس میں سر نفی میں ہلایا. لب بھینچ کر اسنے اسکو بغور دیکھا.

"تمہیں پتہ ہے؟اس حس نے الہ دین سے کیا کروایا تھا؟"عمارہ کے گود میں رکھے ہاتھ ذرا سے لرزے."وہ شہزادہ علی بنا تھا... محبت کی خاطر."پر سکون سا مسکرائی،"جھوٹا شہزادہ علی یونو."وہ اب کرسی پر بیٹھی آگے پیچھے جھول رہی تھی."اور فرولو...اوہ فرولو!"

"choose me or the fire"اسنے بیٹھے بیٹھے فضاء میں ہاتھ پھیلائے، گردن پیچھے پھینک کر چھت کو دیکھا، آنکھوں میں آگ تھی، تپش تھی.

وہ اٹھ کھڑی ہوئی،اسکی کرسی کے گرد چکر کاٹنے لگی، آنکھوں کی جوت چمک اٹھی،وہ اس وقت خود کو خدا سمجھ بیٹھی تھی،وہ اس وقت خود کو طاقت میں دیکھ رہی تھی. نلکے کا پانی ٹپکتا رہا،اسکے کانوں میں گونجتا رہا،عمارہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا.

I Choose you!"" حتمی طور پر وہ اسکے سامنے آرکی،وہ کسی شیطان سے کم کی نہیں لگتی تھی،وہ کسی خونی درندے سے کم نہیں لگ رہی تھی،وہ خوفناک تھی.

جیب سے انجکشن نکال کر اسنے عمارہ کی نظروں کے سامنے جھکتے ہوئے اسکو دیکھا، جیسے وہ اسکا خوف دیکھنا چاہتی ہو.

"جانتی ہو میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں؟"اسنے انجکشن کی ٹیوب دھکیلی تو چند قطرے اپنے کپڑوں پر گرتے محسوس ہوئے. اور یہ وہ لمحہ تھا جب اسکو احساس ہوا کہ اسکے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے،اسنے پہلو بدلنے کی کوشش کی،دیوانہ وار ڈیلے گھما گھما کر اسکو اشارے کرنے کی کوشش کی (نہیں! مجھے مت مارو...)

وہ بے بس سی ان قطروں کو خود پر محسوس کرتی رہی،وہ ہل کر بھاگ جانا چاہتی تھی،وہ اٹھ کر بھاگ جانا چاہتی تھی...اسکا وجود اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا،ہاتھ ہلانے کی کوشش کی تو وہ اسکی گود سے نکل کر ایک سمت لٹک گئے تھے. آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہنے لگے، وہ ہنسی تھی. اسنے اسکے گرتے ہاتھ کو دیکھ کر ایک ستائش بھری نظر اس پر ڈالی.

"جتنی harley Quinn نے joker سے محبت کی تھی،"وہ سر ترچھا کیے بولی،"! I'd

"do anything for you mister J

(مجھے...مت مارو!)

عمارہ کے نزدیک جھکی تو اسنے اسکی ایک طرف کو ڈھلکی گردن میں سوئی اتار دی،اسے ابھی سے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی،دل دھڑک دھڑک کر تھک گیا تھا،پیلی رنگت اب خوف سے تحلیل ہو رہی تھی.(مجھے مت مارو پلیز!)

ٹیوب دھکیل دی گئی،وہ موت کا پانی اب عمارہ کی زندگی کا باب ختم کرنے کے لئے اس میں اتر چکا تھا...وہ مر جائے گی وہ جانتی تھی.اسکے سینے سے سسکیوں کی آواز گونجی.وہ رو رہی تھی، آنسو ابل ابل کر گالوں سے گر رہے تھے.(مجھے مت...مارو پلیز!)انجکشن اپنی کرسی پر رکھ کر وہ سیدھی ہوئی،افسوس بھری نظروں سے عمارہ کو دیکھا جسکے گالوں پر آنسو پھسل رہے تھے،ترچھی پڑی گردن کی وجہ سے آنسو زمین پر گرتے تھے،اسکی نظروں نے گرتے قطروں کا تعقب کیا.

جھک کر اسکے گال کو نرمی سے چوما،نمکین پانی اسکے لبوں پر رہ گیا،عمارہ وہ نفرت میں بلک کر رہ گئی.سینے سے ہچکیوں کی آواز نکل رہی تھی،اس عورت کے چہرے پر کوئی ملال نہیں تھا،محبت میں کیسا ملال؟

"آئی ایم سوری...بٹ گڈ نائٹ فور ایور!"

وہ فاتحانہ انداز میں مسکرا کر سیدھی ہوئی، آنکھوں کی جوت چمک دمک رہی تھی. وہ اب مڑ کر دروازے کی جانب جا رہی تھی کہ اسنے کچھ سنا اور اسکا وجود سن رہ گیا. دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسنے ایک ساکت سی نظر گھوم کر پیچھے ڈالی. دیوار کے ساتھ لگے بستر پر کمبل اوڑھے کسی نے ہچکی دبای تھی.

"ڈیم اٹ!"

وہ سن چکا تھا، وہ عینی شاہد تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لہریں جوش مارتی تھیں اور آسمان والے مزید اونچائیوں کو چھو لیتے تھے، بادل اکیلے اکیلے سے فضاء میں لہرا رہے تھے، اور ایسے میں کائنات دیکھ سکتی تھی کہ دن سونے کی مانند پگھل پگھل رہا ہے، نوکیلی کرنیں اب کہیں کہیں پھیل رہی تھیں، جہاں ایک طرف سورج محبت کے نام پر ڈوب رہا تھا، وہاں ہی ہلال کا چاند ساحل کے کنارے بیٹھے ان دونوں کو تک رہا تھا.

شہد بھوری آنکھیں اکتا کر اٹھائیں، نارنجی کرنیں ان سے ٹکرائیں تو وہ مزید ہی غیر حقیقی سی لگنے لگیں، ہلکی ہوا سے ہلکے بھورے بال جو کہ اب سنہرے لگ رہے تھے اڑے تو کان کے پیچھے اڑسے. اسی اثنا میں ساتھ بیٹھا نیلی آنکھوں والا مسکرا کر اسکو دیکھ رہا تھا، حسرت سے یا شاید رشک سے. وہ اتنی غیر حقیقی تھی کہ یقین نہیں آتا تھا، کسی فیری ٹیل کی کہانی کی طرح جگمگا رہی تھی.

"اوہ گاڈ!" اسنے اپنے سینے سے لگے گھٹنے پر تھوڑی جماتے ہوئے گہرا سانس بھرا، "کل سے پھر یونیورسٹی جانا ہے، ایک نازک جان ہوں پتا نہیں کتنا کام کروانا ہے مجھ سے..." انگلی ریت میں گھماتی وہ چھوٹے چھوٹے سوراخ کر رہی تھی، ساتھ بیٹھا لڑکا ہنس دیا،

"کل جانا ہے، ٹنشن ابھی سے ہو رہی ہے تمہیں." لڑکی نے اب دایاں گال گھٹنے پر رکھ کر گردن موڑی، آنکھوں میں تپش بھری تھکاوٹ تھی، "خود تم کسی کام کے نہیں ہو، ٹنشن کی باتیں مجھ سے مت کیا کرو ہو نہ!" سر جھٹک کر اسنے آنکھیں بند کر لیں، کرنوں کا راستہ رک گیا اور لڑکے کو احساس ہوا کہ وہ اندر باہر ہر طرح سے سن شائن تھی. ستائشی نظریں اب تک اس پر جمی تھیں. وہ ہنوز ایسی ہی بیٹھی رہی انگلی ریت میں سوراخ کرتی گئی. سورج سمندر میں ڈوبتا چلا گیا، کسی چیز کے احساس ہونے پر اسنے جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا.

"اشری..."

"ہوں؟" وہ آنکھیں بند کیے تھکے تھکے انداز سے متوجہ ہوئی.

"اشری!" اسنے اسکے شانے پر ہلکا سا ہاتھ رکھ کے ہلایا، "یہ دیکھو..."

"کیا؟" وہ سیدھی ہوئی، جمائی روکتی آنکھیں کھولیں، گردن اب ڈھلکی ہوئی تھی، اور آنکھیں سرخ تھیں، اسے جیسے بہت نیند آ رہی تھی. اسنے اسکے قریب جھک کر اسکو وہ چیز تھمائی.

وہ ایک polaroid فوٹو تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سمندر کی تصویر تھی، جو یوں لگتا تھا کسی انسٹینٹ کیمرے سے کھینچی گئی ہو، flashlight کے اثار صاف نظر آتے تھے، وہ اس تصویر کی سادگی یا شاید rawness پر مسکرا دی، نیند سے بھری آنکھیں اٹھا کر اس لڑکے کو دیکھا، مگر پھر کنکھیوں سے اسنے کچھ نوٹس کیا، تصویر پر کچھ لکھ رکھا تھا. لڑکا فاتحانہ انداز میں ویسے ہی مسکراتا رہا.

"اچھی ہے نا؟"

"میں نے خود لی ہے، تمہیں اچھی لگی ہے تو تم رکھ سکتی ہو، میں ایسی اور بہت تصویریں کھینچ سکتا ہوں." مٹھی سے سینے پر دستک دیتے ہوئے وہ کہ رہا تھا. ہلال کا چاند آسمان پر گہرے نقوش سے ظاہر ہو رہا تھا.

"بہت اچھی ہے..." پر سوچ انداز میں بولی، حالانکہ تصویر میں صرف سمندر کی نیلاہٹ نظر آ رہی تھی، وہ بالکل سادہ سی تصویر تھی، اس میں کوئی خاص بات نہ تھی، نہ ہی اس تصویر کا اینگل اچھا تھا، مگر بس کچھ بہت پر کشش تھا اس میں. انگوٹھے سے اسنے تصویر کو سہلا کر سر اٹھایا، شہد آنکھیں اب متورم تھیں، "کیا میں یہ رکھ سکتی ہوں؟"

"تمہارے لئے ہی کھینچی تھی، تمہاری ہی ہے یہ"

وہ اب گردن جھکائے اس تصویر کو تک رہی تھی. "یہ تمہاری لکھائی ہے؟"

لڑکے نے برق رفتاری سے نظریں جھکا کر تصویر پہ لکھے سطور کو دیکھا اور پھر اسکو جھپٹنے کی کوشش کی،

"نہیں یہ تصویر نہیں دینی تھی میں نے تمہیں!" جتنی تیزی سے اسنے ہاتھ آگے بڑھایا تھا اتنی ہی تیزی سے لڑکی نے ہاتھ پیچھے کر کے تصویر بچالی، "کیا کہا تم نے؟" اسے اب مزید دلچسپی ہوئی، "میرے لئے نہیں ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ چھوٹے چھوٹے لفظوں کو پڑھنے کی کوشش اور اس سے تصویر بچانے کے چکروں میں کچھ پڑھ نہیں پا رہی تھی، ایسے میں لڑکا جھنجھلاہٹ میں اس پر جھکا تصویر جھپٹنے کی کوشش میں تھا،

"واپس کرو اشراقات! یہ تمہیں نہیں دینی تھی میں نے!" وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بولا تو اشری ٹھہر کر مسکرائی، دور کھڑی وہ تصویر پر گردن جھکائے، سطور پڑھ رہی تھی.

“You and me belong together like cold iced tea and warm weather.”

پھر سر اٹھا کر سامنے کھڑے شرمندہ سے لڑکے کو دیکھا اور مسکرا دی، اسکی سمندر سی نیلی آنکھیں اب گالوں پر اترا گلابی پن اپنے اندر اتار رہی تھیں، اشری ہنسی، "غلط لکھا ہے تم نے ".

وہ تھم گیا. آنکھیں اٹھا کرنا سمجھی سے اسکو دیکھا، پھر معاملہ سمبھالنے کے لئے کچھ کہنا چاہا، "میں نے یہ تمہارے لئے نہیں..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

“You and me belong together like warm tea and cold ice weather.”

اس بار وہ حیران ہوا تھا، چونک کر اشراقات کی آنکھوں میں دیکھا جو دم توڑتی کرنوں سے اب بھی جگمگا رہی تھیں،

وہ اسکی بات کی نفی کرنا چاہتا تھا، مگر کہتے ہیں کہ کچھ لمحوں کے لئے غلط باتیں بھی کافی ہوتی ہیں. سو بس مسکرا کر رہ گیا،

"اب میں چلتی ہوں. خدا حافظ!"

وہ مڑ گئی، اسکا سنہرا سمر ڈریس اور آدھی آستیں سے جھلکتے بازوؤں کی پشت کو تکتا رہ گیا تھا.

ناولز کلب

وقت تھا سات بج کر دس منٹ کا، اور نو نومبر کی صبح سونے کی مانند پگھلتی ہوئی اپنی نوکیلی کرنیں حیدرآباد کے اس پوش علاقے میں موجود گھر پر ڈال رہی تھی.

کرنیں چھن کر کمرے میں داخل ہوتی تھیں تو کمرے کا منظر ظاہر ہوتا.

وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی، وجود پسینے سے شرابور تھا اور آنکھیں سرخ انگارہ تھیں، یوں جیسے ساری رات سوئی نہ ہو.

سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اسکو احساس ہوا کہ وہ ایک سیم پیٹرن سے روز اٹھ رہی تھی، اور یہ احساس اسکو روز ہوتا تھا. گہرے گہرے سانس لیتی وہ خیالات کو جھٹکنے کی کوشش میں تھی کہ اچانک اسکے سر کے عقب میں درد کی ایک لہر اٹھی، اور سر کے بال جکڑ کے اسنے بے اختیار اکتا کر آنکھیں میچ لیں، کیا مصیبت ہے!

پردے سے چھلکتی دھوپ کمرے کو منور کر رہی تھی، ایسے میں بستر پر مڑا تڑا کمبل پڑا تھا اسی کے قریب بہت سے کاغذ بکھرے رکھے تھے، صوفے پر وائٹ کوٹ اور ہر جگہ کسی نہ کسی قمیض کے دوپٹے پڑے تھے، ایک چھوٹا بک شیلف تھا جس پر ایسی کتابیں رکھی تھیں جو شاید اسنے آج تک پڑھی ہی نہ ہوں، یا شاید اسے کبھی موقع ہی نہ ملا ہو. اسکے برعکس سامنے موجود بھاری لکڑی کا ڈریسر موجود تھے جسکی میز پر بہت سا سامان بکھرا رکھا تھا.

زرد رنگ کا پرس جو کھلے منہ کے ساتھ پڑا تھا، چند کاغذات جو فائلز سے باہر رکھے تھے اور دو تین میک اپ کی چیزیں جن میں لپسٹک اور بلش پاؤڈر تھا. کمرے کے حالات بہت ہی زیادہ خراب تھے مگر ایسا لگتا تھا یہاں رہنے والے کو ذرا بھی پرواہ نہ تھی.

ایسے میں دیوار کے پار گھوم کر جاؤ تو ادھ کھلے دروازے کے پیچھے کھڑی وہ مسلسل منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھی،ہاتھ لرز رہے تھے اور آنکھیں جل رہی تھیں،دماغ ماؤف ہو چکا تھا،اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا.

نلکے کے نیچے ہاتھ رکھے وہ ہانپتی ہوئی رو رہی تھی، آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر چکے تھے،وہ رکتے نہیں تھے،وہ بالکل نہیں رکتے تھے. سانس پھول رہا تھا، ہتھیلیاں بھریں تو اسنے ایک بار پھر پانی منہ پر مارا، چھینٹے پڑے، قطرے اڑ کر اسکی شرٹ پر گرے اور کچھ وینٹی سے نیچے جا گرے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چہرے سے پانی ٹپک رہا تھا، آنکھیں بادقت کھول کر اسنے شیشے میں اپنا عکس دیکھا. کانوں میں عجیب سی گھنٹیاں بج رہی تھیں،

قاتل.

وہ ایک لفظ کافی تھا اسکا سارا ذہنی سکون چھیننے کے لئے. کافی تھا اسکو تباہ کرنے کے لئے.

لب بھینچ کر اسنے ایک بار پھر خود کو آنسوؤں میں ٹوٹتے محسوس کیا تھا،رخ پھیر کر اسنے کہیں اور دیکھا اور خود سے نظریں چرا گئی تھی.

یوں لگتا تھا اسکے کانوں میں چیخیں، سنسناہٹ، گھنٹیاں،اور پانی کی آبشار سب ایک بار ہی گونج رہا تھا، سر ہاتھوں میں گرائے وہ درد کو برداشت کرنے کی کوشش میں تھی کہ اسنے وینٹی پر پڑا پتھر کا برش اسٹینڈ اٹھایا اور شیشے پر دے مارا.

چھناکے سے شیشہ ٹوٹ گیا،اسکا عکس ختم ہو گیا.

اور سب آوازیں دم توڑ گئیں، گھنٹیاں، سنسناہٹ، چیخیں اور پانی کی آواز. سارے میں سکوت تھا.

وہ دور کھڑی ٹوٹے ہوئے شیشے کو دیکھ رہی تھی، جسکی کرچیاں اڑ کر اسکے آدھی آستین سے نکلتے بازوؤں پر لگی تھیں، خون کی بوندیں ایک ایک کر کے نکل رہی تھیں اور وہ اس سب سے لاتعلق سے شیشے کو دیکھ رہی تھی... شیشے سے خون رس رہا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(میں قاتل نہیں ہوں. میں کسی کا قتل نہیں کر سکتی)

دروازہ زور سے مارتی وہ باہر آئی. کمرے میں بکھری چیزیں دیکھ کر دل اچانک بہت بری طرح ڈوبنا شروع ہوا،اسے بکھری ہوئی چیزوں سے الجھن ہوتی تھی، مگر بکھیرنے والی بھی تو وہ خود ہوتی تھی. گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرتی وہ رستے میں پڑی ہیل کو ٹھوکر مارتی،بیڈ کے کنارے پر بیٹھی ہی تھی کہ نگاہ بھٹک کر بکھرے ہوئے کاغذات پر آرکی.

(نہیں... نہیں!)اسنے ایک ہی لمحے میں کسی بلی کی طرح پنجہ مار کر کاغذات کو جکڑلیا،وہ مڑے تڑے اسکے ہاتھ میں آگے تھے،اب کہ وہ دیوانہ وار اس پر لکھا نام ایک ایک کر کے پھاڑ رہی تھی، نہیں... کوئی بھی نہیں جانتا وہ کون تھی...

کوئی اشراقات کو نہیں جانتا... وہ کوئی نہیں تھی! میں... میں... قاتل نہیں ہوں!

اسنے کاغذ میں سے اسکا نام چیر کر الگ کیا اور باقی زمین پر گرادیا،

"اشراقات خالد." دو انگلیوں کے درمیان پکڑا مڑا تڑا کاغذ اسکو دیکھ رہا تھا کہ اسی اثنا میں کمرے کا دروازہ بلا تمہید کھلا تو وہ سامنے کھڑی تھی، مغرور چہرے کے ساتھ.

اسے ایک لمحہ چاہیے تھا، اسنے بے اختیار کاغذ پکڑ کے منہ میں ڈال لیا... نہیں کوئی نہیں .... کوئی نہیں جانتا وہ کون تھی...

منہ میں انگلیاں رکھے وہ کاغذ کو حلق میں اتارنے کی کوشش کر رہی تھی، کوشش کی شدّت کے باعث اسکا چہرہ سرخ پڑتا جا رہا تھا. آنکھیں نم ہوتی جا رہی تھیں.

"ہلال، تمہیں خالد نیچے بلا رہے ہیں..." سینے پر ہاتھ باندھتی وہ تیکھی نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی، جیسے اسکو کمرے میں ہلال کے دل کا عکس نظر آیا ہو، یہ منظر اسے پسند آیا تھا.

بکھرا ہوا کمرہ اور... شہد بھوری آنکھوں والی لڑکی. جسکا چہرہ سرخ پڑا تھا، آنکھوں میں خوف تھا، سنہرے بھورے بال اب آہستگی سے پتلے ہوتے جا رہے تھے اور دبلے پتلے

خوبصورت بازوؤں میں کانچ کی چھوٹی چھوٹی کرچیاں نسب تھیں، شرٹ تقریباً گیلی تھی اور گالوں پر آنسوؤں کے داغ.

اوہ! وافیہ نورہ کی اولاد، دیکھو تو؟ کیسی پستہ حالت میں تھی، جیسی ماں ویسی بیٹی!

"ہوں، آرہی ہوں." اسنے ایک ہی سانس میں کاغذ حلق میں اتار لیا، عورت نے ایک نظر حقارت سے اسکو اور اسکے کمرے کو دیکھا، ہلال خالد مر کر بھی تسلیم نہ کرے کہ اسکو سامنے کھڑی عورت کی موجودگی سے کتنی وحشت ہوتی تھی. عورت چوکھٹ سے نکل کر باہر کو چل دی، وہ اب اسکو زینے اترتے سن سکتی تھی، پلکیں بھاری ہوئیں،

دیوار پر نسب ایک چھوٹا سا کلنڈر ساکت ہوا میں جما اسکو دیکھ رہا تھا، اسکا منتظر تھا کہ وہ آج ایک اور تاریخ کو کاٹ دے، اور انتظار کے لمحوں کو کم کردے. اسنے یہ انتظار محسوس کر لیا جیسے، وہ پلٹی تو ڈریسر پر سے ایک سرخ پین اٹھا لائی، کیلنڈر پر موجود تاریخوں کی قطاروں کو دیکھا جنکے بائیں جانب سے ریڈ کراس کی قطار بھی ساتھ ساتھ ہی آرہی تھی، اٹھی گردن سے

اسنے پین سینے تک لے جا کر ایک ہی جھٹکے سے کھولا اور قطار کے درمیان میں رکے سرخ کراس میں ایک اور شامل کر دیا.

ہاتھ گرا کر اسکو دیکھے گئی، ہلال خالد تاریخیں گن گن کر بڑی ہوئی تھی اور وہ آج بھی تاریخیں گنتی تھی. ملنے کے لئے، کچھ کہنے کے لئے، کچھ سننے کے لئے، کچھ بولنے کے لئے. وہ تاریخیں گنتی تھی. وہ تاریخیں یاد رکھتی تھی.

سر ترچھا کئے وہ اس تازہ لگے کراس کو دیکھ رہی تھی. صرف چار روز باقی تھے. چار دن بعد اسکی زندگی بہت بدلنے والی تھی، مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی، وہ نہیں جانتی تھی کہ چار روز بعد اسکے ساتھ کیا ہو گا.

وہ بس یہ جانتی تھی وہ چار روز بعد از کان کی شکل چار سال بعد دیکھنے جا رہی تھی.

سنگھار میز پر پڑی چمکتی بریسلیٹ اٹھا کر دیکھی، ٹائیگر آئی سٹون. بریسلیٹ کے عین بیچ میں ایک گول سا پتھر اسکو روشن سا دیکھ رہا تھا، آنکھوں میں بے شمار یادیں پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگیں، وہ اداس سا مسکرائی. پلکیں اٹھا کر اسنے ادھ کھلے پردے کے پار دیکھا، حیدرآباد

جگمگا رہا تھا نئی نئی کرنوں سے. شیشے میں ہلال کا عکس بھی ویسا ہی کھڑا تھا،ہاتھ میں بریسلیٹ تھی، تقریباً گیلی شرٹ اور مایوس سی آنکھیں پردے کو تک رہی تھیں. عکس میں بیڈ پر ترچھی پڑی ادویات کی ڈبیاں اسکی منتظر تھیں.

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی، کاندھے پر چھوٹا سا پرس ٹیکائے تھی، سفید کوٹ کے نیچے سرمئی لباس تھا،وہ خوبصورت تھی مگر یہ رنگ اسکے لئے نہیں تھا،اور وہ یہ بات جانتی تھی. غائب دماغی سے اترتی وہ سیڑھیوں کے آگے لمبی راہداری کو دیکھ سکتی تھی.

ہاتھ میں تین چار چیزیں پکڑ رکھی تھیں،ایک فائل، فون اور سن گلاسس. جنکو وہ پرس میں ڈال رہی تھی، گردن سیدھی کر کے اسنے بال ایک طرف ڈالے،وہ آخری زینہ اتر کر ایک جگہ کھڑی ہوئی.

دو منزلہ گھر کا ٹی وی لاؤنج دیوار کے اس پار سے جھلک رہا تھا اور راہداری کے آخر میں بغیر دروازوں کی ایک بڑی سی چوکھٹ تھی.

سیڑھیوں کے عقب میں ایک لوہے کا دروازہ تھا، اس سے بے نیاز وہ قدم قدم چلتی لاؤنج میں داخل ہوئی تو اسے دیکھ کر صوفے پر بیٹھے خالد حماد بے ساختہ مسکرائے، تلخ سا.

"گڈ مارننگ!" وہ شائستگی سے بولے تھے، ہاتھ میں پکڑا کپ آگے کو ہو کر کافی ٹیبل پر رکھ دیا، انکے برابر میں بیٹھی وہ عورت اب اسکو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی، آنکھوں میں گہرا کاجل لگا تھا، ہلال نے اسکو نہیں دیکھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گہرا سانس لے کر ہلال نے پرس ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے پر ڈالا، اسکا چہرہ ہمیشہ کی طرح کسی بھی تاثر سے خالی تھا، بس ایک گہرا سانس لے کر وہ وہاں کھڑی تھی.

"جی بولیں بابا؟" اسنے ہاتھوں میں انگوٹھیاں ادھر ادھر کیں، سونے کی انگوٹھیاں صدیوں پرانی انگوٹھیاں تھیں. جنکو وہ ہر وقت پہنے رکھتی تھی. بوب کٹ میں بیٹھی عورت اسے تکے جا رہی تھی، خالد صاحب نے منہ میں کچھ چباتے ہوئے اسکو ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا.

اس غیر متوقع اشارے پر ہلال نے بس ہلکی بھوری آنکھیں گھما کر ساتھ بیٹھی عورت کو دیکھا،

"کہیئے بابا... میں سن رہی ہوں." وہ نہیں بیٹھی، وہ جانتی تھی کے خالد صاحب کو ذرا برابر پروا نہیں تھی کہ وہ جی رہی ہے یا مردہ ہے، کوئی کام ہی ہو گا، مگر اس بار انہوں نے اسرار کیا تو ساتھ بیٹھی عورت مسکرائی، "بیٹھ جاؤ ہلال، بات کرنی ہے تمہارے بابا نے."

ہلال کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسکو گولی مار دے، مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی.

ہلال نے گردن نہیں اٹھائی تھی مگر پھر بھی اسکو اس عورت کے چہرے پر چھائی نخوست سے وحشت ہوئی، اسے اسکی ہر چیز سے وحشت ہوتی تھی. اب کی بار وہ صوفے کے کنارے پر بیٹھ گئی، اسنے ٹیک نہیں لگائی، آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں، گردن ویسی ہی جھکی تھی.

بازوؤں میں سے شیشے کی کرچیاں تو نکال لی تھیں مگر اوپر مرہم لگانے کی زحمت نہیں کی، اس سے نہیں ہوا یہ.

"کیسا جا رہا ہے تمہارا کام؟" انہوں نے ٹیک لگاتے ہوے سہولت سے پوچھا، ٹانگ پر ٹانگ جمائی ایسے میں انکا ہوا میں بلند پیر ہلال کی طرف تھا، اسنے چہرہ ذرا سا دوسری جانب کر لیا. خالد حماد کے انداز میں اسکے لئے کبھی بھی کوئی احترام والی بات نہیں تھی.

"لیٹ ہو چکی ہوں."

"اوہ!" وہ کھنکھار کر آگے ہوئے، "آج لیٹ ہو جاؤ گی تو کوئی بات نہیں."

کنکھیوں سے اسنے ایک پرچھائی گزرتی محسوس کی تو خالد کی بات سے بے نیاز ہو کر اسنے اسے پکارا،

"آصفہ!" کچن کی چوکھٹ سے باہر نکلتی لڑکی نے ایک خاموش نگاہ اس پر ڈالی، قدم قدم چلتی اسکے قریب آئی،

"جی بی بی جی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈش میری گاڑی میں رکھ دو، اچھے سے ڈھک دینا." لڑکی سر کو خم دیتی واپس کچن میں غائب ہوئی، تو خالد صاحب کے چہرے پر سایہ سا لہرایا مگر کہا کچھ نہیں.

آصفہ انکی پرانی ملازمہ تھی، یہ وہ واحد لڑکی تھی جسنے اس گھر کا ہر رنگ دیکھا تھا، کالا، سرخ، نیلا اور سفید. خالد حماد ہلال کی ماں کے مرنے سے پہلے بھی گرل فرینڈز رکھتے تھے اور آج بھی. ہلال کو یہ حقیقت قبول کیے اب کافی عرصہ گزر چکا تھا، ڈھائی برس پہلے انکی ایک مختلف گرل فرینڈ تھی جو ہلال اور ازکان سے بھی کم عمر تھی. وہ چھوڑ کر کیوں گئی اسے ہر بار کی طرح اب بھی نہیں معلوم تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خالد مزاج کے بہت غصیلے تھے، وہ اور ازکان اکثر ہی انکی گرل فرینڈز کو ان سے پٹتے دیکھ چکے تھے، وہ ان خواتین کو جانوروں کی طرح مارا کرتے تھے، مگر شاید stockholm سنڈروم کی وجہ سے وہ کبھی بھی جلد خالد کو نہیں چھوڑ سکیں، وہ جانتی تھی اسکا باپ ایک بہت ٹپیکل ایبیوزر تھا.

شہد کی مکھی کو پہلے اپنے پھولوں کے خوبصورت رنگوں سے متاثر کرنا،اپنے اندر موجود رس جتانا اور پھر اچانک کسی وینس فلائی ٹریپ کی طرح نچوڑ کر اسکو کھا جانا.

ابا بھی تو paul McCartney کے مشہور قول "Love is all you need" کے پاس سے رہتے تھے.

آصفہ نے انکی ہر رنگ برنگی گرل فرینڈ دیکھ رکھی تھی،وہ بھی انہی کے سانچے میں ڈھل کر خود کو محفوظ رکھتے ہوئے فائدے اٹھا لیتی تھی،ابا کی ہر گرل فرینڈ کا صرف ایک ہی عتراض ہوتا تھا،اور وہ ہلال تھی. بعض تو حسن سے جل کر بھی اسکو نقصان پہنچاتی تھیں اور بعض پھرتی سے،وہ کسی بھی گرل فرینڈ سے مرعوب ہونے والوں میں سے نہیں تھی.

اور یہی بات انکی موجودہ گرل فرینڈ زیبہ کو تنگ کرتی تھی کہ وہ ایک تیس سالہ خاتون کو اپنے قابو میں نہیں کر سکتی تھی. زیبہ جوان اور حسین تھی مگر ہلال سے تقریباً پانچ سے چھ سال کے فرق پر تھی.

مگر آج بھی کراچی کہتا ہے کہ خالد حماد کو وافیہ نورہ سے زیادہ خوبصورت عورت نہیں مل سکتی. سبز آنکھوں والی وافیہ کو کراچی نہیں بھولتا، نہ بھولنے دیتا تھا.

پہلے آنے والی تمام خواتین نے صرف ہلال اور ازکان کا سامان اوپر پھینکا تھا اور وہ وافیہ کی چیزیں استعمال کر لیا کرتی تھیں، مگر زیبہ نے وافیہ کا بہت سے سامان اوپر پھینکنے کے ساتھ ساتھ ضایع بھی کیا، یہی ان وجوہات میں سے ایک وجہ تھی کہ اسے زیبہ سے شدید نفرت تھی.

ہلال نے واپس نظریں جھکا کر گود میں دھرے ہاتھوں کو دیکھا اور پیر مسلسل جھلا رہی تھی وہ اٹھ کر یہاں سے جانا چاہتی تھی، مگر خالد حماد کی تمہیدیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں.

اسے کراچی چھوڑے بہت عرصہ بیت چکا تھا، اسے کراچی یاد تو آتا تھا مگر اب عمر کے ساتھ ساتھ غم سینے میں دبتے جا رہے تھے، ازکان بھی اب چار سال گزر گئے مڑ کر واپس نہیں آیا.

"دیکھو ہلال تم اب بڑی ہو چکی ہو... تمہاری بہت اچھی نوکری ہے اور تم اب اپنے ہسپتال میں وائس ہیڈ بھی ہو، تمہارے پاس اب بہت اچھی پے بھی..."

"آپ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں ابا؟" اسنے ٹوک کر کہا، پلکیں اٹھا کر ان سے نظریں ملائیں، تو ساتھ بیٹھی عورت کو دلچسپی ہوئی، ناگن جیسے مزاج والی یہ عورت اب زیادہ محظوظ لگ رہی تھی. وہ کہنی ہٹا کر اب خالد کے بازو پر ہاتھ رکھے مسکرا مسکرا کر ہلال کی شہد آنکھوں میں اتری بے زاری کو دیکھ رہی تھی.

کچن کی کھڑکی سے دھوپ چھن کے آتی لاؤنج کو نیم منور کر رہی تھی، ہر جگہ لمبے سائے تھے اور صوفے پر بیٹھے ان تین لوگوں کے درمیان ماحول قدرے سرد تھا.

"اوکے!" خالد نے ہاتھ اٹھا کر کہا، جیسے ہار مان لی ہو، پھر ایک تلخ مسکراہٹ لبوں پر بکھری،

"میں چاہتا ہوں تم اب سے کرایہ ادا کرو کیونکہ تم اوپر رہتی ہو اور اوپر والے پورشن میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے، تمہارے اکیلے کے لئے کافی ہو گا... تم سمجھ رہی ہو نا بات کو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خالد پر جمی نظروں میں اتنی تیزی سے تبدیلی آئی کہ خود خالد بھی اسکو دیکھ نہیں سکے، لمحے کے ہر حصے میں ہلال پر ایک رنگ آکر گزرا، آنکھوں میں بے یقینی جیسا تاثر تو کب کا گزر کر غائب ہو چکا تھا، یہ تو کچھ اور ہی تھا.

ہلال خالد نے اپنی زندگی میں اپنے باپ سے ہر چیز کی توقع کی تھی، یہاں تک کہ اسکو لگتا تھا وہ ایک دن اسی کے ہاتھوں پر مرے گی، مگر اسنے کبھی بھی اس چیز کی امید نہیں کی تھی.

اسکا ضبط ٹوٹ گیا.

"تو تم نے منا ہی لیا ابا کو؟" وہ دھیمی مگر برہم آواز میں بولی تھی، زیبہ کچھ نہ بولی. سرخ انگارہ آنکھیں اس پر جمی تھیں یوں جیسے وہ اسکو کاٹ کھائے گی. "تم میرے اور میرے باپ کے درمیان آ ہی گئی!"

زیبہ نے پر سکون سے انداز میں خالد کو دیکھا جو ہلال ہی کو دیکھ رہے تھے. صوفے پر بیٹھے انہوں نے پہلو بدل کر گہرا سانس لیا،

"ہلال! زیبہ کو کچھ مت کہو، ماں ہے تمہاری عزت کرنا سیکھو اسکی، اور ویسے بھی یہ میرا ذاتی ارادہ ہے، تم کافی عرصے سے یہاں رہ رہی ہو نہ تم نے شادی کی، سو اب تم کرایہ ادا کرو گی۔" وہ حتمی انداز میں بولے تو ہلال اٹھ کھڑی ہوئی، افسوس سے اپنے باپ کو دیکھا۔ "اور مسلہ صرف پیسوں کا نہیں ہے میری جان، میں اور زیبہ اب پرائیویسی بھی چاہتے ہیں، میں خود بھی تمہارے یہاں آنے جانے سے کمفرٹیبل نہیں ہوں، امید ہے تم میری بات کو سمجھ رہی ہو "

ہلال نے محسوس کیا کہ اسکی آنکھوں کے کٹورے بھیگ رہے ہیں، "میں اس چیز کا فیصلہ بہت پہلے سے کر چکا ہوں۔" رخ پھیر کر انہوں نے میز پر رکھے اب ٹھنڈے کافی کے کپ کو دوبارہ سے اٹھایا اور ویسے ہی بیٹھ گئے، جیسے یہاں ابھی ابھی ہلال کا دل خالی نہ ہوا ہو۔

"ابا میری کوئی ماں نہیں ہے، میری ماں مر چکی ہے، وہ بہت سالوں پہلے ظلم برداشت کر کے مر چکی ہے، میں کسی اور عورت کو انکے آگے ماں تسلیم نہیں کروں گی... مگر میں جانتی ہوں کہ اگر آپ کوئی فیصلہ ذاتی طور پر لیتے تو آج میرا اور آپ کا تعلق اس قدر کمزور

اور کھوکلا نہ ہوتا، رشتہ خراب کرنے کے لئے جو آخری چیز ہمیں چاہیے تھی وہ پیسا تھی بابا. وہ گنجائش بھی آج آپ نے پوری کر دی،" وہ سانس لینے کو رکی، نظریں اٹھا کر زیبہ کو دیکھا،" اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے بابا، آج سے میں آپ کی کرائے دار ٹھیک!" زیبہ مسکرائی.

وہ ملکہ تھی اور وہ ایسا مجرم جو ہر بار سولی چڑھ جاتا تھا.

" آپ جیت گئے بابا. ایک بار پھر جیت گئے. آپ کے پاس آج بھی از کان ہے اور آج بھی اپنی مرضی کی عورت ہے آپ واقعی جیت گئے بابا. اور جہاں تک میرے نظر آنے کی بات ہے، آج آپ نے ثابت کر دیا کہ وافیہ نورہ کی اولاد سے آپ کبھی محبت نہیں کر سکے، آپ کو آپ کی زیبہ مبارک!"

سورج کی نوکیلی نارنجی کرنیں کچن کی کھڑکی سے لاؤنج میں پھیل رہی تھیں، ہلکی بھوری آنکھوں پر کرنیں پڑیں تو وہ نہایت غیر حقیقی لگ رہی تھیں، زیبہ کو اچانک ہی اسکی شہد جیسی آنکھوں سے حسد ہوا، بہت ہی غلط وقت پر.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کلائی پر ٹائیگر آئی سٹون بھی اسی کی آنکھوں کی طرح جگمگا رہا تھا، سنہری رنگت اسکو سورج میں منفرد سا کر رہی تھی، یوں جیسے فیری ٹیل سے نکلی پری ہو.

"یہ فیصلہ میری اور تمہاری بہتری کے لئے ہے ہلال." کپ لبوں سے لگا کر وہ سادگی سے بولے تھے، ہلال تلخی سے مسکرائی، "تمہیں چھت مل گئی اور مجھے پیسہ، سو ہم دونوں خوش!"

زیبہ کی نظریں اب بھی سامنے کھڑی ہلال پر جمی تھیں، اسکی شہد آنکھوں کو دیکھتی وہ صوفے کے ہتھ پر بازو رکھے ناخن رگڑ رہی تھی. باہر سے آتی آصفہ نے اسکی طرف دیکھا، "رکھ دی ہے گاڑی میں." اطلاع دے کر وہ مڑ گئی.

"آپ نے آج.... مجھ سے چھت چھینی ہے ابا... صرف آپ خوش ہیں. خیر! کرایہ مجھے ٹیکسٹ کر دیجئے گا، مجھے دیر ہو رہی ہے خدا حافظ!" وہ پلٹ کر جانے لگی.

"البتہ..." بے نیازی سی نیازی تھی، عقب سے آتی آواز پر وہ ٹھہر گئی. "رات کا کھانا تم ہمارے ساتھ ہی کھاؤ گی. ہیو آ نائس ڈے!" زیبہ نے گردن موڑ کر بے یقینی سے انہیں دیکھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک ہی سانس میں وہ سیڑھیوں کی جانب چل دی، لوہے کی زنگ آلود کنڈی کھول کر وہ زور سے دروازہ مارتی چلی گئی. اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا، تکلیف سی تکلیف تھی.

لاؤنج میں بیٹھی زیبہ گہرا سانس لے کر رہ گئی، "بے وقوف لڑکی!"

چائے کا گھونٹ بھرتے خالد ہنس دیے، "سمبھال لوں گا میں اسکو، تم فکر کیوں کرتی ہو."

انہوں نے اسکو اپنے قریب کیا، اب کہ وہ سر صوفے کی پشت پر گرائے آنکھیں بند کر چکے تھے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خالد..."

"ہوں؟" وہ آنکھیں موندے تھے.

"تم نے اپنی اس ڈھیٹ اولاد کو کھانے پر کیوں روکا ہے؟"

"دنیا میں صرف میں اور تم نہیں رہتے، زیبی! میں یہ سب اسکو روکنے کے لئے کر رہا ہوں، اپنی ساخ بچانے کے لئے." اب کہ کپ صوفے کے ہتھ پر رکھا.

"تمہیں لگتا ہے کہ تم ایسا کر لو گے خالد، مگر تم غلط سوچتے ہو، یہ کوئی عام عورت ہوتی تو میں مان لیتی، یہ وافیہ کی اولاد ہے، تم اسکو نہیں روک سکتے۔"

"اور اسی عورت کا باپ ہوں میں، یہ مت بھولو زیبہ، اسکی رسی آج بھی میرے ہاتھ میں ہے!"

بے وقوف ہوتے ہیں جو مرد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عورتوں کو قابو کر سکتے ہیں! زیبہ نے بس یہ سوچا، کہا کچھ نہیں۔

وہ اب بھی اس دیوار کی جانب دیکھ رہی تھی جس کے عقب میں وہ لوہے کا دروازہ تھا جسے وہ ابھی چند ساعتوں پہلے مار کر گئی تھی۔ اسے زہر لگتی تھی وہ۔

دریا سندھ کے مشرقی کنارے پر رونک ملتی ہے ایک ایسے شہر کی جہاں گزرے زمانوں کی کہانیاں بستی ہیں، ٹھنڈی ہواؤں کی لپیٹ میں بسا ایک قدیم شہر، حیدرآباد۔

گھنٹہ گھر کی گھڑی کی بڑی سوئی بارہ کو جا لگی اور چھوٹی سوئی آٹھ سے جا ملی،اور ایسے میں پھول گلی میں گھنٹے کا قدیم شور گونجا،بلندیوں پر اڑتے پرندے گھنٹہ گھر کے آسمانوں سے گھومتے ہوئے ایک قدیم عمارت کی حدود میں داخل ہوئے جس کے اندر ہی کہیں وہ گاڑی روک کر باہر نکل رہی تھی.

سورج کی کرنیں اندر کے وسیع میدانوں سے ٹکرا رہی تھیں اور ایسے میں وہ بوٹ والا پیر نکال کر گاڑی کے دروازے سے باہر نکل آئی تھی،اسکو دیکھتے ہی گیٹ کے قریب کھڑا گارڈ بھاگتا ہوا اسکے پہلو میں آ کھڑا ہوا،ہلال نے ایک نظر اسکو دیکھا اور پھر ہاتھ میں پکڑے پرس سے سن گلاسس لگا کر گویا ہوئی،

"کرامت،ڈش نکال لاؤ،"وائٹ کوٹ درست کرتی وہ گاڑی کے شیشوں میں اپنا ماندسا عکس دیکھ رہی تھی،ہونٹوں پر ہاتھ پھیرتی وہ سرخ لپسٹک ٹھیک کر رہی تھی،ایسے میں کرامت نے پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر سفید برتن باہر نکال لیا،اسکو کہنی سے دروازہ واپس بند

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کرتا دیکھ کر وہ ذرا بے چین ہوئی،"احتیاط سے! گرامت دینا میں نے بہت محنت سے بنائی ہے۔"

پھر کاندھے پر پرس ٹکا کر اٹھی تھوڑی سے وہ آگے آگے چلنے لگی،اب وہ پہلی جیسی ہلال نہیں تھی،اسکی چاپ پر اعتماد تھی،بات کرتی تھی تو آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں آنے دیتی تھی،اسے مردوں کی خوش فہمیاں پسند نہیں تھی۔

Sir Cowasjee Jehangir Institute of Psychiatry"

بلندی پر نمایاں سرخ بورڈ پر چمکتے ہوئے الفاظ تھے۔

جسے دنیا پاکستان کے سب سے بڑے پاگل خانے کے طور پر جانتی تھی وہاں ہلال خالد چھ برس سے کام کر رہی تھی،سائیکیٹری کی ڈگری حاصل کر کے اسکو یہیں پر پلیسمیں ٹ مل گئی،ابا اور اسکا تعلق جتنا بھی خراب ہو،اگر کہیں مجبوری کے تحت تعرف کروانا پڑے تو اسکو پاگلوں کی ڈاکٹر کہا کرتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جاب کے پہلے سال میں ہی اسکی پروموشن جونیئر ڈاکٹر سے سینئر ڈاکٹر ہو گئی. ایسے میں سینئر ڈاکٹری کے دو سالوں میں ہلال نے سائیکیٹری کے سبجیکٹ کے لئے ٹیچنگ کی تھی،اور پھر اسکے exceptional ریسرچ پیپرز کی بنا پر ہلال کو وائس ہیڈ کی کرسی مل گئی تھی.

اور آج چار سالوں سے وہ پاکستان کے سب سے بڑے سائیکیٹری ہسپتال کی وائس ہیڈ تھی.

سننے میں آتا تھا کہ ڈائریکٹر صاحب کہتے تھے کہ اگر سرکاوائسجی کو ہلال خالد جیسی ڈاکٹر نہ ملتی تو وہ وائس ہیڈ کی کرسی مٹا دیتے. بھوری آنکھوں والی یہ ڈاکٹر انکے نزدیک سائیکیٹری کی میوز تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سردیوں کے ایام کی وجہ سے سورج کی نوکیلی کرنیں بھی ٹھنڈی محسوس ہو رہی تھیں،

پارکنگ لوٹ سے گزر کر وہ سامنے کھڑی ایڈمن بلڈنگ کی طرف جا رہی تھی کہ دائیں بائیں موجود باغات میں لیٹے مردوں کو دیکھ کر پیشانی شکن آلود ہوئی،قدم رکے تو پیچھے پیچھے چلتے گارڈ کے بھی قدم زنجیر ہوئے،نہ سمجھی سے اس عورت کو دیکھا،جسکے بال سورج کی کرنوں میں مزید سنہرے لگ رہے تھے.

وہ پلٹی تو ہاتھ میں پکڑی ڈش کو اسنے مضبوطی سے پکڑ لیا،شاید پکڑنے کے انداز پر تنقید کرنے والی تھی.

"کرامت،خادم بخت کہاں ہے؟"اسنے کرامت سے کہا.

باغ میں لیٹے ایک مرد نے کروٹ بدلی،ہلال نے کنکھیوں سے دیکھا تھا،مگر نظریں اب تک سامنے کھڑے گارڈ پر تھیں جو اب سوچتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھ رہا تھا،

"میڈم جی وہ تو ناشتہ کرنے کینٹین گیا ہے... کیوں کیا ہوا؟"

ایسے میں سامنے سے کوٹ پنٹ میں ملبوس ایک آدمی تیز تیز چلتا ہوا ہلال کے پاس رکا تھا کچھ بولنے کے لئے منہ کھولنے ہی لگا تھا کہ ہلال نے ہاتھ اٹھا کر اسکو روک دیا،وہ اب بھی اس وردی میں کھڑے آدمی کو دیکھ رہی تھی. وہ جو بڑے جوش سے آیا تھا،اچانک جھاگ کی طرح بیٹھ گیا.

"یہ مریض ایسے یہاں کیوں سو رہے ہیں؟"ایک تنقیدی نگاہ دوسری جانب ڈالی،اور پھر واپس اسکو دیکھا.

گارڈ تھوک نگل کر رہ گیا،"میڈم جی،وہ جیسے ہی آئے گا،میں کہوں گا اسکو کہ مریضوں کو یہاں سے کلیئر کرے..."

"نہیں!خادم بخت سے کہنا جب اسکا ناشتہ ختم ہو جائے تو ان مریضوں کو انکے بیڈ پر لٹا کر میرے پاس آئے،مجھے اس سے کچھ بہت ضروری بات کرنی ہے."پھر ایک قہر آلود نظر سے ساتھ کھڑے سوٹڈ بوٹڈ آدمی کو دیکھا،ابرو اٹھا کر بولنے کا اشارہ کیا،وہ پہلے تو ہڑبڑایا مگر پھر کھنکھار کا بولا،

"وہ مس ہلال... آپ کو اطلاع دینی تھی کہ آج قریباً چار بجے کانفرنس ہے،ڈائریکٹر صاحب کے ساتھ."

"بہت شکریہ،اب آپ جا سکتے ہیں."وہ پلٹی اور آگے بڑھ گئی،اور پیچھے کھڑا آدمی منہ منہ میں بڑبڑاتا رہ گیا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلال نے ایک نظر دائیں جانب کھڑی بلڈنگ کی اوپری کھڑکی میں عادتاً دیکھا، چھوٹی سی کھڑکی اب خالی تھی، سلاخوں کی مانند لوہے کے راڈ کے پار آج کوئی نہیں کھڑا تھا، اسنے کرب سے آنکھیں بند کیں اور چہرہ موڑ لیا.

گہرا سانس لیتی وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی، ساتھ چلتے یونیفارم میں ملبوس گارڈ کو ہدایات دیتی جا رہی تھی، جو ہاتھ میں ڈش لئے سعادت مندی سے اسکی بات سن رہا تھا، "تم اسے میرے آفس میں رکھ آؤ اور ڈاکٹر اناشہ سے کہنا میں آ رہی ہوں." پھر پرس کھول کر اس میں سے چابیاں باہر نکالیں، اور اسکو تھما دیں،

"میرے آفس کی کیز اناشہ کو پکڑا دینا. بس آ رہی ہوں میں."

یہ کہتی وہ فلور میں آگے بڑھ گئی جبکہ گارڈ لفٹ کی جانب چل دیا. راہداری عبور کر کے وہ شیشے کے دروازوں سے گزرتی ہوئی ایک دروازے کے آگے رکی، سردیوں کا ایام تھا مگر پھر بھی راہداریاں تھوڑی بہت گرم تھیں، ہر راہداری کے آخری میں موجود قد آور کھڑکیاں تھیں جن سے نئی نئی صبح جھلک کر سفید راہداری کے سفید پتھر کو دمکا رہی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایڈمن آفس کے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ اندر داخل ہوئی، تو مسکراتی ہلال کے چہرے پر لمحے بھر میں سنجیدگی در آئی. آفس اور راہداری کے حرارت میں کافی فرق تھا.

"گڈ مارننگ ڈاکٹر ہلال!" ڈیسک کے پیچھے کی بورڈ پر ٹائپ کرتی سحرش علوی نے گردن اٹھائے بغیر مسکرا کر کہا. کیسی ہیں آپ؟ آپ کی فائلز ریڈی ہیں.... جسٹ گیو می آمنٹ!"

وہ اثبات میں سر ہلاتی آگے کو آئی، اسی کے ڈیسک کے آگے بیٹھے عارف مصطفیٰ نے گردن موڑ کر اسکو مسکراتی نظروں سے دیکھا، "ہیلو سن شائن!"

وجیہہ سا مرد جو بے نیاز سا کرسی پر بیٹھا تھا، چمکیلے دانت اور گندمی رنگت کی وجہ سے وہ زیادہ ہی مردانہ لگتا تھا، انداز اور نقوش ایک دوسرے کو کمپلیمنٹ کرتے تھے، وہ کسی بھی لڑکی کے اعصاب پر بہت آسانی سے سوار ہو جایا کرتا تھا.

عارف مصطفیٰ اس ہسپتال میں ان چند بندوں میں شمار تھا جو اسکے ہو بہو یہاں بہت پہلے سے کام کر رہے تھے.

عارف تو خیر ہلال سے بھی پہلے کا یہاں کام کر رہا تھا.

ہلال خالد نے عارف مصطفیٰ کو پہلی بار یونیورسٹی کے آخری سال میں ہونے والے ایجوکیشنل ٹریپ کے دوران دیکھا تھا جو یہاں سرکاوائسجی آیا تھا.

ہلکی بھوری آنکھوں والی ہلال نے عارف کو نوٹس نہیں کیا مگر عارف نے اسکو نوٹس کیا تھا.

وہ خوبصورت اور برائٹ تھی، سب سے منفرد تھی، جسکی روشنی عارف نے اندر تک اتار لی تھی،

اس وقت عارف مصطفیٰ کو اس بات کی خبر نہیں تھی کہ یہی بھوری آنکھوں والی لڑکی ایک دن اسکی آنکھوں کے سامنے ایک جونیئر ڈاکٹر کے طور پر ہسپتال آئے گی اور دیکھتے ہی دیکھتے وائس ہیڈ بن جائے گی.

وہ کسی کو بھی اپنے علم کے آگے عاجز کر سکتی تھی، اور اسنے عارف کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تھا جو ہلال کے آنے سے پہلے تک ہسپتال کی ٹیم کا بیسٹ ڈاکٹر مانا جاتا تھا، وہ ایک ذہین مرد تھا، چالاک بھی اور ہوشیار بھی.

وہ جلتا بھی تھا اور ستائش سے بھی دیکھتا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ قدرے بے چینی سے آگے آئی،"وعلیکم اسلام ڈاکٹر عارف" پرس میز پر رکھتے ہوئے اسنے مصروف سے انداز میں کہا اور گہرا سانس لیا،وہ سحرش کو دیکھ رہی تھی.ہاتھ میں پکڑی فائل کھولے سامنے رکھی اور چند لمحے اس میں سے کچھ تلاش کر ایک کاغذ الگ کیا،سحرش کے آگے کھسکا دیا.وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عارف کی آواز اسکے کانوں میں گونجی،

"اچھا آپ تو مائنڈ ہی کر گئیں"وہ ہنسا،وجیہہ چہرہ اور خوبصورت جبڑوں والا عارف مصطفیٰ، اسکو ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا،"خیریت؟آج لیٹ آئی ہیں."

ہلال نے نفی میں سر ہلایا،"بس... آنکھ دیر سے کھلی تھی."اسنے تائیدی انداز میں سر ہلایا.

"سحرش،رپورٹس؟"ٹائپنگ کرتی لڑکی نے گردن اٹھائی تو بھوری پونی ٹیل جھول کر گردن پر آئی،"یاد بھی ہیں یا بھول گئی؟"

کی بورڈ پر کھٹ کھٹ ٹائپ کرتی سحرش جو اپنے مخصوص حلیے میں بیٹھی تھی،ناک پر موٹے شیشے والی گلاسس لگائے،بال اونچی پونی میں باندھے،نجانے اسکا دماغ اس وقت کتنی تیزی سے کام کر رہا ہو گا،اسکا اندازہ خیر کوئی نہیں لگا سکتا تھا،وہ اس ہسپتال کی سائبر وزرڈ تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بے اختیار ہنسی، حتمی طور پر کی دباتی ہوئی، ریوالونگ چیئر پر گھومی، پیچھے پڑا پرنٹر دھک دھک کرتا شروع ہوا، ایک ایک کر کے کاغذ نگلے اور پھر اوپر کی جانب سے اگل دیے۔

منتظر سا ہاتھ رکھے وہ ایک ایک کر کے کاغذ پکڑ رہی تھی، عارف بے مقصد سا ہلال کو گھور رہا تھا۔

"یہ وہ ساری رپورٹس ہیں جو میں تیار کر سکی، باقی کوئی کمی بیشی ہو تو..." اسنے آخری کاغذ نکال کر باقیوں کے اوپر رکھا اور میز پر رکھ کر برابر کرتے ناک پر رکھی عینک درست کی،

"تو آئی یم سوری، آپ کو کراچی والی برانچ سے پتا کرنا ہو گا، کیوں کہ یہاں مزید کوئی انفارمیشن نہیں ہے، میں نے پوری کوشش کی تھی۔" اسنے نیم گرم سے کاغذ ہلال کے آگے کیے، جو انہیں پکڑ پکڑ کر دیکھ رہی تھی اب، وہ بے چین سی تھی مگر مزید کچھ نہیں کہا۔

"شکریہ سحرش!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر سحرش کے سامنے رکھے کاغذ کی طرف اشارہ کیا،"یہ ہے ساری رپورٹس جو میں تیار کر سکی ہوں، کمپیوٹر ڈیٹا میں ایڈ کر کے مجھے فائل کا ایکسیس دے دینا میں اس پر مزید ورک کرنا چاہتی ہوں."

سحرش نے پہلے تو اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جب فائل کی ہیڈنگ دیکھی تو گردن کے پٹھے پر ہاتھ رکھے انکو سہلاتے ہوئے ہلال کی جانب دیکھا،وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی،

"ہلال...اس پر کام کر کے کیا کرو گی تم؟"

عارف جو اس طرف سے دیکھو تو انکے درمیان نظر آتا تھا،اسکی نگاہیں باری باری ان دونوں کے درمیان سفر کرتی تھیں،کسی ٹینس میچ میں گیند کی طرح.

"وہ سوال مت پوچھا کرو جن کا جواب میں نہیں دینا چاہتی."سحرش کی طرف دیکھے بغیر اسنے کاغذ فائل میں جوڑتے ہوئے کہا.ایک آخری نگاہ اسنے ہلال پر ڈالی اور پھر واپس کمپیوٹر کے ساتھ مصروف ہو گئی،کمرے میں ایک بار پھر سے ٹائپنگ کی کھٹ کھٹ بلند ہو گئی،

وہ عارف کے پہلو سے نکل کر آفس سے باہر نکل گئی تھی،اور وہ سوچتی نگاہوں سے گردن قدرے ترچھی کیے ڈیسک کو تک رہا تھا. شیشے کا دروازہ چوکھٹ سے لگتا سنا تو سحرش کو دیکھا،

"کس چیز کی فائلز تھیں یہ؟"بظاہر عام سے لہجے میں پوچھا،سحرش نے کاندھے اچکا دیے، عینک ناک پر درست کی،

"عمارہ کے کیس کو اسٹڈی کر رہی ہیں،ایک سال گزر چکا ہے اس بات کو آئی ڈونٹ سی دا پائنٹ!"ہونٹ ہلا کر اسنے سامنے رکھے کاغذات کو دیکھا اور پھر عارف کو جو سوچتی نظروں سے اسی کو دیکھ رہا تھا.

وہ دروازے کو چھوڑ کر ابھی کچھ دور ہی پہنچی تھی کہ عقب سے اسکی آواز آئی،وہ ٹھنڈا سانس کھینچ کر پلٹی، کہا کچھ نہیں،"ڈاکٹر ہلال!"وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسکے قریب آیا،وہ ویسی ہی منتظر سی نگاہوں سے اسکو دیکھ رہی تھی.

عارف کا وائٹ کوٹ اسکو مزید باوقار بناتا تھا. یا شاید پرکشش بھی.

"یس؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہسپتال میں ہونے والے میجر چینجز کی وجہ سے ٹائم نہیں ملا، وارڈ شفٹ کرنے تھے اینڈ آل دیٹ سٹف..." پھر وہی تمہیدیں، مگر وہ تسلی سے سن رہی تھی، "میں آج کانفرنس سے پہلے آپ کو لنچ کے لئے لے کر جانا چاہتا ہوں."

"میں لنچ نہیں کرتی عارف." وہ دو ٹوک بولی، اسے امید تھی وہ سمجھ جائے گا کہ وہ انکاری میں ہے. مگر وہ ویسی ہی پر امید مسکراہٹ سے ہنس دیا، "کوئی بات نہیں، کافی تو پی ہی لیتی ہیں نہ آپ؟"

وہ دو ٹوک انکار کرنے ہی والی تھی کہ، "میں انکار نہیں سنوں گا، آپ کو آج میرے ساتھ چلنا ہو گا." اسے عارف کی عقاب نظریں نہیں پسند تھیں. مگر پھر سر اثبات میں ہلا کر وہ خود پر سو بار لعنت بھیجتی پلٹی.

ایسے میں ایڈمن آفس چھوڑ کر ایک منزل اوپر جاؤ تو وہ آخری زینہ چڑھ کر سامنے موجود عمدہ لکڑی کے ڈبل ڈورز کو دیکھا جن کے شیشوں میں سے روشنیاں جھلک رہی تھیں، وہ ٹھنڈا

سانس خارج کر کے وہاں ہی رک گئی،اسکے پاس لوگوں سے ڈیل کرنے کی توانائی ختم ہو رہی تھی.

سفید ماربل کے فلور پر قدم قدم چلتی وہ دروازے تک آئی.

ایک پٹ کھولا تو چوکھٹ میں ہی کھڑی رہ گئی.

"گڈ مارننگ!" آفس کا دروازہ ہچکچا کر پورا کھولا تو قدرے پھیکی مسکراہٹ سے کمرے میں موجود چہروں کو دیکھا،

"مجھے دیر ہو گئی نا؟" وہ زبان دانتوں میں دبائے بولی تو، کرسی پر بیٹھی ہادیل گہرا سانس لے کر مسکرا دی،

"نہیں؟ دیر تو ہمیں ہوئی ہے... ہم ہیں جو دو گھنٹے لیٹ آئے ہیں، تم تو بالکل ٹھیک ٹائم پر آئی ہو." اسکا تمسخر بھرا انداز دیکھ کر ہلال کو سمجھ آ گئی تھی کے معاملہ اتنا ہلکا نہیں ہے، وہ نظریں جھکائے، ڈیسک کے پیچھے آ بیٹھی. اسکے ڈیسک پر آج بہت سے پکوان رکھے تھے،

اسکا بنایا کورمہ ایک طرف اور باقی کی چیزیں ایک طرف، بٹر چکن کی ڈش سے اٹھتی مہک اور ساتھ ہی رکھی براؤنیز بے حد شان دار لگ رہی تھیں، دوسری جانب ڈسپوزیبل کپس رکھے تھے اور پلیٹس بھی. ایسے میں ہادیل کے سامنے رکھی ڈش کو دیکھا جس میں رامن پڑا تھا اور اناشہ کے سامنے رکھی بریانی، اور داؤد جو ہلال سے بے نیاز کھانے کو تک رہا تھا، "کھانا کب کھلے گا؟" والا رویہ تھا جو اسے سب میں منفرد کرتا تھا.

وہ چاروں آئے دن ہی ون ڈش رکھ لیا کرتے تھے، کیوں کہ ہسپتال کی کینٹین ان چاروں کی رائے میں بے کار ہے اور اناشہ جو کھانے کو لے کر سب سے زیادہ بد گمان تھی، وہ تو سمجھتی تھی مرغی کے بجائے وہ سموسوں اور شوارمہ میں چوہوں کا گوشت ڈالتے ہیں. آہ لاہوری اناشہ!

"وہ بس میں ایڈمن آفس تک گئی تھی، اور آج کل آنکھ بھی اتنی جلدی نہیں کھلتی... دیر ہو گئی." وہ معذرتی انداز میں بولی تو ہادیل کے برابر بیٹھے داؤد، جسکی نظریں صرف کھانے پر جمی تھیں اسکو ذرا بھی فرق نہیں پڑتا تھا کون لیٹ آیا ہے اور کون جلدی، آگے کو ہوا، "اچھا

معاف کر دو نہ بے چاری کو، ویسے بھی رزک کے سامنے ایسی باتیں نہیں کرتے۔" وہ ہاتھ رگڑتا اب ڈشز کے ڈھکن اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔

"بھوکے!" ہادیل زیرِ لب کہے بغیر رہ نہ سکی۔ اور دوسرے ہاتھ پر بیٹھی اناشہ کو تو اتنا غصہ تھا کہ وہ کچھ بولی ہی نہیں، فون خاموشی سے میز پر رکھا اور ڈسپوزیبل پلیٹ میں کھانا ڈالنے لگی، تھوک نگل کر ہلال نے داؤد کو دیکھا جو کھاتے کھاتے نظروں نظروں میں ہی اسکو دیکھ کر حوصلہ دینے لگا (چھوڑو خیر ہے! پانچ منٹ بعد خود ہی ٹھیک ہو جائیں گی، تم دل پر نہ لو کھانا انجوائے کرو)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہلال مسکرائے بغیر نہ رہ سکی، پلیٹ اٹھا کر اسنے کھانا ڈالنے کے لئے ہاتھ بڑھائے، وہ اب پہلے والی ہلال نہیں تھی، جو بے حد پریشان تھی، بے چین تھی، اور اپنے باپ کے ساتھ اپنے رشتے کو آخری سانسیں لیتے دیکھ کر آئی تھی، وہ سب لمحے بھر کے لئے بھول بھال گئی تھی، کم از کم وہ کھانے کے وقت کچھ بھی ایسا یاد نہیں رکھنا چاہتی تھی۔

کچھ وقت کے لئے کمرے میں خاموشی تھی. وہ منہ میں چمچہ رکھتی داؤد کو دیکھتی اور پھر ہادیل کو. سبز آنکھوں والی ہادیل، خوبصورت نہیں تھی مگر وہ پیاری تھی، ہلکے مزاج کی مالک تھی. کاندھے تک گرتے سیدھے ریڈ بال، اور نہایت سپیدر تھی.

وہ بہت effortlessly گریسفل تھی. ہلال کو اس بات پر کافی رشک تھا اس سے. جبکہ دوسرے ہاتھ پر داؤد graceful ہونے کے قریب سے بھی نہیں گزرتا تھا، وہ بس ایک وجیہہ اور دراز قد مرد تھا، کوئی اسکی شکل دیکھ کر اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ آدمی گھر پر اپنی بیوی کو کتنا ستاتا ہو گا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جہاں ہادیل بے حد صفائی پسند اور کم کھانے پر توجہ دیتی تھی، وہاں داؤد جمیل، کا صفائی سے کوئی لینا دینا نہیں تھا، اور کھانا اسکی زندگی کا مقصد تھا. اسکے پاس قدرت کی طرف سے ایک بونس تھا، وہ جتنا مرضی کھالے وہ موٹا نہیں ہوتا تھا. مگر وہ کہتے ہیں نا کہ opposites attract

ڈیسک کی ایک طرف بیٹھی گہری بھوری آنکھوں والی اناشہ تھی، جو منہ میں چمچہ رکھنے سے پہلے باب کٹ والے بال پکڑ کر چہرے سے ہٹا لیتی تھی. اناشہ تیکھے نقوش کی مالک تھی، ہسپتال میں آئے اسکو ابھی دو ہی سال ہوئے تھے، وہ لاہور سے آئی تھی، اسکا انداز بھی لاہوریوں جیسا زندہ اور بے نیاز تھا.

چائے کی دیوانی اور اسکے بقول اسکی لاہوری بریانی سے بہترین بریانی کوئی نہیں بنا سکتا تھا.

سب بہن بھائیوں میں بڑی تھی، اور قدرے غصیلی بھی تھی، نجانے کیوں اسکی ہسپتال میں آتے ہی ہلال سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اناشہ دوستی کرنے میں بہت اچھی نہیں تھی، چونکہ ہادیل اور داؤد ہلال کے بھی دوست تھے تو آہستہ آہستہ اناشہ ان میں بھی گھل مل گئی.

"وقت پر آیا کرو ہلال." اناشہ نے گہرا سانس لیتے ہلکی سی آواز میں کہا تو وہ چونکی، اسکے انداز میں آج کچھ الگ تھا، وہ سنجیدہ تھی. داؤد نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا.

"کیا ہوا؟"

"بات انتظار کی نہیں ہے۔"ہادیل نے بات مکمّل کی،"جلدی نہ آنا ہو تو بتادیا کرو،یا اتنا بھی نہیں کر سکتی؟"

ہلال سر جھکا کر مسکرائی،"بتادیا کروں گی..."وہ بس اتنا ہی کہ سکی۔

"مجھے زیادہ دیر عارف کی وجہ سے ہو گئی"ہلال نے جھکی گردن سے بڑے معمول کے انداز میں کہا،سن گلاسس زرد پرس میں رکھتی وہ جھک کر اسکو میز کے قریب رکھ رہی تھی۔

تینوں گردنیں اسکو تکرار سے مڑ کر دیکھنے لگیں،"عارف کی وجہ سے؟"اناشہ نے پوچھا،

"ہوں۔"

"کیا کہ رہا تھا؟ کیا بات کرنی تھی اب اس عقاب کو؟"ہادیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک نظروں سے ہلال کے سنہرے چہرے کو دیکھا،روشن پیشانی پر ہلکی بھوری لٹیں گرتی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کاندھے اچکا کر اسنے ہاتھ رگڑ کر سامنے موجود بوتل کے منہ کو لبوں سے لگایا،"کہ رہا تھا کہ اسکے ساتھ کافی پر چلوں۔"

اناشہ کے لب ڈھیلے رہ گئے،اور داؤد کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں،

"تو تم جاؤ گی؟"داؤد نے پوچھا تو ہلال اسکی طرف دیکھ کر مسکرائی،

"نہ جاؤں؟"

اناشہ ویسے ہی ہلال کو تکے جا رہی تھی،"چلی جاؤ میری بلا سے مجھے میری بیوی پیاری ہے بس!"داؤد نے ہاتھ اٹھا کر ہلال کو بھاڑ میں بھیجتے ہوئے کہا۔اناشہ کی نظروں میں وہ شام اتری جو کسی نے نہیں دیکھی تھی۔مگر ہادیل کی آنکھوں میں غصہ ابھرا جسکو سب نے دیکھا تھا،

"کیا مطلب تم اسکے ساتھ کافی پر چلو،اسکی ابھی دو سال پہلے تو طلاق ہوئی ہے،اپنی پہلی بیوی کو خوش رکھ لیا تھا جو اب تمہیں ہٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟"

"کیا ہو گیا ہادی؟کوئی اور بات ہو گی...ایسا کچھ نہیں ہو گا،ہوا بھی تو میں انکار کر دوں گی۔"

"تم سے کافی کے لئے انکار ہوا جو تم اسکی اس بات کو انکار کر سکو گی؟"

اناشہ کے ہاتھ اب سست روی سے کام کر رہے تھے، پلکیں جھکی تھیں مگر اس پر اب کسی کا دھیان نہیں تھا. ڈیسک کے پیچھے موجود کھڑکی سے ایک خوبصورت سی صبح نظر آ رہی تھی جو سارے میں روشنی پھیلا رہی تھی. نورسا نور تھا.

"مجھے اس عارف پر بالکل یقین نہیں ہے! دور رہنا اس سے، آئی سمجھ؟" ہادی نے تنبیہ کرتے کہا تو ہلال مسکرائی،

"پروفیشنل تعلقات رکھنے پڑتے ہیں، میں ویسے بھی اس سے کوئی الٹی سیدھی بات نہیں کر رہی." سامنے رکھے کورمے سے اسنے ایک چمچہ بھر کر پلیٹ میں ڈالا، ہاٹ پاٹ میں روٹی تھی، جو خاص داؤد کے ہاتھ کی بنی تھی.

"ہادی، تم ہسپتال کی وائس ہیڈ کو کیا سمجھا رہی ہو؟ پتا ہے اسکو سب، کرنے دو اسکو مرضی!" کاندھے اچکا کر بظاہر تو اناشہ معصومیت سے ہی بولی تھی مگر یہ اسکا پسندیدہ فقرہ تھا ہلال کو بیک سٹیپ دینے کے لئے، جب بھی وہ کسی بھی بات کو انکار کرتی وہ اسکی وائس ہیڈ کی

پوزیشن کو بھیج میں لے آتی،اناشہ کا یہ مخصوص انداز نہ ہادی اور داؤد کو پسند تھا نہ ہلال کو. سو گہرا سانس لے کر اچانک ہی کمرے میں عجیب سی خاموشی پھیل گئی. ہادی سر جھٹک کر رہ گئی، کچھ لوگوں کی تلخ باتیں کبھی نہیں بدلتیں،چاہے دل کتنے ہی صاف ہوں. ہلال نے سر واپس پلیٹ پر جھکا لیا،وہ عموماً ایسی کہی باتیں اگنور کر دیا کرتی تھی،البتہ اسکو برا لگتا تھا.

"اچھا یہ سب چھوڑو سینٹی عورتوں،نیا سال شروع ہونے والا ہے اسکی ایڈوانس دعوت کون دے رہا ہے؟"

ہادیل نے اسکو کہنی ماری،مگر وہ بے نیاز سا گلاس پکڑ تا شرارت سے انہیں دیکھ رہا تھا.

"ابھی دو ماہ پڑے ہیں!"

"میں!"اناشہ نے فخر سے ہاتھ بلند کیا،"میں دے رہی ہوں دعوت."وہ اپنی اداسی کے رنگ زائل کرتے بولی تھی. دل ہلکا کرنا چاہتی تھی یا اداسی کسی کو دکھانا نہیں چاہتی تھی وہ اس میں فرق نہیں کر سکی.

"اچھا اور مینیو کیا ہے؟"داؤد نے دلچسپی سے دیکھا تو ہلال بے ساختہ ہنس دی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہادیل ٹھیک کہتی تھی، تم واقعی بس مطلبی ہو"

"تو اور کیا!"وہ سر جھٹکتی پلیٹ پر جھک کر بولی،داؤد کو اب بھی کوئی فرق نہیں پڑا.

"آف کورس بریانی!ہاتھ چاٹتے رہ جاؤ گے تم سب لوگ،ساتھ چٹنی ہو گی تو مزہ ہی آجاے گا، داؤد صاحب اگر بریانی کھانی ہے تو کل دعوت سے پہلے دہی پکڑتے لانا."اناشہ نے محظوظ ہوتے ہوئے کہا تو داؤد کا تو منہ ہی بن گیا،"کیا؟شکلیں نہ بناؤ سیریس ہوں میں."

"کیا مطلب دہی لے آؤں؟مہمان سے کون کہتا ہے یہ؟"اسنے کرسی پر پہلو بدل بدل کر کہا،ایک نظر ستائشی نظروں سے اسے ہی دیکھتی ہادیل کو دیکھا اور پھر ایک نظر مڑ کر ہنستی ہلال کو،"کیسی میزبان ہے بھائی یہ؟مہمانوں سے کام لے رہی ہے."

"تم جیسے مہمانوں سے کام لینا چاہیے داؤد جمیل،،پیٹ دیکھا ہے اپنا؟کھا کھا کر بھالو بن گئے ہو،کم کرو اسے."اناشہ نے بھی بات جانے نہیں دی.میز پر پڑا کھانا اب ٹھنڈا ہو چکا تھا کیوں کہ کھانے والے اب لڑ رہے تھے اور لڑائی سے محظوظ ہوتے ہنس رہے تھے.

"داؤد! اناشہ نے تمہارے پیٹ کا مذاق اڑایا ہے، تم اب کیا کرو گے؟" ہلال ہنسی تو داؤد نے اسکو قدرے چبھتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا، "ویسے وہ کہ تو ٹھیک رہی ہے موٹے تو تم ہو گئے ہو، ہے نا ہادی؟"

ہادیل نے اثبات میں سر ہلایا اس سے پہلے کے داؤد کچھ کہ سکتا اسنے انگلی اٹھا کر اسکو ٹوکا، "چپ! صحیح کہ رہی ہے انا، پورا دن تم کاؤچ پوٹاٹو بن کر پڑے رہتے ہو، تمہارا بس چلے تم ہسپتال بھی نہ آؤ... تمہارے سارے کام میں کرتی ہوں." اب کھیل مذاق کب ڈانٹ بن گئی پتا ہی نہیں چلا. داؤد نے روٹی کا ٹکڑا توڑتے ہوئے اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر گہرا سانس لیا. نیا دن اور پرانی ڈانٹ.

"تو کس کا دل کرتا ہے گائے بھینسوں کی طرح نائن ٹو فائیو کرنے کا؟ بندے کا بزنس ہونا چاہیے، آرام سے پورا دن عیاشی کرے." وہ کاندھے اچکا کر بولا.

ہادیل نے کہنی میز پر رکھتے ہوے منہ ہتھیلی پر ٹکایا، "ہاں، جاؤ کرو بزنس مجھے بھی شوق نہیں ہے نائن ٹو فائیو کا، کرواتی ہوں میں تمہیں عیاشی."

"ہاں تو تم ہی کرواؤ گی" داؤد نے شرارت بھری نظروں سے ہادیل کو دیکھا، ہلال اور اناشا نے قدرے غور سے اسکو دیکھا، ایک لمحے کا وقفہ آیا.

"کیا مطلب؟" ہادیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا (کوئی ایسی ویسی بکواس نہ کرنا)

"تمہارے زیور بیچ کر کروں گا نہ بزنس."

"داؤد!" اسکے بازو پر ہاتھ مارتی وہ ٹیک لگائے پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی. "کوئی حال نہیں اسکا."

اناشہ بھی گہرا سانس لے کر رہ گئی.

"کیا؟ ابھی یہاں کوئی آدمی بیٹھا ہوتا نا میرا پورا ساتھ دیتا، تم ساری ہو ہی چڑیلیں." وہ منہ بسورتا بولا، تو ہلال نے ہنس کر اسکو دیکھا،

"عارف کو یاد کر رہے ہو؟" یہ سنتے ہی داؤد کے ماتھے پر بل پڑے مگر ہادیل نے ہنستے ہنستے ہلال کے ہاتھ پر ہاتھ مارا.

"not funny "

very funny""انا شہ نے فوراً نفی کی تو داؤد کلس کر خاموش ہی ہو گیا."anyways

کل پارٹی تم لوگ میری طرف کر رہے ہو اوکے؟"یہ کہتے ہی وہ ہلال کی طرف گھومی،

"اور مجھے تم وہاں پر سب سے پہلے نظر آؤ، آئی سمجھ؟"آنکھیں قدرے گہری ہوئیں تو ہلال نے ہتھیار ڈالنے والے انداز میں ہاتھ اٹھا لئے.

"سوری، میں نہیں آسکتی."وہ مسکرائی، تو سب نے بیک وقت اسکو دیکھا."مگر کیوں؟"

"میں رپورٹس پر کام کر رہی ہوں، اور ازکان کا برتھ ڈے آرہا ہے، میں اسکے لئے بھی کچھ تیاریاں کرنا چاہتی ہوں."

"ازکان تم سے ملنے پر راضی تو ہو جائے گا نہ؟"ہادی کو اب فکر ہوئی تھی، ہلال نے بڑی طمانیت سے سر اثبات میں ہلایا. اور داؤد اور انا شہ نے بھی سمجھنے والے انداز میں مزید اسرار نہیں کیا، بہت کم ہی ہوتا تھا کہ ہلال خود کو چن کر انکار کرے، وہ اسکے انکار کا احترام کرتے تھے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماحول کا تناؤ پہلے سے بالکل ماند پڑ گیا تھا. ہادیل، اناشہ اور داؤد، وہ اسے زندگی کا ہر غم بھولنے پر مجبور کر سکتے تھے...ہاں، وہ کچھ ایسے سے ہی تھے.

لیکن اس سارے میں اناشہ قدرے ماند پڑ چکی تھی، دل میں خزاں سی خزاں تھی.

گہرا سانس لیتی وہ اپنے کھانے میں بے مقصد سی چمچہ ہلا رہی تھی، اور اسی خزاں میں ایک سرخ لائن کے پار بہار تھی، ہادی داؤد اور ہلال مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہے تھے. اور وہ ون ڈش بھی ایک اچھے اختتام کو آ پہنچی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح باسی ہو چکی تھی اور دوپہر کا وقت تھا جب وہ وارڈ میں کھڑی معائینہ کر رہی تھی.

کھانے کے بعد غلام بخت کی کلاس لی گئی تھی جسکے باعث سب مریض اپنے اپنے بستروں پر بیٹھے تھے، وارڈ کے کونے میں وہ منہ پھلائے کھڑا اسکو کڑواہٹ بھری نظروں سے دیکھ رہا

تھا،اور وہ اس بات سے باخبر سی اپنے کام میں مصروف تھی،اسکے نزدیک غلام بخت بھی آدھا پاگل ہی تھی.

ساتھ کھڑی نرس کے ساتھ آہستہ آہستہ بنناہٹ میں بات کرتی کسی نہ کسی چیز کی ہدایات دے رہی تھی.ہاتھ میں نوٹ پیڈ پکڑے وہ اس پہ قلم گھسیٹ رہی تھی اور پھر بیڈ پر بیٹھے نیم دراز سے بچے کو دیکھا.

کھڑکی کے مقابل کھڑی وہ دھوپ کے آگے تھی جس کی وجہ سے اسکا چہرہ ماند پڑ چکا تھا، کرنیں اسکے عقب سے نکل کر سارے میں پھیل رہی تھیں.

کمرے میں مختلف بیڈز فاصلے فاصلے پر رکھے تھے جن پر لیٹے مریض ہاتھ ہلا ہلا کر نجانے کس طرح کی حرکتیں کر رہے تھے.دور کھڑا داؤد نرس کو کچھ بتا کر کمرے سے باہر نکل چکا تھا جب کہ وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حتمی طور پر نرس کا کاندھا تھپک کر وہ آگے بڑھ گئی،ڈاکٹرز اپنے اپنے مریضوں کے ساتھ کھڑے تھے،ایسے میں ہلال جائزہ لینے کے لئے ارد گرد گھوم رہی تھی. ایک جگہ رک کر اسنے سینے پر ہاتھ باندھ لئے،سب کچھ نارمل تھا.

ساتھ رکھی چھوٹی کرسی پر بیٹھ کر اسنے ٹھنڈا سانس خارج کیا.

یہ بچوں کا وارڈ تھا اور یہاں کی ذمہ داری داؤد جمیل کی تھی،وہ اس وارڈ کو بڑی محبت سے سمبھالتا تھا مگر داؤد ایسا انسان تھا جو ایک ہی دن میں پوری کتاب پڑھانا چاہتا تھا،وہ سانس لینے کا موقع نہیں دیتا تھا. بچے زیادہ اس سے اسلئے ہی چڑتے تھے،جب ہلال تک بات پہنچتی تھی تو وہ بس کاندھے اچکا کر کہ دیتا تھا،"مگر میں تو ان سب سے بہت پیار کرتا ہوں."

میڈیکلی وہ کچھ بھی غلط نہیں کر رہا ہوتا تھا مگر دوسرے ہر زاویے سے وہ سب کچھ غلط کر رہا ہوتا تھا. ایسے میں ہلال بس گہرا سانس لے کر اسکو،"اچھا اب آئندہ دھیان رکھنا" کہ دیتی تھی مگر وہ جانتی تھی آئندہ کوئی بڑی کہانی ہی ملے گی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فلسطین میں ہونے والی جنگ کے باعث جنگی حالات سے متاثر بہت سے بچے اس وارڈ میں تھے، کچھ کی آنکھیں پھوٹ چکی تھیں جو کچھ کے جسم کے باقی اوضا جنگ میں ہونے والے دھماکوں سے ضایع ہو گئے تھے. ان بچوں کی داؤدا سپیشل کیئر تو کرتا تھا مگر انداز پھر بھی ویسا ہی بے نیاز اور جلد باز سا تھا.

ہسپتال میں آنے والا بہت سے فلسطینی مہاجرین کی وجہ سے ہلال کافی مصروف رہی تھی، ان کے لئے ایڈ تیار کرنا، جنگی ٹراما سے باہر نکالنا، ان میں سے بہت کم بچوں کے ماں باپ ان کے ساتھ ہی زیر علاج تھے مگر زیادہ تر بالکل لاوارث تھے، اکیلے اور تنہا، یہ بات ہلال کو بہت تکلیف دیتی تھی، بہت سے ڈاکٹرز ان بچوں کا خیال رکھ رہے تھے.

ایک خاموش سی نگاہ وارڈ پر ڈالے وہ گہرا سانس لے رہ گئی.

جنگ خون، ٹراما، درد، اور تکلیف کا نام ہے. اور دنیا کی سب سے بڑی تکلیف بچھڑ جانے کی تکلیف تھی.

اسنے سر جھٹکا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ ہلال کا روز کا کام تھا، کانفرنسز اٹینڈ کرنا، مریض دیکھنا، ادویات کا خیال رکھنا اور آؤٹ برسٹ کو کنٹرول کرنا. ہاتھ میں پکڑی فائل سے نظریں ہٹا کر اسنے سامنے کھڑکی کی جانب دیکھا دیکھا جہاں وہ خاموش سا بیٹھا حیدرآباد کی سڑکوں پر بھاگتا شہر دیکھ رہا تھا.

ایک اداس مسکراہٹ لبوں پر بکھری، رخ پھیرے تھوڑی تلے ہاتھ رکھے وہ جوان سا لڑکا کسی دوسری دنیا میں غرک لگتا تھا، جب آہٹ پر اسنے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ سامنے مسکراتی نگاہوں سے کھڑی تھی.

"ہیلو!" ہاتھ ہلا کر اسنے کہا تو بے تاثر آنکھوں نے بس ایک لمحہ اسکو دیکھا اور پھر واپس رخ پھیر لیا، ہلال نے گہرا سانس بھرا اور پھر اسکی نظروں کا تعاقب کیا تو احساس ہوا کہ وہ کہیں نہیں دیکھ رہا تھا. وہ بس کسی غیر شناسہ سا دائرہ بنا کر اس میں آہستگی سے ڈوب رہا تھا، وہ بات کرنے سے گریز کر رہا تھا جب ہلال نے اسکو پھر مخاطب کیا،

"رواد؟ کیا سوچ رہے ہو؟" اسنے پوچھا تو وہ اکتائی ہوئی سانس لے کر سیدھا ہوا، جواب دینے میں ذرا وقت لگایا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرہ انکے لئے اب خالی ہو چکا تھا، جو بچا تھا بس وہ دونوں اور ایک کھڑکی جسکے باہر ایک انجان شہر تھا.

"یہی کہ مجھے عمارہ کا conclusion کب لا کر دیں گی آپ، آپ نے مجھ سے پرامس کیا تھا."

گود میں دھرے ہاتھوں کو دیکھتا وہ شکائتی انداز میں بولا تو ہلال کو احساس ہوا کہ وہ گہری ڈرگ کے زیرِ اثر نہیں ہے. اناشہ نے اسکو ابھی تک اسکی ادویات نہیں دی تھیں.

"تم میرے ساتھ ایسے بات شروع کرو گے اب؟ کیا ہم فرینڈز نہیں ہیں؟" ہلال کو برا لگا تھا، وہ اب روکھا روکھا ہو گیا تھا.

اسکی اس بات پر ایک زخمی سی نگاہ رواد نے اس پر ڈالی تو وہ لمحے بھر کو عجیب سا محسوس کرنے لگی، یوں جیسے اسنے کچھ غلط کہ دیا ہو. پہلو بدل بدل کر اسنے اسکو دیکھا. ساکت سے رواد نے چہرہ پھر موڑ لیا،

رواد،ہاں بس رواد،اسکا خاندان کون تھا، کہاں سے آ کر اسکو یہاں چھوڑ گیا کوئی نہیں جانتا تھا.

وہ بس رواد تھا اور وہ یہاں بچپن سے موجود تھا،ہلال خالد جب اس ہسپتال میں آئی تھی وہ بس چودہ سال کا لڑکا تھا. خاموش اور ایسا خاموش کہ اس سے کوئی بات تک نہیں کروا سکتا تھا،پہلے آنے والے نرس اسکو شدید قسم کی اذیت دے کر اس سے بات کروایا کرتے تھے، مگر پھر انکی رپورٹس کروا کر اسکو ہسپتال سے terminate کروادیا گیا بھاری جرمانوں کے ساتھ،ایسے میں سب سے حیران کن بات یہی تھی کہ رواد پھر بھی نہیں بولا تھا.

جب ہلال نے سینئر ڈاکٹر کی حثیت سے رواد کا وارڈ چینج کر کے اسکو عمارہ کے ساتھ شفٹ کیا تھا تو وہ پہلی بار مسکرانا شروع ہوا تھا. عمارہ اس ہسپتال میں رواد کی واحد دوست تھی،وہ خود بھی نہیں بولتی تھی،وہ بول نہیں سکتی تھی،مگر رواد اس سے بات کیا کرتے تھا،ہلال کو آج بھی یاد تھا کہ وہ اس سے کہتا تھا کہ عمارہ اس سے telepathy کے عوض بات کرتی تھی.

عمارہ کے ساتھ گزارے وہ سال رواد کی زندگی کے سب سے خوبصورت سال تھے،وہ ہنستا تھا مسکراتا تھا اور باتیں کرتا تھا،ایسے میں ہلال نے بھی اس سے دوستی کر لی تھی،مگر پھر ایک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سال قبل رواد ایک بار پھر ویسا ہی ہو گیا جیسا وہ پہلے تھا. عمارہ کی ڈیتھ کے بعد وہ ویسا ہی ہو گیا.

"وائس ہیڈ میڈم ہلال،" ایک بہت دھیمی سی آواز اسکے کانوں میں گونجی، "ایک آزاد آدمی اور زنجیر میں جکڑا شخص کبھی دوست نہیں ہو سکتے... خاص کر کہ وہ زنجیر اسی آزاد آدمی نے ڈالی ہو. آپ میری دوست ہوتیں تو میرے پاس عمارہ کے قاتل کو ضرور ڈھونڈ لاتیں..." پھر سر جھٹک کر آنکھیں بند کر لیں، "پاگل خانے میں آپ مجھے سیریس نہیں لیں گی، میں جانتا ہوں."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایسا مت کہو رواد! ہم فرینڈز ہیں... عمارہ مجھے بھی عزیز تھی... تم دونوں میرے بچے ہو... مگر، مگر رواد تم ہر طرح کی خبر کے لئے خود کو تیار رکھنا، ہو سکتا ہے اسکا قتل ہوا... اور ہو سکتا ہے وہ ایک نیچرل ڈیتھ ہو...."

درشتی سے آنکھیں کھول کر وہ سیدھا ہوا،

"میں جانتا ہوں کہ اسے مارا گیا ہے! میں جانتا ہوں ہلال..." اسنے ہلال کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ نگاہیں پھیر گئی، دل زور زور سے دھک دھک کر رہا تھا، بھیگی پلکیں جھکا لیں. رواد کا یک دم ہی دل برا ہوا. ہلال اور رواد کی اتنے سالوں کی دوستی اچانک ہی کم سے بد تر ہوتی جا رہی تھی.

کنکھیوں سے وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ اٹھی تھی اور وارڈ سے باہر نکل گئی تھی. اسکا انداز دن بہ دن سخت ہوتا جا رہا تھا اور وہ اسکو قابو نہیں کر پا رہا تھا. شدّت غم سے اسنے آنکھیں بند کر لیں...

وارڈ کے رش اور شور کے درمیان وہ چوکھٹ تھی جس سے باہر وہ کچھ ہی دیر پہلے نکلی تھی، بنا پلک جھپکائے وہ اس چوکھٹ کو دیکھے گیا.

"خالد صاحب کیسے ہیں؟" عارف نے کیفیٹیریا میں آخری ٹیبل کی کرسی کھینچتے ہوئے کہا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلال خاموشی سے اسکی کھینچی کرسی پر بیٹھ گئی وہ اس بات کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی مگر مجبور تھی.

"ٹھیک ہیں."

میز کے ساتھ ایک بڑی سی کھڑکی تھی، باہر پرندے اڑ رہے تھے اور اندر لوگوں کی باتوں کی بنبناہٹ تھی. کیفیٹیریا میں موجود باقی ڈاکٹرز لمحے لمحے کو انکو دیکھتے پھر واپس چہرا موڑ لیتے.

اس وقت ہلال کو باہر اڑتے پرندے عارف کی باتوں سے زیادہ محظوظ کر رہے تھے.

وہ کچھ بھی کہتا تو اسکی بات کا ایک سرسری سا جواب دے دیتی تھی، پھر باہر دیکھنے لگ جاتی تھی. ہلال بس کچھ ایسی سی ہی تھی. اور عارف کے ساتھ اسکا خاص ایسا ہی رویہ تھا.

"عمارہ تو ایک کولڈ کیس تھی نا؟"

"جی..."

"آپ اس کیس پر اپنا وقت برباد کر کے ٹھیک نہیں کر رہیں، ہلال صاحبہ."

"میں جانتی ہوں کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط ہے۔"

اسکے کھٹاک سے دیے گئے جواب پر وہ ہلکا سا ہنسا۔

"بہت بدل گئی ہیں آپ۔"

"ہر کوئی بدل جاتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔"

اسکی سرد مہری پر عارف کچھ حیرت زدہ بھی تھا۔ اسکے مزاج میں بہت تبدیلی آئی تھی۔

"از کان سے بات ہوئی تھی میری۔"

ہلال نے فوراً گردن موڑی، آنکھوں میں تجسس جوش مار رہا تھا، چہرے پر بے شمار سوال تھے۔ اسکی آنکھوں میں اسکے ذکر پر اس قدر حیرت دیکھ کر عارف ٹھٹکا۔

"کیا بات ہوئی تھی آپ کی؟"

"کچھ بھی نہیں..." وہ ٹیک لگا کر بولا، تھوڑی قدرے اونچی تھی، "بس معمول کی علیک سلیک، کیوں آپکو کیا لگا؟"

اسنے چہرا قدرے نیچا کر کے اسکو بغور دیکھا.

عارف کی عقاب جیسی آنکھیں جیسے اسکی روح کو چیر رہی ہوں. ہلال نے سر جھٹکا.

"نہیں... کچھ نہیں ایسے ہی پوچھ رہی تھی."

عارف تمسخرانہ انداز میں مسکرایا،ہلال نے گردن واپس موڑلی،وہ بس چاہتی تھی کہ آسمان ٹوٹ جائے یا پھر زمین نگل جائے... عارف کو.

"ہمیں ساتھ کام کرتے اب چھ سال ہونے لگے ہیں."اسنے بات شروع کی،"اس عرصے میں انسان ایک دوسرے کو کافی اچھا جان لیتے ہیں... اور میں صرف آپ کو جاننا نہیں چاہتا."

ہلال نے ابرو اچکاے، کہنی میز پر رکھے اسنے چہرے کو ہاتھ سے سہارا دے رکھا تھا.

اس سے پہلے کہ عارف مزید کچھ بولتا ویٹریس ٹرے میں ملک شیک پکڑے انکے سامنے رکھ رہی تھی،ہلال پیچھے ہٹی. عارف نے اپنا کپ اٹھالیا اور ہلال کو اشارہ کیا،

"میں ملک شیک نہیں پیتی،عارف صاحب..."اسنے کپ دور کرتے ہوے کہا،"آپ تو اتنا بھی نہیں جانتے."

وہ ہلکا سا ہنسی تو عارف کے چہرے پر سایا سا لہرایا."مجھے لگا تھا آپ کافی کے لئے لائے ہیں مجھے".

"جب آپ میرے گھر میں رہا کریں گی تب جان جاؤں گا.ابھی جاننے سے مراد راز تھا."

اسنے سٹرا منہ میں ڈال کر اسکو ستائشی نظروں سے دیکھا.ہلال کو لگا اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا.پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکو دیکھا پھر ارد گرد.

"ایکسکیوز می؟"وہ نا سمجھی میں ہڑبڑا کر بولی،کمر سیدھی کی اور ہاتھ گود میں گرا لئے،ارد گرد کی بنبناہٹ ہونوز آرہی تھی.

"فکر مت کریں!میں راز رکھنا جانتا ہوں."

"میں کچھ سمجھی نہیں...گھر میں رہنا...راز؟"اسنے جھنجھلا کر کہا،"کھل کر بات کریں."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نا اپ کل پیدا ہوئی ہیں نا میں. ہم دونوں جانتے ہیں میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں، میں چاہتا ہوں آپ مجھ سے شادی کر لیں، میرے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کریں، میں اور آپ ایک گھر بسائیں گے." عارف کی آنکھوں کی جوت چمکی، اور ہلال کی کلائی پر بندھ ٹائیگر آئی سٹون، اپنی موجودگی کا احساس دلاتے گولڈن آور میں دمک رہا تھا.

ہلال کو اس لمحے بہت سی حیرت ہوئی، بہت سی نفرت ہوئی، اور غصہ بھی آیا، مگر ضبط سے وہ عارف کو دیکھ رہی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عارف آپ..."

"اور جہاں تک راز کی بات ہے، وہ میں رکھنا جانتا ہوں."

آنکھیں گھوما کر اسنے اسکو دیکھا، بے چینی سے ٹانگ جھلاتی وہ اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی، انکے لہجوں میں برف سی ٹھنڈک تھی. ہلال کا ہاتھ زمین پر رکھے پرس کو اب چھو رہا تھا، وہ کسی بھی وقت یہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے گی.

"اچھا." ہلال نے ملک شیک پر ایک نظر ڈالی اور پھر گہرا سانس لیا، "تو کیا راز جانتے ہیں آپ میرے؟"

"ایسے اچھا نہیں لگتا ہلال صاحبہ، آپ میری بڑی ہیں، ہسپتال کی وائس ہیڈ ہیں، ڈائریکٹر صاحب کی لاڈلی ہیں، میں ایسے کیفیٹیریا میں با آواز بلند آپ کو ایکسپلائٹ نہیں کرنا چاہوں گا."

عارف نے سٹرا منہ سے نکالا اور عقاب جیسی آنکھیں ہلال کے دھک دھک کرتے سینے پر جمی تھیں، مگر وہ خود کو کمپوزڈ رکھے تھی.

"میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ایکسپلائٹ کریں، آپ کو اجازت ہے!"

"آپ نہیں چاہیں گی کہ میں اشراقات کے بارے میں کہیں ذکر کروں، رائٹ؟"

اور اچانک ہلال خالد کے اوپر ساری دنیا آ کر گر گئی، پلکیں پھیلیں، اور دماغ آہستگی سے پھیلتے زہر کے ساتھ ساتھ ماؤف ہوتا چلا گیا، عارف کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی، زہر اس میں اتار کر اب وہ بے حد خوش تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور حدید مومن؟ اسکا کیا ہلال صاحبہ؟ آپ نے اسکی ٹریٹ منٹ کرنی تھی یا اسکو قتل؟ مجھے بہت افسوس ہو گا جب ڈائریکٹر صاحب اپنی بیسٹ ڈاکٹر، ہلال خالد کو باہر پھینکیں گے، پولیس چارجز لگائیں گے اور آپ کو گلی گلی میں رسوا کر دیں گے، آپ اس وقت پاکستان کے بہترین ڈاکٹرز میں سرِ فہرست ہیں، نہیں؟"

ہلال خالد کا رنگ بچڑ کر ختم ہوتا گیا، سنہری رنگت زرد پڑتی گئی، ہاتھ کپکپائے اور جھلاتی ٹانگ ساکت رہ گئی. تھوک نگل کر اسنے ارد گرد دیکھنے کی کوشش کی تو اکثر ہی گردنیں اپنی طرف مڑی دیکھ کر وہ واپس سیدھی ہوئی، کیا سب نے سن لیا؟ نہیں.... ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ سب نے سن لیا ہو... نہیں کسی نے نہیں سنا....

"مجھے اشراقات سے بہت ہمدردی ہے، آپ جانتی تو ہیں مجھے، میں نہیں چاہوں گا کہ میں اسکا نام کہیں بھی لوں، اس لئے آپ میرے پروپوزل پر ضرور غور کیجئے گا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلال لمحے بھر کو خاموش ہوئی، گہرا سانس لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی. جسم میں ساری ہمت جمع کر کے وہ اٹھی تھی. اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا، زہر بہت دور تک جسم میں پھیلتا جا رہا تھا، آنکھیں ضبط سے سرخ انگارہ ہو رہی تھیں. وہ کیسے جانتا تھا یہ سب؟

"اگر آپ... واقعی اس بارے میں بات کر رہے ہیں تو جان لیں کہ ایسے خیال آپ کو اپنے دماغ سے نکالنے ہوں گے، یہ ہمارے professional تعلق کو خراب کر سکتا ہے."

پھر لبوں پر زبان پھیری، "جہاں تک میرے راز کی بات ہے، یہ صرف ایک غلط فہمی ہے، غلط فہمی کی بنا پر آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے. یہ قانونی طور اور اخلاقی طور پر غلط غلط ہے، مسٹر مصطفیٰ!"

"کیا ہوا اگر میرے پاس ثبوت ہو؟ آپ ایک ڈاکٹر ہیں، کہتے ہیں ڈاکٹرز بہترین قاتل ہوتے ہیں، اور identity exploiters بھی، مگر میرا خیال ہے وہ غلط کہتے ہیں. کیا کریں گی آپ مس خالد؟" وہ ترکی بہ ترکی بولا. وہ اسکی باتوں کو ضبط سے سنے گئی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پرس سے اسنے پیسے نکال کر میز پر رکھ دیے،اور ایک بار پھر مسکرائی،اسے لگا تھا اسکی آواز بھرا گئی ہے.

"آپکی غلط فہمی کی وجہ سے آپکے پیسے ضایع نا ہو جائیں."

ایک نظر ملک شیک کی طرف دیکھا اور کیفیٹیریا سے باہر جانے لگی،اسکے قدموں کے ساتھ ساری گردنیں گھومتی گیئں،جب وہ چلی گئی تو ایک بار پھر سب نے عارف کی طرف دیکھا، اور پھر سرگوشیاں بلند ہوئیں.عارف کا چہرا غصے سے جل رہا تھا.ہاتھ میں پکڑا کپ اس قدر زور سے دبایا کہ ملک شیک اگل کر باہر آ گیا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دو ٹکے کی عورت میں اتنی ہمت کہ وہ عارف مصطفیٰ کو انکار کرے...جبڑے تن ہوئے اور ایسے میں ویٹریس بھاگتی ہوئی اس طرف آئی تھی.کیفیٹیریا کی کھڑکی کے باہر پرندے ویسے ہی اپنی دھن میں اڑ رہے تھے.

اشراقات اور حدید مومن.

عمدہ لکڑی کی لمبی میز پر بیٹھی وہ تھوڑی تلے ہاتھ رکھے غائب دماغی سے بیٹھی لیپ ٹاپ کو گھور رہی تھی، پالش شدہ لکڑی پر اسکا نیم سا عکس نظر آتا تھا، کمرے کی خاموشی میں بس ایک ہی شخص بورڈ کے سامنے کھڑا مسلسل کچھ بولے جا رہا تھا، اسکا دماغ اسکے منہ سے نکلتی آواز کو لفظوں کی شکل نہیں دے پا رہا تھا.

لیپ ٹاپ کے قریب ہی نوٹ پیڈ پر آہستگی سے قلم مارتی وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی سی تھی، پینل ڈیسک کی پہلی کرسی پر بیٹھی وہ اس کمرے کے کرپٹ سے ڈھکے فلور پر پیر آہستگی سے جھلاتی رہی، اسکی سمجھ میں اب کچھ نہیں آ رہا تھا.

ایک سال گزر چکا تھا عمارہ کا کیس اسٹڈی کرتے. پچھلے سال کے نومبر میں ہونے والا یہ واقعہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی، ہسپتال کی تاریخ میں موت کے بہت سے کیسز تھے، اکثر مریض بیٹھے بیٹھے اپنی جان لے لیا کرتے تھے یا کچھ تو لڑتے لڑتے ایک دوسرے کو

Clubb of Quality Content

قتل کر دیا کرتے تھے، کئی مرتبہ ہلال ایمرجنسی کی صورت میں ہسپتال گئی تھی کیوں کہ ایک مریض نے دوسرے کو قتل کر ڈالا تھا.

مرنے والوں کے گھر والے نہ مڑ کر انکا پوچھتے تھے نہ خبر لیتے تھے،یہ تو معمول تھا کہ جو مرتا تھا اسکا ڈیتھ سرٹیفکیٹ ایشو کروا کر گھر والوں کو بھجوا دیا جاتا تھا،اسکے بعد انکی مرضی ہوا کرتی تھی کہ وہ غم منائیں یا خوشی.

اس معمول میں ہلال موت پر غم کرنے کے لئے بہت سن ہو چکی تھی،زندگی میں پہلی بار جب ہلال نے موت کو قریب سے دیکھا تھا وہ تب تھا جب وہ ایک جونیئر ڈاکٹر کے طور پر یہاں آئی تھی،ایسے میں اسکے مریض نے اپنا گلہ خود ہی کاٹ ڈالا. وہ نہیں جانتی تھی اسنے اسکے بعد اپنی راتیں کیسے گزاریں بس وہ بہت بھیانک تھیں.

اس وقت سے قریباً چھ سال بعد کی ہلال خالد کو پہلی بار کسی نے بہت اسرار سے کہا کہ وہ اسکے پیارے کے کیس کو غور سے دیکھ،جانچ پڑتال کرے... اور قاتل ڈھونڈ کر دے.
یہ نیچرل ڈیتھ نہیں ہو سکتی.

رشتے میں تو عمارہ ہلال کی پھپھو کی بیٹی تھی. مگر ساری عمر اسکو ایسے ہی دیکھ دیکھ کر ہلال کو ویسا غم نہیں ہوا. اسے امید تو تھی کہ وہ عمارہ کو خود ٹھیک کرے گی، مگر ازکان کے جانے کے بعد اسکو ٹھیک کرنے کا جوش بھی ٹھنڈا پڑ گیا.

جو عمارہ کے لئے اتنا تڑپ رہا تھا وہ رواد تھا، اور وہ بس رواد ہی ہو سکتا تھا.

سر جھٹک کر اسنے پھر سے ذہن کانفرنس کی طرف موڑنا چاہا تو عارف کا مغرور چہرہ آنکھوں کے سامنے جھلکا،

اسے بہت سا خوف آیا تھا، وہ اسکو برباد کرنے کے لئے ہر حربہ استمعال کرنے والا تھا.

اگر وہ اشراقات کے بارے میں ڈائریکٹر صاحب کو بتا دے تو وہ کہیں کی نہیں رہے گی، ابا اسکو مار دیں گے. ہاں وہ اسکو قتل کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچائیں گے. وہ انکو بہت اچھے سے جانتی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ڈاکٹر ہلال،" اچانک کانوں میں ایک بھاری سی آواز گونجی تو وہ سیدھی ہوئی، تھوڑی سے ہاتھ ہٹا کر اسنے کمر سیدھی کی، وہ اب کہ الرٹ سی ارد گرد دیکھ رہی تھی، پین چھوڑ کر اسنے سر براہی کرسی پر بیٹھے گرم جوش سا ڈائریکٹر صدیق صاحب کا چہرہ دیکھا،

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بہت گم صم سی ہیں، از ایوریتھنگ آل رائٹ؟" وہ مسکرائے تو ہلال کے اندر ڈھیروں شرمندگی بھرنے لگی، چہرہ جھکا کر اسنے نفی میں سر ہلا دیا،

"آئی ایم سوری!" چہرے کے قریب جھولتی لٹ کان کے پیچھے ٹکا کر ہلکی بھوری آنکھیں اٹھائیں، جو بہت بجھی بجھی سی تھیں. صدیق صاحب ہنوز مسکراتے ہوئے اسکے ہڑبڑائے ہوئے انداز کو دیکھ رہے تھے.

"میں بس زون آؤٹ ہو گئی تھی...." بے چینی سے ایک بار پھر قلم اٹھا کر پینل پر بیٹھے ڈاکٹرز کو دیکھا، جن میں سب سے نمایاں چہرہ عارف مصطفیٰ کا تھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا، ہلال نے نگاہیں چرا لیں. تھوک نگل کر پھر سے صدیق صاحب کو دیکھا جنکا چہرہ اب جھکا ہوا تھا، وہ واپس سے اب اپنے کام میں متوجہ ہو گئے تھے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایٹس اوکے میڈم ہلال، آئی نو آپ تھک چکی ہیں، اس لئے میرے خیال سے اب کانفرنس کو یہیں اینڈ کر دینا چاہیے آپ سارے ہی بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں."

صدیق صاحب کا یہ کہنا تھا کہ پینلز کے پیچھے بیٹھے ڈاکٹرز کے چہروں پر مسکراہٹیں کھل گئیں، ہلال خود ہی گہرا سانس لے کر رہ گئی،

وہ خوش تھی، وہ اب گھر جا کر خاموشی میں کچھ وقت گزار سکے گی.

وہ شکر گزار تھی!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس شام وہ سب سے لیٹ گھر پہنچی تھی، فون پر انگلیاں چلاتے وہ کچھ ٹائپ کر رہی تھی، چہرے پر تھکی تھکی مسکراہٹ، ایک ٹیکسٹ موصول ہوا، اناشہ کی طرف سے،

"میں دعوت کی تیاری کر رہی ہوں، داؤد دہی لانا مت بھولنا!"

ہلال کی انگلیاں تھم گئیں، گھر کا داخلی دروازہ عبور کر کے وہ اندرونی دروازے تک نہیں گئی تھی، لان میں ہی رکی دنیا سے لاتعلق سی وہ فون کی طرف دیکھ رہی تھی.

کبھی کبار لگتا تھا یہ فرینڈ گروپ صرف اناشہ داؤد اور ہادیل کا تھا، اس میں وہ بس ایک invisible سا بھوت تھی جو ہنستی مسکراتی انکو دیکھ کر خوش ہو جایا کرتی تھی. ایسا نہیں تھا کہ وہ اسکو اپنے ساتھ نہیں رکھتے تھے.

مگر بات یہ تھی کہ وہ ان سے مختلف تھی، مختلف مزاج کی، الگ مصیبتوں والی، اور وہ اکیلی تھی

.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

داؤد اور اناشہ نجانے کتنے بھی اکیلے ہو جائیں وہ ایک کپل ہے، انکے پاس آخر میں ایک دوسرے کا ساتھ تھا، انکے پاس بہت بڑے بڑے خاندان تھے جن سے آج ملنے وہ نکل چکے تھے، وہ اپنی زندگیوں میں مصروف تھے، اور اناشہ کے امی ابو لاہور سے ملنے آ رہے تھے، اسکے پاس گھر پر زرش تھی اور وہ بھی ایک چھوٹا سا خاندان تھا.

"کانفرنس کیسی گزری؟"ہادیل کا اکیلا لاوارث سا ٹیکسٹ گروپ میں پڑا تھا جو ہلال کے لئے تھا،اسنے اسکے جواب میں،"اچھی گزری، تھک گئی ہوں،ابھی ابھی گھر آئی ہوں. تم لوگ کہاں تک پہنچے ؟" لکھ کر فون پرس میں ڈال کر سامنے اندرونی دروازے کو دیکھا اور پھر دن کے آخری پہر کی نارنجی کرنوں کو، آنکھیں قدرے ڈبڈبا گئیں.

یہ اندرونی دروازے بھی اب اسکا نہیں تھا. گہرا سانس لے کر وہ گھر کی عقبی گلی کی جانب بڑھ گئی جہاں پر ایک لوہے کا دروازہ موجود تھا. لوہے کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہوتی وہ غائب دماغ سی چل رہی تھی کہ اچانک ٹھٹھک کر رکی،لب ڈھیلے پڑ چکے تھے.

سیڑھیوں کے آگے جو ذرا سی جگہ تھی وہاں کی ٹائلز اکھاڑی جا رہی تھی،مستریوں کے ساتھ کھڑے خالد نے ایک نظر اس پر ڈالی،اور پھر واپس ساتھ کھڑے آدمی کی طرف متوجہ ہو گئے. "مجھے یہ دیوار ایسی بنا دو کہ کوئی تصور بھی نہ کر سکے کہ اسکے پیچھے سیڑھیوں کا رخ ہے،دراصل میں اوپر والا حصہ اب کرائے پر چڑھا چکا ہوں..."

لوہے کی راڈ اور ہتھوڑے سے ٹائلز اکھاڑنے کی آوازیں سارے میں گونج رہی تھیں. ایک طرف سیمنٹ کی بوریاں تھیں اور دوسری طرف سے ایک پھٹی پرانی شلوار قمیض میں ملبوس آدمی اینٹیں پکڑ کر لا رہا تھا.

وہ اتنی بلند آواز میں بولے تھے گویا ہلال کو سنانا چاہتے ہوں، آنسو ضبط کرتی وہ دھپ دھپ زینے چڑھتی اوپر چلی گئی، لابی کا دروازہ زور سے دے مارا. سر پکڑے وہ پاس پڑی کرسی پر بے جان سے بیٹھتی چلی گئی.

وہ ہر روز اسکو تکلیف دینے کا کوئی نیا حربہ استعمال کرتے تھے...وہ اسکو ہمیشہ سے تکلیف دیتے آئے تھے، وہ شاید عادت سے مجبور تھے. ہاتھوں میں گرایا سر اٹھا کر اسنے سامنے دیکھا، نیم اندھیرا سا لاؤنج، اسکے ساتھ ہی ایک اوپن کچن تھا، جس کو آج تک سب کباڑ رکھنے کے لئے استعمال کرتے آئے تھے.

ہلال کی کرسی کے عین مقابل ہی ایک قد آور کھڑکی تھی، جس سے وہ سورج ڈھلتا دیکھ سکتی تھی، نارنجی کرنیں اسکے پیروں تک آ کر رکتی تھیں اور پھر آہستہ آہستہ انکا قد بھی چھوٹا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہونے لگ گیا، سورج بہت دور ڈوب ڈوب رہا تھا اور اسی کھڑکی کے اوپر ایک کپکپاتا بلب جو وہ عدتاً آن چھوڑ جاتی تھی، ہر پاکستانی کی طرح. تاکہ چور کو لگے گھر خالی نہیں ہے.

اوپن کچن کے ساتھ ہی اسکے کمرے کا دروازہ لگا تھا، اسنے آج پہلی دفع گھر کے اس حصے کو غور سے دیکھا تھا، کیوں کہ پہلے یہاں بس اسکا کمرہ ہوتا تھا، مگر اب یہ اسکا "گھر" تھا. اسے اب یہیں رہنا تھا. نیچے والوں نے دیواریں کھڑی کر لیں اور اسکو اندازہ ہی نہیں ہوا.

ٹھنڈا سانس خارج کر کے اسنے فون اٹھایا تو لاک سکرین پر "later" کے سیکشن میں ایک ہی میسج جگمگا رہا تھا، ابّا کا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اسکو ادھر سے ہی پڑھ سکتی تھی، "ایک لاکھ." بس.

انہوں نے یہی لکھا تھا.

ایک لاکھ اور بات ختم. ایک لاکھ اور وہ انکی اکلوتی بیٹی کی حثیت سے ایک کرائے دار لڑکی بن گئی، ایک لاکھ اور وہ گھر تبدیل کر چکے تھے. ایک لاکھ اور سب ختم ہو گیا. بس ایک لاکھ.

تلخ مسکراہٹ سے اسنے فون رکھ دیا، پرس کرسی پر ہی چھوڑ کر وہ فائل اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی.

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ کالی شرٹ اور نیچے جینز پہنے باہر واش روم سے باہر نکلی تھی، دیوار پر نسب شیشے میں ایک نظر دیکھا، وہ ہاتھ ہوا میں اٹھائے پونے باندھ رہی تھی، ایک آخری گرہ لگا کر اسنے بال چھوڑے.

کمرے میں ایک طرف ایک چھوٹا سا ڈیسک موجود تھا، وہ فائل اٹھا کر اس جانب آنے ہی والی تھی کہ اسکی نظریں بھٹک کر ڈیسک کے اوپر موجود کلنڈر پر جا رکیں، سرخ دائرے آنکھوں میں گھومے اور پھر سبز آنکھیں. دل اچانک برا سا ہوا، اسنے فائل ادھر ہی چھوڑ دی. وہ اڑھیاں گھما کر کمرے سے باہر نکل گئی.

اب کہ وہ لاؤنج کی بتیاں جلا کر قد آدم کھڑکی کے مقابل کھڑی کمر پر ہاتھ رکھے تھی، وہ شاید جائزہ لے رہی تھی.

"اوہ خدایا! یہ تو بہت لمبا کام ہے..." آہستہ آہستہ چیزیں پلٹ کر ادھر ادھر کرتی وہ دوسرے ہاتھ سے منہ کر کپڑا رکھے تھی، "یہ سب میں آصفہ کی مدد کے بغیر کیسے کروں گی؟" سوچتی نگاہوں سے وہ سیدھی ہو کر سامنے رکھے کباڑ کے پہاڑ کو دیکھ رہی تھی.

دھول اٹھ اٹھ کر ادھر ادھر پھیل رہی تھی، ہلکا سا کھانستی اور پھر اٹھ کھڑی ہو جاتی تھی. رخ بدل کر وہ سنک کی جانب آئی تو اس میں بھی گتے کے ڈبوں میں بے شمار پرانی چیزیں رکھی تھی.

بے حد حیرت کی بات تھی کہ یہ جگہ اسکے کمرے کے بالکل برابر میں تھی اور یہ یہاں کبھی پلٹ کر نہیں آئی، شاید کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی. مگر اب اسکے پاس یہ بھی نہیں تھا.

منہ سے کپڑا ہٹا کر اسنے ایک جانب رکھا اور وہ بھاری بھرکم ڈبا اٹھایا تو قدرے لڑکھڑا کر زمین پر آ بیٹھی،

"اوہ! بچ گیا..." پہلے تو بچنے پر وہ ہنسی اور پھر اسکو اپنی حالت پر بے اختیار ترس آیا.

اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، وہ نہیں جانتی تھی اندر کیا ہے مگر ڈبا کافی بھاری تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مٹی کی پرواہ کیے بغیر وہ زمین پر بیٹھی تھی. کھڑکی سے آتی لمبی کرنیں اب چھوٹی ہو کر فریم کے دہانے میں بیٹھی تھیں.

ڈبے کی ٹیپ اکھاڑ کر اسکو آہستہ سے کھولا تو اچانک دل کی دھڑکن بے ترتیب سی ہو گئی. نجانے کیوں مگر بس ہو گئی. لرزتے ہاتھوں سے اسنے اندر پڑی کراکری کو نرمی سے اٹھا اٹھا کر باہر نکالا. شفاف شیشے کے برتن تھے وہ، اسکی ماں کا جہیز تھا یہ.

وہ اپنی ماں کو اتنا نہیں جانتی تھی بچپن میں ہی وہ کہیں دور چلی گئی تھیں وہ اسکے پاس مگر وہ چھوٹی تھی، تصویروں میں دیکھا تھا اور بچپن میں بس شاید ایک دھندلا سا چہرہ تھا جو یاد رہ گیا، اس سے زیادہ وہ وافیہ خالد حماد کو نہیں جانتی تھی.

وہ جانتی تھی اسکے باپ کی کئی گرل فرینڈز نے اسکی ماں کا سامان ادھر ادھر پھینک دیا تھا، مگر دلی لگاؤ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کبھی تنقید نہیں کر سکی، آج پہلی دفع دل میں غم سا اٹھا. احساسِ جرم سا ہوا، برتن ڈبے سے نکال نکال کر رکھتی گئی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خوبصورت چمچے... گلاس... پلیٹس... اور باقی اشیا بھی. ڈبا تقریباً خالی رہ گیا تھا جب اسنے شیشے کے الٹے پڑے جگ کے نیچے دبا ایک فریم دیکھا، ڈیزائن کی وجہ سے فریم پر بنے نقوش بھی الٹے سیدھے لگ رہے تھے. جگ سے لاتعلق سی وہ اسکو اٹھا کر سائیڈ پر رکھ رہی تھی، جب گلاس اس پر سے ہٹا تو فرام ایک نقوش واپس اپنی جگہ پر آ گئے، اور ہلال کے لبوں پر ایک گرم سی مسکراہٹ بکھری.

امی اور از کان.

انکے پیچھے ایک سحر انگیز صبح تھی، اسنے مسکرا کر انگوٹھا امی کے چہرے پر سہلایا، وہ ایک خوبصورت عورت تھیں، ہلال سے کافی مختلف، سبز آنکھوں والی تھیں، بالکل از کان کی سی سبز آنکھیں.

کھڑکی کے پار سورج ڈوب گیا تھا اور ماحول میں سے نارنجی رنگ غائب ہو کر اب بس لاؤنج کی سفید لائٹوں جیسا رہ گیا تھا، پھیکا سا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کھل کر مسکراتی انکی تصویر کی دیکھتی رہی، اچانک اسکے ارد گرد منظر تبدیل ہوا، بادل گھیرے میں لینے لگے اور اچانک وہ گھاس پر بیٹھی تھی. بارشوں کا موسم تھا اور وہ اپنے سمر ڈریس میں ملبوس اسکے برابر بیٹھی اسی فریم پر انگوٹھا سہلاتی ستائشی نظروں سے مسکرا رہی تھی.

"یہ... میری اور امی کی پہلی تصویر تھی جو ہم نے ساتھ لی تھی." اسکے ہاتھ میں پکڑے فریم کی طرف اشارہ کرتے ازکان نے فخریہ انداز میں کہا تو ہلال نے نظریں اٹھا کر اسکو دیکھا.

جوان سا ازکان تھا وہ، سبز جھکی آنکھوں سے وہ سامنے گھاس پر بیٹھا اب بیگ کنگھالتا کچھ کہ رہا تھا، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور اسکے بھورے بال جھول رہے تھے، پارک بارش کے امکان کی وجہ سے خالی تھا، بس وہ ہی ایک بے وقوف تھی جو ازکان کو یہاں اٹھا لائی تھی.

چیک شرٹ اور سیاہ جینز میں ملبوس وہ قدرے خوشگوار موڈ میں تھا، اسکے سلکی کالے بال ہوا کے ساتھ جھول رہے تھے.

"میں اور امی بہت خوش تھے، بابا میرا خیال ہے کہ...." سوچتی نگاہوں سے اسنے تھوڑی کھجائی، ایسے میں وہ انہی ستائش بھری نظروں سے فریم کو دیکھ رہی تھی، چادر کے اوپر بیٹھی ہلال اپنے پک نک کے سامان کے حصار میں تھی.

سمر ڈریس کی آدھی آستیں سے اسکے سنہرے بازو جھلک رہے تھے اور وہ ڈریس آسمانی رنگ کا تھا، بھورے بال حاف کیچر میں تھے.

"یاد نہیں اب تو ٹھیک سے کیوں کہ امی نے ہی بتایا تھا، شاید بابا کسی بزنس ٹرپ پر ناروے گئے ہوئے تھے...ہاں شاید! اور امی کا بہت کارپ ڈیم مائنڈ سیٹ تھا، وہ مجھے اسی پارک میں لائی تھیں،..." اس سے پہلے کہ ازکان مزید کچھ کہتا ہلال نے حیرت سے نظریں اٹھا کر اسکو دیکھا، دل کی دھڑکن پھر سے بے ترتیب ہوئی، وہ بولتا بولتا رکا.

"کیا وہ یہی پارک تھا؟"

ازکان بے اختیار ہی مسکرا دیا، سر اثبات میں ہلایا، وہ جانتا تھا وہ امی کے بارے میں بہت سوچتی تھی، بہت کچھ جاننا چاہتی تھی، سو گہرا سانس لیتا اٹھ کھڑا ہوا.

"پتا ہے ہم کہاں کھڑے ہوئے تھے؟"

"کہاں؟"وہ چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی، ہوا کے جھونکوں سے اسکے بال اڑ رہے تھے، ہلال کے عین مقابل تھا سو روشنی اب اسکے عقب سے نکلتی سارے میں پھیل رہی تھی.

ازکان نے اسکا ہاتھ پکڑے اسکو اٹھنے میں مدد دی، وہ فریم سینے سے لگائے سیدھ میں دیکھ رہی تھی...جہاں وہ دیکھ رہا تھا.

"اس فاؤنٹین کے پاس."اسنے بازو لمبا کر کے اشارہ کیا تو ایک قطرہ آسمان سے ٹوٹ کر اسکے لبوں پر آ گرا، وہ ساکت سی اس خستہ فاؤنٹین کو دیکھے گئی. انتہائی زنگ آلود اور جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا وہ، ڈھیلے لبوں سے اسنے فریم اٹھا کر واپس چہرے کے سامنے کیا اور پھر اس فاؤنٹین کو دیکھا. وہ اسکو پہچان نہیں سکتی تھی. قطرے ٹوٹ ٹوٹ کر اب فریم پر گر رہے تھے مگر ہلال ساکت سی اسکو دیکھ گئی، سر قدرے ترچھا کیے تھی اور ساتھ کھڑا ازکان خاموش رہا.

"ہاں، میں جانتا ہوں تم کیا سوچ رہی ہو..." وہ ہنسا تھا، جیب میں ہاتھ ڈالے وہ سر جھکائے پیر ارد گرد گھما رہا تھا. "تم پیدا ہونے والی تھی اور میں اس تصویر میں پانچ سال کا تھا، اب تو کافی عرصہ بیت چکا ہے، یہ فاؤنٹین لگتا ہے امی کے غم میں بوسیدہ ہو چکا ہے."

اسکی بات سے بے نیاز سی وہ قدم قدم چلتی اس فاؤنٹین کے قریب آ رکی، ازکان نہ سمجھی سے اسکے پیچھے پیچھے چلتا آیا.

"ہماری چیزیں چوری ہو جائیں گی لڑکی!" اسنے ایک نظر پلٹ کر لاوارث پڑے سامان کو دیکھا اور پھر گھوم کر سہر سی چلتی ہلال کو.

انگلی کے پور سے اسنے فاؤنٹین کے زنگ پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس پہ بیٹھ گئی.

ازکان بے اختیار مسکرایا، وہ سمر ڈریس میں فاؤنٹین کے دھانے پر بیٹھی بہت غیر حقیقی سی لگ رہی تھی. ہلکی بھوری کانچ جیسی آنکھیں اٹھائے وہ آسمان سے ٹپ ٹپ کرتے قطروں کو دیکھ رہی تھی اور ایسے میں ازکان نے کیمرے سے اسکی ایک تصویر اتار لی، وہ کلک کی آواز

پر چونکی تھی، سبز آنکھیں بھوری آنکھوں سے ملیں اور پھر بے اختیار ایک قہقہہ پھوٹ کر نکلا تھا.

یہ ہلال اور ازکان کا طریقہ تھا درد ہلکے کرنے کا... وہ جانتی تھی ازکان امی کو کہیں زیادہ مس کرتا تھا...

اچانک ارد گرد کے بادل ہٹنے لگے،

ہلال کے گرد کی دھول مٹی واپس آ گئی، بارش کے قطرے تحلیل ہو گئے، اسکا سمر ڈریس اب واپس خستہ سی ٹی شرٹ جینز میں تبدیل ہو گیا. اور ازکان... ازکان چلا گیا. دکھ بہت تھے مگر اب محسوس کرنے کی طاقت ختم ہوتی جا رہی تھی. فریم ایک پلیٹ کے اوپر رکھے اسنے وہ ڈبا ایک طرف پھینک دیا.

اب وہ ساتھ پڑے ڈبے کھول کھول کر ان میں سے امی کا پرانا سامان نکال نکال کر دیکھ رہی تھی. جو چیز انکی نہیں تھی وہ ایک طرف پھینکنے کے لئے رکھ دیتی اور جو چیز کام آ سکتی تھی اسے بھی ایک طرف سجا لیا. وہ شام اسنے اپنے پورشن کی صفائی کے لئے وقف کر دی تھی

. کچھ ہی دیر میں صفائی کے بعد اسکا "گھر "اب بہتر لگ رہا تھا، تھکی ہاری وہ لاؤنج کو ستائشی نظروں سے دیکھ گئی، گہرا سانس لے کر سنک پر کھڑی اب وہ برتن دھو رہی تھی.

برتن دھو کر اسنے شیلف پر ہی رکھ دیے،ساتھ رکھے فون پر اب کچھ ٹائپ کر رہی تھی.

لیمپ،فرج،ڈش سوپ،پلاسٹک باکسز،کی لسٹ کے آخر میں ڈش اسٹینڈ لکھ کر اسنے فون پرے ڈال دیا. قد آدم کھڑکی کے باہر اب City of Pearls تازہ رات میں جگمگا رہا تھا.

صفائی کر کے اسکا سارا اسٹریس ختم ہو چکا تھا،پلیٹ میں رکھا فریم اسکو دیکھ رہا تھا اور وہ اپنے ڈریسر پر رکھی فائل کے بارے میں وہ بھول چکی تھی. وہ نہیں جانتی تھی وہ وہاں کتنی ہی دیر کھڑی رہی. بس اب وہ خوش تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی اثنا میں نیچے والی منزل میں آؤ تو کچن میں کام کرتی آصفہ کے عقب میں کھڑی زیبہ اسکو تیکھی نظروں سے دیکھ رہی تھی، کمر کاؤنٹر پر ٹکائے وہ نائٹ گاؤن میں ملبوس تھی، دبلے پتلے بازو سینے پر باندھے وہ اسکو رات کے برتن دھوتے دیکھ رہی تھی.

"آصفہ،" اسنے چوکھٹ پر ایک محتاط نگاہ ڈالی، گردن ادھر ہی جمی رہی، "تمہیں کیا لگتا ہے کہ یہ خالد کی ڈھیٹ بیٹی کرایہ ادا کرے گی یا گھر چھوڑ کر چلی جائے گی؟" ایک ابرو اٹھی تھی، برتن دھوتی آصفہ کے ہاتھ سست روی سے کام کرنے لگے، ایک گیلی پلیٹ جھاڑ کر اسنے اسٹینڈ پر ٹکائی، اب کہ کاؤنٹر پر رکھا وائن گلاس اٹھایا. پانی کی تیز دھار کے نیچے رکھا تو اندر موجود وائن کے داغ ڈھلتے گئے.

"پتا نہیں زیبہ باجی، یہ تو ہلال بی بی کو ہی پتا ہو..." اسنے سر ہلا کر کہا اور اب کہ وہ وائن گلاس میں سپنج سے صابن لگا رہی تھی، جھاگ سی جھاگ بھرتی جا رہی تھی.

"مطلب مجھ سے پہلے بھی تو خالد کی بہت سی گرل فرینڈز رہ چکی ہیں، انہوں نے اسکو گھر سے نکال باہر کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کیا؟" لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکے ہاتھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رکے اور پھر دوبارہ سے صابن رگڑنے لگے، سنک کے پاس کھلتے جالی کے دروازے کے باہر اب ایک بلاّ آ کر بیٹھا تھا، خود کو جالی سے رگڑتا وہ "پر" کی آواز نکالتا رہا. اس سارے منظر میں زیبہ کی گردن کچن کی بغیر دروازوں والی چوکھٹ پر جمی تھیں.

"نہیں... میرا مطلب، خالد صاحب مانے نہیں تھے کرائے کے لئے، ازکان صاحب بھی ہوا کرتے تھے ان دنوں اگر خالد صاحب پرانی باجی کی بات مان جاتے تو ازکان صاحب گھر سر پر اٹھا لیتے، بڑا پیار کرتے ہیں وہ ہلال بی بی سے."

آصفہ نے گلاس جھاڑ کر اسٹینڈ پر رکھا اور اب کہ وہ سنک پر سے پانی صاف کرنے کے لئے دوسرے کاؤنٹر سے کپڑا اٹھا رہی تھی، زیبہ کی آنکھیں پھسل کر اس قدرے بڑی عمر کی عورت پر گئیں.

"تو ازکان خالد کو واقعی اپنی بہن سے بہت پیار ہے؟ یہاں کیوں سڑنے چھوڑ دیا اسنے پھر اسکو؟" زیبہ کے سوالوں پر وہ ٹھٹکی تھی مگر کہا کچھ نہیں، کپڑا جھاڑتی اب وہ واپس سنک کے قریب آئی اور اس پر کھڑا پانی صاف کرنے لگی،

"میں نہیں جانتی یہ تو، لیکن ازکان صاحب کا بزنس کراچی میں تھا اور ہلال بی بی کی جاب یہاں حیدرآباد میں تھی، آیا کرتے تھے وہ ملنے، ہلال بی بی اور ازکان صاحب میں کوئی لڑائی ہوئی تھی شاید اسکے بعد سے آنا چھوڑ دیا انہوں نے۔"

وہ سوچ سوچ کر بولی تھی، اور بازو لمبا کر کے سنک ایک ہی لمحے میں صاف کر کے سیدھی ہوئی، اب کہ وہ زیبہ کے عقب میں کاؤنٹر پر کپڑا پھیر رہی تھی۔

زیبہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے چوکھٹ سے نظریں ہٹائیں، دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔

تو ازکان اور ہلال کے درمیان لڑائی ہوئی تھی؟ انٹرسٹنگ!

"اچھا تو..." وہ کاؤنٹر سے سیدھی ہوئی، اور اب جالی کے دروازے کے قریب آرکی، بلّا اسے دیکھ کر اچک کر بھاگ گیا تھا اور آصفہ نے کنکھیوں سے یہ دیکھ لیا تھا، اس سے بے نیاز سی وہ سرد نگاہیں باہر رات پر جمائے تھی،

"ہلال یہ گھر چھوڑ کر نہیں جائے گی ہیں نہ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آصفہ نے نفی میں گردن ہلادی، آنکھوں میں البتہ عجیب سا خوف تھا،اور زیبہ ناگن آنکھوں میں شعلے،

"ہلال کو گھر سے نکلنا ہو گا،اور اس سب میں... تم میری مدد کرو گی آصفہ!"وہ پلٹی تو آصفہ جو کپڑا نچوڑ کر رکھ رہی تھی چونکی. آنکھوں میں صدمہ در آیا،اسے اس بات کی امید نہیں تھی،

"نہیں زیبہ باجی! کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟"وہ دو قدم پیچھے ہٹی، تو زیبہ اب قدم قدم چلتی اسکے قریب آرہی تھی،

"ہلال بی بی کا گھر نہیں چھین سکتی میں ان سے... میں کافی عرصے سے یہاں کام کر رہی ہوں... اس گھر کی بی بی ہیں وہ.."

"نہیں!اس گھر کی خاتون میں ہوں!"زیبہ کی ناگن آنکھوں میں سرخ انگارے ابل رہے تھے،آصفہ دبک کر خاموش ہو گئی،سانس رک گیا تھا،یہ ناگینی اسے کھاجاتی،"تم... تم ہلال

کو اس گھر سے نکال باہر کرنے میں میری مدد کرو گی، جسکی میں تمہیں منہ مانگی قیمت دوں گی!"

پھر سیدھی ہوئی تو آنکھوں میں تپش ویسی ہی برقرار تھی،" کیوں کہ آصفہ shannon L Alder.... کہتی ہے کہ محبت آپ کو رشتے دار بناتی ہے اور دھوکہ اجنبی." پھر دو انگلیاں لے جا کر پیشانی کی دائیں جانب رکھیں،"اور ہلال اور اسکے باپ میں کوئی محبت نہیں ہے، کوئی احترم نہیں ہے، کوئی رشتہ نہیں ہے، بھر بھری مٹی کو الگ کرنا بہت آسان ہے!"ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ اپنے کالے نائٹ گاؤن کو لہراتی اب چوکھٹ کی جانب جا رہی تھی کہ سامنے سے ہلال آئی وہ رکی تو ایک تلخ مسکراہٹ اسکے شفاف چہرے پر بکھری، وہ زیبہ کے برعکس زیادہ پرکشش لگتی تھی. ہاتھ میں پرس تھامے اور پیروں میں فلیٹس پہن رکھے تھے، کلائی میں وہی سگنیچر ٹائیگر آئی سٹون اور نیلے رنگ کا کرتا پہنے تھی، بال ڈھیلے سے جوڑے میں تھے اور دوپٹہ کاندھوں پر ڈال رکھا تھا.

وہ یقیناً کہیں باہر جا رہی تھی،

"اوہ! ہلال، بیٹا میرا خیال ہے کہ تم اس پورشن میں اب بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتی۔" طنز کرتی وہ مسکرا کر اسکو دیکھ رہی تھی، زیبہ کی ناگن آنکھوں کے گرد جھریاں پڑتی جا رہی تھیں، مگر وہ جانتی تھی کہ تین سے چار دن میں یہ غائب ہو جائیں گی، وہ بہت جلد بوٹوکس کروالے گی۔

"اپنا سامان لینے میں یہاں جب مرضی آسکتی ہوں، اب ہٹو میرے راستے سے!" وہ اسکو ایسے تذلیل بھرے انداز میں ہٹنے کا کہہ کر آگے ہوئی کہ زیبہ ہونہہ کرتی اسکے پہلو سے نکل گئی اور ہلال بھی بے نیاز سی کچن میں داخل ہوئی تو آصفہ کا زرد چہرہ دیکھ کر آنکھیں چھوٹی کیں، "کیا ہوا؟" پلٹ کر ایک نظر پیچھے خالی لاؤنج میں ڈالی، وہ چلی گئی تھی۔

"ک.. کچھ نہیں ہلال بی بی، آپ کو کوئی کام تھا؟"

سر جھٹک کر ہلال نے نفی کی، "نہیں نہیں، میں بس باہر جا رہی ہوں کچھ سامان لینا ہے، میں شاید دیر سے آؤں، کچن میں موجود میرا جتنا بھی سامان ہے اوپر شفٹ کر دینا پلیز۔" وہ اسکو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چابی پکڑاتی،اب باہر کے دروازے کی جانب چل دی تھی. آصفہ شل سی کھڑی چابی کو دیکھ کر رہ گئی.

منہ مانگی قیمت اور ہلال خالد کا گھر....وہ کس کا انتخاب کرتی.یہ مشکل تھا.

چابی مٹھی میں مضبوطی سے دباتی وہ ہلال کی گزری راہ تکتی رہ گئی.اسنے فیصلہ کر لیا تھا.

ناولز کلب

ڈرائیو کرتی ہوئی وہ مال تک آئی تھی،گاڑی لاک کر کے وہ لاتعلق سی فون پر انگلی پھیر رہی تھی،نوٹس ایپ پر لکھی چیزوں کو باری باری دیکھتی وہ مال میں داخل ہو گئی تھی.

حیدرآباد میں راتیں خوبصورت تھیں مگر یہ بات ہلال خالد کو کون بتائے،مگن سی وہ دکانوں میں گھوم رہی تھی.

اسے آج بہت سارا سامان لینا تھا،ڈیکوریشن کرنے کا اسکو بہت زیادہ شوق نہیں تھا لیکن اسکو سجی ہوئی چیزیں پسند تھیں،سو ایک بار سجا کر انکو ساری زندگی ہاتھ نہیں لگائے گی.

ٹائیگر آئی سٹون بریسلیٹ کے ساتھ کلائی پر بندھی گھڑی کو درست کرتی وہ عادتاً ہی اسکو چھیڑ رہی تھی،ایسے میں اسکی نظر ایک چھوٹے سے فریم پر آرکی. وہ فریم چھوٹا تھا اور خوبصورت بھی. شاپ کی لائٹس میں وہ مزید اچھا لگ رہا تھا.

ایک ستائش بھری نظر اس پر ڈال کر وہ اسے اٹھا کر کاؤنٹر تک لے آئی.

کاؤنٹر پر کھڑی عورت برقے میں تھی،جو ابھی کسی گاہک کی بے حد نوکیلی باتیں سن کر افسردہ سی واپس اپنی کرسی پر بیٹھی تھی،ہلال کو یہ دیکھ کر اچھا تو نہیں لگا مگر وہ آہستگی سے وہاں آگئی

.

قدرے معصوم سے انداز میں مسکرا کر سلام کیا،جواب قدرے اداسی سے آیا.

"مجھے یہ فریم اچھا لگا ہے... میں آپ کو ایک..." اسنے پرس میں سے وہی فریم نکالا، جو اسکو صفائی کے دوران ملا تھا اور اسکے کاؤنٹر پر رکھ دیا، "مجھے یہ تصویر اس میں لگا دیں، دیکھنا چاہتی ہوں کیسی لگے گی."

عورت انداز سے پاکستانی نہیں لگتی تھی، ہلال نے اسکا موڈ بہتر کرنے کے لئے پوچھ لیا، "آپ سعودی ہیں؟"

عورت مسکرائی اور نفی میں سر ہلا دیا، ہلال نے تجسس بھری نظروں سے اسکو دیکھا، وہ اب فریم کا بیرونی حصہ کھول کر اس میں سے ازکان اور وافیہ نورہ کی تصویر نکال رہی تھی، "اوہ! پھر؟"

"میں فلسطینی ہوں." ایک اداس مسکراہٹ ہلال کو دی تو اچانک اسکو بہت سا پچھتاوا ہوا یہ پوچھ کر، وہ لب گول کر کے شرمندگی سے پیچھے ہٹ گئی، فریم سے تصویر باہر نکالی گئی تو ہلال کو احساس ہوا کہ وہ کس قدر خستہ ہو چکی تھی، اسکا رنگ بھی اب ویسا نہیں رہا تھا، پرانا اور زائل ہو چکا تھا. جب کہ فریم اسکے مقابلے میں تر و تازہ تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ... فلسطین سے آئی ہیں آپ... وہاں زندگی بہت مشکل ہے نا؟"

مڑی ہوئی پلکوں والی برقعے میں ملبوس عورت نے سر اٹھایا تو ہلال کا دل عجیب سی کیفیت کا شکار ہوا، وہ چہرہ نہایت شفاف تھا، وہ عورت ہلال سے تھوڑی بہت جوان لگتی تھی، مگر اس کے چہرے پر زمانے بھر کی تھکاوٹ تھی.

"فلسطین میں زندگی نہیں ہے. وہاں.... بہت دکھ ہے، موت ہے، وہاں بہت اندھیرا ہے ." کرب سے پلکیں جھکا کر اسنے دوسرا فریم اٹھایا تو ہلال اسکے کاؤنٹر تک لائی تھی، ہلال اسکو سنے گئی، اسکو اپنے دکھ ہوا ہوتے محسوس ہوے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عورت کے نازک ہاتھ اب آہستگی سے اس فریم کے کیل کھول رہے تھے اور وہ گتا ہٹا کر تصویر اس میں لگا رہی تھی، ہلال کی آنکھیں اسکے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی تھیں.

"میں دس سال کی تھی جب مجھے اسرائیلی فوجی میرے ماں باپ کی قبر سے اٹھا کر لے گئے تھے، اور مجھے بارہ سال یرغمال بنا کر رکھا گیا تھا،" وہ پلکیں اٹھا کر مسکرائی تو ہلال نے پہلی

دفع دیکھا کہ وہ سرمئی آنکھوں والی عورت کس قدر اداس تھی، کس قدر ٹوٹی ہوئی تھی، آنکھیں روح کی کھڑکیاں ہوتی ہیں.

"میرے آج تین بچے ہیں، اور میں نہیں جانتی انکے باپ کون ہیں." کاندھے اچکا کر اسنے فریم کے پیچھے کیل درست کیے اور ہلال کی جانب بڑھا دیا، تصویر اس نئے فریم میں عجیب لگ رہی تھی، "یہ تصویر بہت پرانی ہے، اس فریم میں آڈ لگے گی، میں آپ کو ایک ونٹیج سٹائل فریم دکھاؤں؟ اس میں یہ کافی بہتر لگے گی." مسکرا کر آفر کروائی.

مگر گنگ سی ہلال کی اسکی سابقہ باتوں سے رنگت اتر گئی تھی، دل رک بیٹھا تھا اور آنکھیں خشک ہو گئی تھیں. وہ نہیں جانتی تھی وہ اسکی باتوں کا کیا جواب دے، وہ اتنی سادگی سے اگلی بات کر رہی تھی کہ اسکی سمجھ میں مزید کچھ نہیں آیا،

"میڈم؟" اسنے ہاتھ ہلا کر جیسے اسکو واپس دنیا میں لانا چاہا، وہ چونکی مگر پھر فریم اسکے ہاتھ سے تھام لیا، نظریں جھکا کر اسکو دیکھا تو وہ شکلیں اب ویسی نہیں لگ رہی تھیں جیسی پہلے تھیں.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اب دنیا کے خوشحال ترین لوگ لگ رہے تھے، تصویر میں رنگ واپس بھرنے لگے، وافیہ کی سبز آنکھیں اب اور بھی سبز لگنے لگیں اور ازکان کی رنگت بھی نکھر چکی تھی، پیچھے کھڑا فاؤنٹین اب شفاف پانی سے دھلا دھلا لگ رہا تھا، اسے یہ فریم آڈ نہیں لگا.

وہ فریم اس تصویر کے لئے پرفیکٹ تھا. ہاں! یہ تصویر ہی ازکان کا تحفہ ہوگی.

"نہیں، یہ ایسے ہی ٹھیک ہے، مجھے یہ ایسے ہی اچھا لگ رہا ہے." وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی عورت مسکرائی، اثبات میں سر ہلا کر اسنے جھک کر کاؤنٹر سے ایک پیکٹ نکالا فریم اس میں ڈالا، اور اب اپنے مانیٹر پر پیمنٹ کا کام کر رہی تھی،

"آپ فلسطین کو نہیں سمجھ سکتیں." وہ پھر بولی تھی، "فلسطین عام لوگوں کے لئے بہت عظیم ہے. وہاں بہت اندھیرا ہے، لیکن ایک دن وہ دنیا کی سب سے روشن جگہ ہوگی، میں اور میرے بچے اس پاک زمین پر واپس ضرور جائیں گے... وہ میرا گھر ہے، مجھے گھر یاد آتا ہے." آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے، پیکٹ اسکو تھما کر پیسے دراز میں ڈال کر وہ الوداعی کلمات کہہ رہی تھی اور ہلال تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے نکل آئی تھی.

آنکھیں بھیگ رہی تھیں اور پیکٹ میں رکھا یہ فریم یک دم ہی اسکی خوشیوں کا مرکز بن گیا.

اسے اب باقی سامان بھی لینا تھا. آنکھوں میں آئے آنسو صاف کر کے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی.

یہ سچ تھا کہ کوئی فلسطین کو نہیں سمجھ سکتا.

فلسطین رہتی دنیا کو خوشیوں کی قدر کرنا سکھا گیا، غم ہلکے کر گیا، شکر گزاری سکھا گیا، اور نعمتیں گننا سکھا گیا،

مگر فلسطین کسی کو سمجھ نہ آیا.

فلسطین میں زندگی نہیں. وہاں بہت دکھ ہے، موت ہے، وہاں بہت اندھیرا ہے.

لیکن ایک دن فلسطین میں بہت نور ہو گا، بہت روشنی ہو گی. آمین!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہم کسی کی کہانی نہیں جانتے، ہم کسی کے غم نہیں جانتے، سڑکوں پر چلتے یہ لوگ... ہم نہیں جانتے کون کتنا بکھرا ہوا ہے، کون کتنا ٹوٹا ہوا ہے، ہم نہیں جانتے... اسلئے تو تمہارا رب کہتا ہے، حقوق العباد کی کوئی معافی نہیں!

دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے وہ سوچتی نگاہوں سے آسمان کو دیکھے گئی، اچانک ہی کاندھوں پر سے بہت سے بوجھ ہلکا ہوا اور بہت سے لد گیا. ہم واقعی کسی کی کہانی نہیں جانتے.

وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی تھی. زندگی کا معمول واپس شروع ہو گیا. احساس ایک لمحے کا ہوتا ہے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس رات ہلال نے کھانا بہت جلدی میں کھایا تھا،ڈائننگ ٹیبل پر اسکو اپنی جگہ محسوس نہیں ہوئی،خالد حماد کے کہنے پر وہ یہاں بیٹھ کر کھانا کھالیا کرتی تھی، آخری لقمہ بھرتے ہی وہ اٹھ کر چلی گئی تھی،کوئی تیسری بات نہیں کہی،

بستر پر لیٹی، کمرے کی ایک چھوٹی بتی جلائے وہ بازو آنکھوں پر رکھے نیم دراز سی تھی،اتنی صفائی کے بعد اسکا جسم ٹوٹ رہا تھا.

وہ زیادہ تھک جاتی تھی تو اسے نیند نہیں آتی تھی. گہرا سانس لے کر وہ کروٹ بدلتی بستر کے دوسری جانب لیٹ گئی،قدرے ٹھنڈی جگہ پر. اسے اب ہر جگہ ویرانی سی محسوس ہو رہی تھی،اسکا گھر خالی تھا.

جہاں ہلال خالد خیالوں میں غرک بستر پر لیٹی تھیں،اس سے میلوں دور زمینوں سے ہوتے ہوئے سمندر کی لہروں تک آؤ تو، کراچی پولیس سٹیشن کی خالی راہداریوں میں شور اور سرگوشیاں سی بلند تھیں. ستوں کے ساتھ بیٹھے دو پہرے دار رات کی چائے پی رہے تھے

،سردیوں کے ایام کی گفتگو چل رہی تھی،اور کیسے انکو ہر ماہ تقریباً دس پندرہ چھٹیاں تو مل ہی جانی چاہیئے.

انکے عقب ہی میں کئی لوہے کے خانے بنے تھے،ان میں موجود مردوں سے بے نیاز وہ چاند کی رات کو بغور دیکھتے باتوں میں مصروف تھے. انہی خانوں میں سے ایک خانے میں داخل ہو تو مردوں کے ہجوم سے الگ تھلک وہ زمین پر اکڑوں بیٹھا تھا.

"میں کل کسی کے لئے کھانا نہیں بنا رہا، جس نے بنانا ہے خود بنائے یا اپنی بیبیوں سے سیکھ کر آنا تھا!" جھنجھلا کر کہتے ایک آدمی کی آواز گونجی،وہ اکتایا ہوا لگتا تھا،مگر جواباً سامنے بیٹھے مرد ہنس پڑے تھے،یوں جیسے فرق ہی نہ پڑا ہو.

انہیں چھوڑ کر دوسری طرف آؤ تو ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ ادھیڑ عمر آدمی بیٹھے کچھ کہ رہے تھے،

"ہاں بھائی، کھالے گا نہ باسی دال اور مری ہوئی مرغی کا گوشت؟" نوجوان کے شانے پر زور سے تھپکی دے کر پوچھا،وہ پہلے تو چونکا اور پھر چہرے پر ناگواریت در آئی،

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟"

"ہاں تو پچھلے آٹھ سالوں سے یہی تو کرتا آیا ہوں،" مردوں کے ہجوم کے حصار میں بیٹھا، ان میں سے ایک مرد فخر اور افسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بولا تھا، "مردہ گوشت اور باسی دال تو اب ایک عادت سی بن گئی ہے۔"

وہ اپنی حیرت نہیں چھپا سکا، تھوک نگل کر پہلے تو ارد گرد دیکھا، خوفناک صورتوں والے عجیب عجیب مرد بیٹھے تھے، سنجیدہ سے اور قدرے چالاک سے۔

"تم ابھی نئے آئے ہو یہاں، دس دن ہی تو ہوئے ہیں تمہیں، عادت لگنے میں ابھی ٹائم ہے"

"نہیں نہیں... میں یہاں بس تین ماہ کے لئے آیا ہوں... میں..."

پس منظر میں ہنوز گفتگو جاری تھی۔ گہرا سانس لیتا وہ اٹھ کھڑا ہوا، ان دو آدمیوں کے سامنے سے گزرتا ہوا وہ سلاخوں تک آیا، ہر چیز سے بے نیاز۔ لڑکے نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا، اور پھر واپس اس آدمی کو، "یہ نیلی آنکھوں والا کون ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آدمی نے بھی اب کے گردن پھیر کر اسکو دیکھا اور پھر گہرا سانس لیتا لوہے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی، آنکھیں بند کیے وہ بڑی دھیمی سی آواز میں بولا، "ہے کوئی، حالات کا مارا"

"تو ہے کون یہ؟" نوجوان کا تجسس ویسا ہی تھا، ایسے میں وہ مسلسل اسکو سلاخوں کے قریب جاتا دیکھ رہا تھا.

"عزیر نام ہے لڑکے کا، بے چارہ ساری عمر سے یہاں پھنسا ہوا ہے، ابھی بھی اسکو امید ہے کہ اسکو یہاں سے اسکا چچا نکال لے گا، لیکن میں کہتا ہوں کہ کوئی نہیں نکالتا کسی کو، جیل پاگل خانوں اور کچہری تک بات آجائے نہ تو اپنے بھی اپنے نہیں رہتے.... خیر اچھا بھلا خوبصورت لڑکا ہے جو یہاں پڑا پڑا برباد ہو چکا ہے."

لڑکے نے اسکے الفاظ جذب کر لئے، کہا کچھ نہیں بس.

دوسری جانب سے پھر تبصرہ ہوا، "کال کوٹھی جیسی سزہ تک کاٹ کر آگیا. کہتے ہیں امیروں کے خاندان کا فرد تھا، اس لئے تو صحیح رگڑا دیا ہے انہوں نے اسکو...."

"رضوان!"سلاخوں کے پار سے آواز ماری تو چائے کا گھونٹ بھرتے رضوان کو عقب سے آتی آواز نے ناگواریت سے کراہنے پر مجبور کر دیا،رخ پھیر کر اسے دیکھا،وہ دور تھا،مگر اتنا قریب تھا کہ اسے سن سکتا تھا.

"میری ملاقعات آئی تھی کیا آج؟"وہ ویسے ہی سرد لہجے میں بولا تھا،کپ پکڑے رضوان کے تاثرات اب کے ڈھیلے پڑ گئے،وہ اٹھا اور اسکے قریب آیا.اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا، جواں نیلی آنکھیں جن کا نور آہستہ آہستہ بجھتا جا رہا تھا.جن کی معصومیت ختم ہو رہی تھی.

وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا،"نہیں..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امید چھوڑ دو اب لڑکے،یہ تھانہ ہے یہاں لوگ آیا نہیں کرتے انکو لایا جاتا ہے یہاں."

بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسنے بے چینی سی ظاہر کی،"تم بس اب... تم بس اب دعا کرو کہ تمہاری سزا کم ہو جائے.پھر تم اپنی زندگی نارمل انسانوں کی طرح شروع کرنا."وہ اسکا شانہ تھپکنے کو بڑھا مگر وہ کچھ بھی کہے بغیر واپس اپنی جگہ پر جانے کے لئے پلٹ گیا،رضوان کا ہاتھ

یوں ہی ہوا میں بلند رہ گیا بس... شکستگی سے وہ اسکی پشت کو لمحے بھر کو دیکھتا رہا اور پھر وہ بھی رخ پھیر گیا.

دیوار کے ساتھ بیٹھا اب وہ منہ میں کچھ بڑبڑاتا زمین پر انگلیوں سے نادیدہ لکیریں کھینچ رہا تھا.

اسکی آنکھیں اب بہت... بہت ناامید ہو چکی تھیں. ہونٹ اداسی میں ڈھیلے پڑے تھے.

گہرا سانس لے کر رہ گیا. آہستہ آہستہ اب سب خاموش ہو گئے تھے، رات کے اس پہر میں آنکھیں خوابوں میں ڈوب رہی تھیں اور ایک وہی تھا جسکی آنکھیں نیند سے محروم رہ گئی تھیں.

اسکی جھکی گردن پر لگی لکیر جیسے کوئی گہرا زخم ہو... اس کے قریب جاؤ تو کہانیاں پھوٹ پھوٹ کر الگ ہوتی جا رہی تھیں اور روح میں خیالوں کے قطرے رہ رہ کر گر رہے تھے.

بھوری آنکھیں. شہد سی بھوری آنکھیں. عزیر کے سینے میں سے جیسے آواز آئی، ایسی آواز جو وہ صرف خود سن سکتا تھا. آنکھیں بند کیے اسنے جیسے وہ بھوری آنکھیں ایک بار پھر محسوس کرنے کی کوشش کی.

ہلکے بھورے بال اور کانچ سی ہلکی بھوری آنکھیں، جو سورج کی کرنوں میں شہد جیسی لگتی تھیں جن پر روشنی پڑتی تھی تو وہ بے حد غیر حقیقی ہو جایا کرتی تھیں. اچانک وہ سمندر کے کنارے کھڑا تھا اور وہ شہد آنکھوں والی اسکے سامنے ہنس رہی تھی، کھیل رہی تھی. وہ اسکو دیکھ رہی تھی، اسکا وجود شاید ایسے ہی مکمل ہو جایا کرتا تھا.

وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا، وہ جب اسکا سوچتا تھا... وہ مسکرائے بغیر رہ نہیں سکتا تھا. اس بات سے اسکا لووہیٹ کا تعلق تھا. کاندھوں کے درمیان سر گرائے وہ پاگلوں کی طرح مسکرا رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا سوچ رہا ہے عزیر؟"

خیالوں کے قطرے رک پڑے، نیلی آنکھیں یک دم ہی اٹھا کر دیکھا تو وہ سپاٹ تھیں. اسنے اسکو اپنے سینے میں واپس چھپا لیا... وہ اسکو اپنی آنکھوں میں بھی کسی مرد کے سامنے عیاں نہیں کر سکتا تھا.

کہنے والا ایک بزرگ آدمی تھا.

عجیب آدمی تھا یہ بھی. اسکو جیل میں بہت عزت ملتی تھی، مگر وہ اس بات سے بے نیاز تھا، کبھی بات نہیں ہوئی، بس رسمی سی علیک سلیک تھی اس سے زیادہ وہ اسکو نہیں جانتا تھا. اسکا یہاں اسکے پاس بیٹھنا بڑی غیر معمولی سی بات تھی.

ایک گم صم سی نگاہ اس پر ڈال کر وہ سیدھ میں دیکھنے لگا.

"کیا؟" سوچ میں ڈوبی خردری آواز میں کہا.

"رات کے اس پہر تو یہاں بیٹھا کیا سوچ رہا ہے میری جان؟" اب کی بار ستائش سے بولا، ایک مردانہ سی تھپکی سے اسکا پورا وجود ہلا کر رکھ دیا، تو عزیر قدرے بے چین ہوا تھا، مگر کوشش کی تھی کہ ظاہر نہ کرے.

"کچھ نہیں... ایسے ہی بیٹھا ہوا تھا. تو کیوں جاگ رہا ہے بابا؟"

بزرگ نے دو انگلیوں کے درمیان سگریٹ پکڑ رکھا تھا، سرخ پڑتی آنکھوں سے اسکو دیکھا اور پھر مسکرا کر گرم دیوار کے ساتھ کمر لگالی، جواب ہلکی پھلکی سردی سے نیم ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھیں.

"ہمارا کیا ہے عزیر میاں؟"اسنے ہاتھ ہلا کر کہا،انداز میں دیوانگی سی تھی."اب تو عمر نکل گئی،جیل میں،راتوں کو جاگنے کا حق کیوں چھینتے ہو ہم سے؟"وہ شائستہ مزاج میں سر ترچھا کیے یاسیت سے پوچھ رہا تھا.عزیر اسکو دیکھے گیا،کوئی بھی تاثر چہرے پر لانے میں اسکو کچھ وقت لگا،مگر پھر دھیما سا مسکرایا تھا،مگر نیلی آنکھیں ویسی ہی مایوس تھیں.

"اب تو جاگنا ہی جاگنا ہے،رونا ہی رونا ہے.ہمیں ایسا قید کیا کہ آزادی کی بھوک ہی مر گئی ".

وہ جھولتا جھولتا سر چھت کی طرف اٹھائے،مٹھی سے سینے پر دستک دی،آنکھیں بند تھیں.

تو وہ نجانے اسکو کتنی ہی دیر ایسے ہی دیکھتا رہا،دلچسپی سی.اور پھر بے اختیار لبوں سے پھسلا،

"تمہاری کیا کہانی ہے بزرگو؟"

بزرگ آدمی کی آنکھیں جیسے پھٹی پھٹی سی رہ گئیں،لب کپکپا اٹھے،کانپتے ہاتھ اسکے سینے پر رکھے،اور آنکھیں اٹھا کر اس نوجوان کو دیکھا،نیلی آنکھوں والا خوبصورت نوجوان،ماتھے پر کٹے بال،

ہلکی بڑھی ہوئی شیو،اور مضبوط جبڑے. مسکراتا تو بزرگ اسکی وجاہت سے مرعوب ہو جاتا تھا. وہ اکثر ہی سوچتا تھا کہ یہ آدمی جیل کا مال نہیں بلکہ یہ تو حکومت کرنے والا چہرہ تھا.

"تم میری کہانی سنو گے؟"وہ حیرت زدہ تھا.

عزیر نے انہی گہری آنکھوں سے اسکو دیکھا،تاثر میں تبدیلی نہیں آئی تو آدمی کی آنکھیں بھیگ گئیں. دھیما سا مسکرایا اور لب ہلے،زمانے بھر کی تکان آنکھوں میں امڈ آئی.

"میں بھی تمہاری طرح کا ایک نوجوان تھا. پچیس برس کا تھا جب جیل کی سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا تھا. میری نہ کوئی ماں نہ کوئی بہن تھی."وہ ہنسا،"ماں یا بہن ہوتی تو دعائیں مانگتیں،روٹی پیٹتیں... عورت کے آنسو عزیر میاں... مرد کی تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوتے ہیں... اور میں یہاں عورت کے آنسوؤں کی وجہ سے پڑا ہوں."وہ اب کہ اپنی دھن میں بول رہا تھا،تمہید اچھی باندھی تھی.

عزیر کے چہرے پر سایا لہرایا.

"بھری جوانی میں ہی مجھے محبت ہو گئی تھی (عزیر کے چہرے پر آتے رنگ دیکھنے کے لئے آنکھیں موڑیں پھر مسکراہٹ دبائی) ایک خوبصورت سبز آنکھوں والی عورت سے... اس عورت کی آنکھیں اس دنیا کا سب سے خوبصورت سبز تھیں. وہ بے حد سادہ تھی، اتنی کہ وہ میری محبت نہیں دیکھ سکی، میری محبت کو پہچان نہیں سکی، محبت نے مجھے رلا دیا عزیر."

اسنے محسوس کیا کہ بزرگ نے کرب سے آنکھیں بند کی ہیں.

"میں مرد تھا عزیر... مرد کے آنسو اسکی ساری قوت تماشائی کے پاس منتقل کر دیتے ہیں. اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا. اس سبز آنکھوں والی خوبصورت عورت نے دیکھتے ہی دیکھتے شادی کر لی. میں ٹوٹ کر رہ گیا تھا. مجھے عمر بھر کے لئے معذور کر دیا اسنے. مگر وہ کہتے ہیں نہ کہ محبت ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتی ہے جب وہ عشق میں بدل جائے. مجھے اسکی بے نیازی سے عشق ہو گیا." اسنے ناک پر ہتھیلی رگڑ کر سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ گیلی سانس اندر کھینچی، اسکی قوت پھر تماشائی کے پاس منتقل ہو رہی تھی، عزیر نے بے ساختہ احترم میں چہرہ جھکا لیا. وہ اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا.

"میری بچی کچی مردانگی کو ایک آزاد پنچھی سے محبت ہو گئی. بے نیازی ایسی ظالم چیز ہے رسوا کر کے مارتی ہے... اور ایک دن. ایک دن وہ میرے گھر کے باہر کھڑی تھی." سرخ آنکھوں سے آنسو ڈھلکا، بزرگ آدمی نے فوراً رخ پھیر لیا.

اور وہیں عزیر... میں نے وہ قاتل آنسو دیکھے تھے. بڑی گستاخ تھی وہ، گود میں اپنا بچا اٹھائے مجھے دیکھ رہی تھی, مجھے! مگر ہونا کیا تھا، مجھے تو صرف سبز آنکھیں نظر آئی تھیں. وہاں سبز آنکھوں کے دو جوڑے تھے، مگر مجھے صرف.... صرف وہ آنکھیں پسند تھیں. وہ روئی، مجھ سے کہا کہ اسکا شوہر اسکو مارتا ہے... اسکو تکلیف دیتا ہے. اسکی پسلی ٹوٹ چکی تھی اور وہ مر جائے گی."

بزرگ نے نظر گھما کر دیکھا، "عزیر... عزیر مجھے لگا تھا میں مر جاؤں گا. وہ اتنی خوبصورت عورت کیسے مر سکتی ہے؟ میں اسکو مرنے نہیں دے سکتا تھا. جوانی میں ایک ہیری پوٹر نامی کتاب پڑھی تھی، اس میں بھی ایک میرے جیسا بد قسمت کردار تھا. snape."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے بھی اس لڑکے سے پیار ہو گیا حالانکہ میں اس سے نفرت کرنا چاہتا تھا، مگر وہ میری محبت کی اولاد تھی. میں اسکو باپ بن کر سمبھالنے کو تیار تھا. میں اسے ہسپتال لے گیا تھا. میں اسکی حفاظت کے لئے وہاں تین گھنٹے کھڑا رہا تھا. اور زندگی میں محبت کے بعد پہلی بار میرے دل میں باغ اگے تھے جب نرس نے باہر نکل کر مجھ سے پوچھا تھا، کہ کیا آپ انکے شوہر ہیں؟"

وہ ہنسا، آنکھوں میں گلابی پن تھا. "میں سو بار مر کر بھی کہ سکتا تھا کہ ہاں میں ہوں. مگر میں اس جہاں میں اس عورت کا شوہر نہیں تھا. عورت صرف ایک مرد کی ہوتی ہے. میں کسی بھی جہاں میں اسکا شوہر نہیں تھا. سبز آنکھوں والی عورت حاملہ تھی. اور میرا دل ٹوٹ گیا تھا." وہ ایک آخری بار گہرا سانس لے کر رہ گیا، یہ سب کہتے اسکی آواز اچانک کپکپائی. "اسکی چیخیں سن کر میں رہ نہیں سکا، جب اسکو لگا کہ اسکا بچہ مر گیا ہے... وہ تڑپ رہی تھی. میں اسکے شوہر کے گھر گیا اور اسکو بہت مارا میں، یہاں تک کہ وہ میرے ہاتھوں قتل ہو

گیا...ایسا مجھے لگا تھا عزیر.ایسا مجھے لگا تھا.اور آج میں attempted murder کے کیس میں جیل میں تیس سالوں سے چکی پیس رہا ہوں."

پھر گردن موڑ کر رکے سانس والے اس آدمی کو دیکھا،اور مسکرایا.

"جو ایک چیز مجھے زندہ رکھے ہوئے ہے وہ یہ ہے کہ....وہ مر چکی ہے!"

عزیر نے نا سمجھ حیرت سے اسکو دیکھا."کیا..."

انکے درمیان ایک عجیب سی خاموشی حائل تھی،وہ نہ سمجھی سے اس بزرگ کی مسکراہٹ کو دیکھتا رہا اور پھر گویا ہوا،

"انکا نام کیا تھا؟"

جواب دیا گیا تو وہ خاموش ہو گیا...

"آپ ایک عورت سے اتنی محبت کیسے کر سکتے ہیں؟"سینہ دھک دھک کر رہا تھا.

Clubb of Quality Content

"تمہیں کبھی محبت نہیں ہوئی کیا؟"بزرگ نے مسکرا کر پوچھا،عزیر نے گردن دور سے ٹکا لی.

"ہوئی تھی...ایک زمانہ تھا میں بھی عاشق تھا. عشق ہو گیا تھا. مگر پھر وہ بچھڑ گئی... کئی سال تو میں ناراض رہا کہ وہ مجھے تلاشنے بھی نہیں اسکی. مگر پھر قسمت نے مجھے میری اوقات دکھادی...."عزیر نے متورم آنکھیں موڑ کر اسکو دیکھا،جو بڑی تسلی سے اسکی بات سن رہا تھا،

"وہ مر گئی."

بزرگ کے حلق سے ایک قہقہہ پھوٹ کر نکلا،سگریٹ سے ایک کش بھرا اور اسکو ایک بار پھر تھپکا،عزیر جانتا تھا وہ کیوں ہنسا ہے،وہ چاہ کر بھی برا نہیں مان سکا."سب ٹھیک ہو جائے گا عزیر میاں!سب ٹھیک ہو جائے گا..."

وہ اب نیم دراز سا خاموش ہو گیا اور عزیر نے بھیگی پلکیں اٹھا کر چھت کے قریب سلاخوں والی کھڑکی کے پار دیکھا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آنکھوں میں تپش تھی،(ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا... سب ٹھیک ہو جائے گا جب میں تمہارا قتل کر دوں گا ہلال خالد) مٹھیاں بند کیے اسنے آنکھیں موند لیں.

اچانک وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی، موبائل کے زوں زوں سے اسکی آنکھ کھلی تھی، غائب دماغی سے فون تلاش کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا اسنے فون ڈریسر پر رکھا تھا تاکہ وہ الارم آف کر کے دوبارہ نہ سو سکے، اکتا کر اسنے تکیہ سر پر رکھ لیا،

"کیا مصیبت ہے!"

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا، دماغ گھوم رہا تھا اور اچانک اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا...

کانوں میں چیخیں، پانی کے آبشار، گھنٹیاں سب ایک بار پھر گونجنے لگا.

وہ درد سے بلکتی نم آنکھوں سے فون کی جانب رخ کیے بے بس سی لیٹی رہی...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہلال"(عذا حیات)

and let him be courteous

قسط:دوم" وَلْيَتَلَطَّفْ"

" کہتے بھوری آنکھیں جنّت کے شہد سے بنی ہوتی ہیں"

" کہتے ہیں نیلی آنکھیں سمندر سے گہری ہوتی ہیں"

Clubb of Quality Content

کیا واقعی؟

کیونکہ دوستوں نے

مجھے کبھی

اس طرح چھوٹا نہیں سمجھا

یا توڑا

جیسے تم نے

کسی نے بھی مجھے

اتنا درد اور تکلیف دے کر

خود کو ختم کرنے کا سوچنے پر مجبور نہیں کیا،

پھر بھی

شکر گزاری کے الفاظ

چیخنے کا دل کیا،

کیونکہ میں جانتی ہوں

تم نے

میرے لیے

کتنی قربانیاں دی ہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاید تم مکمل نہیں تھے،

مگر زندگی

سب کے لیے پہلی بار ہے،

اور میں جانتی ہوں

چاہے سب

میرا ساتھ چھوڑ دیں،

تم وہیں ہو گے

کیونکہ خون

پانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔

("خون پانی سے گاڑھا ہوتا ہے"-ایلکس)

نو نومبر...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خون...

وقت...

پسینے میں شرابور ساوجود بستر میں ایک طرف کھسکا کر اسنے گہری سانس کھینچنی چاہی...یوں جیسے اپنے حق کا سانس لینا چاہتی ہو...ہاتھ پنجوں کی مانند بیڈ شیٹ کو جکڑے تھے. موبائل کی زوں زوں اچانک سارے میں پھیلی تو ایک ہی لمحے میں وہ خطرناک حد تک آنکھیں کھول گئی،ہاہ....!!

اسے لگا اسکی روح پرواز کر رہی ہے،بیڈ شیٹ میں ناخنوں سے سوراخ ہونے لگے،دور پڑا فون اپنی دھن میں وائبریٹ کر رہا تھا،آنکھیں سوکھ رہی تھیں،پسینہ پھسل کر جسم سے ٹپک رہا تھا.

سرخی میں لپٹا جسم....سرخی میں لپٹے ہاتھ...قے سے لدے کپڑے....

سردی کے باوجود وہ بھیگ چکی تھی.

آہ...!وہ ایک بار پھر سانس لینے کے لئے کچھ ہلی،اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسکی کلائیوں کو غیر شانسہ سی زنجیریں جکڑنے لگیں،زوں زوں... ٹک ٹک.... ٹک ٹک....

گھنٹیاں...پانی کی آبشار... سنسناہٹ... چیخیں... کانوں میں تکلیف کی سوئیاں چبھنے لگیں تھیں، کھلی آنکھیں نجانے نیم اندھیرے میں کہاں دیکھ رہی تھیں،مگر اسکا ذہن جانتا تھا وہ کیا دیکھ رہا ہے...

خون.

جلی ہوئی جلد،اور ایک غیر شناسہ چہرہ،مردہ آنکھیں اور... موت.سارے میں موت.

"قاتل کو کہیں سکون نہیں ملتا."

"قاتل... ہمیشہ قاتل رہتا ہے!"

ناخن گرفت کی شدّت سے اب سفیدی مائل ہو رہے تھے،سانس،سانس تھا جو رک رہا تھا.

"اشراقات کو تم نے مارنے کی کوشش کی تھی...!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی، موبائل کے زوں زوں سے اسکی آنکھ کھلی تھی. اس حد تک کے شاید وہ باہر گر جاتیں.

سانس لینے کی کوشش میں اسنے ارد گرد دیکھا، پردوں کے باہر فجر کی سرخی تھی وہی خاموش صبا جو رب کا پیغام لے آتی تھی. بالوں میں ایک بار ہاتھ پھیرا، بکھرا ہوا کمرہ، اور بکھری ہوئی ہلال. کچھ بدلتا نہیں تھا.

اور اسی نیم اندھیرے میں دیوار پر نسب خاموش کیلنڈر اسکو تک رہا تھا.

زوں زوں.... زوں زوں...

غائب دماغی سے فون تلاش کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا اسنے فون ڈریسر پر رکھا تھا تا کہ وہ الارم آف کر کے دوبارہ نہ سو سکے، اکتا کر اسنے تکیہ سر پر رکھ لیا،

"کیا مصیبت ہے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا،دماغ گھوم رہا تھااور اچانک اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا...

کانوں میں چیخیں،پانی کے آبشار، گھنٹیاں سب ایک بار پھر گونجنے لگا.

وہ درد سے بلکتی نم آنکھوں سے فون کی جانب رخ کیے بے بس سی لیٹی رہی. ذہن کے پردے پر جلی ہوئی جلد گھومنے لگی،وہ رو رہی تھی،وہ اس منظر سے کیسے جان چھڑائے؟

پردوں کے پار نئی نئی صبح پگھل رہی تھی،اور نئی نئی صبح کی ظالمانہ ٹھنڈ اسکو اپنی ہڈیوں تک میں محسوس ہو رہی تھی،وہ کھڑکی کے پار گاڑیوں کے دروازے کھلتے بند ہوتے محسوس کر سکتی تھی،ماؤں کا بچوں کو پکارنا سن سکتی تھی، آس پاس کے گھرانوں میں برتنوں کی کھٹ پٹ.

آہ،یہ معمولِ زندگی!

کروٹ بدل کر وہ چہرہ موڑے چند لمحے تو لیٹی رہی مگر پھر اسکو اٹھنا ہی تھا،زندگی کا معمول انسان کو بلاتا ہے اور یہ ایسی اذان ہے جسکو انسان رد نہیں کر سکتا.

وہ اٹھ بیٹھی تھی. ایک گہرا سانس لے کر وہ واشروم کی جانب چل دی، گالوں پر ویسے ہی آنسوؤں کے نشان تھے.

پیچھے وہی مڑا تڑا کمبل رکھا تھا، زرد رنگ کا کھلا پرس اور سنگھار میز پر بکھری چیزیں.

ہلال خالد اور اسکا بکھرا جہاں.

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی، دل کیا دعا مانگ لی، دل کیا نہیں مانگی. مانگنے کے لئے کچھ باقی نہیں تھا شاید اب. مانگنے کے لئے اب ہاتھ اٹھانا مشکل لگتا تھا.

جانماز کو ایک تہ لگا کر وہ بستر کے کنارے پر جا بیٹھی، سائیڈ ٹیبل پر رکھے اطالوی طرز کا الباسٹر لیمپ رکھا تھا جس کے نیچے کانپتے ہاتھوں سے الٹی ترچھی پڑی ادویات کھول رہی تھی، اسکے ہاتھ کمزور ہو چکے تھے، رنگت آہستہ آہستہ... بہت آہستہ آہستہ تحلیل ہو رہی تھی. اسے اس چیز کا اندازہ تھا، وہ کمزور سا مسکرائی، انسان فنا ہو جاتا ہے. انسان فنا ہونے کے لئے بنا ہے.

گولی نکال کر ہتھیلی میں رکھی، منہ میں رکھ کر وہ گلاس ابھی لبوں سے لگا ہی رہی تھی کہ اچانک کھڑکی پر مدھم سی دستک سن کر چونکی. لیمپ کی مدھم روشنی کی کرنیں اسکے چہرے کے ایک حصے کو دمکا رہی تھیں.

گھونٹ حلق میں اتار کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی، پردے کھسکائے تو پہلے تو چونک کر دو قدم پیچھے ہٹی،

"اوہ!" سینے پر ہاتھ رکھے گہرا سانس لیا، "اف! تم نے تو ڈرا ہی دیا...."

سامنے مدھم نیلے آسمان میں کھڑی لڑکی کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر رہ گئی،

وہ ہاتھ ہلا رہی تھی، بہت خوش لگ رہی تھی، یا شاید تھوڑی پریشان بھی،

"ہالی!" وہ ہنسی، کھڑکی ایک طرف کو کھول کر وہ اندر داخل ہوئی، بلا اجازت، ہلال واپس گھوم کر بستر کے کنارے جا بیٹھی.

"اوہ! مجھے امید ہے میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا، کیوں کہ آپ نے تو کمرے کی لائٹس تک آن نہیں کیں،" اطراف کا جائزہ لے کر وہ اسے دیکھنے لگی جو اب دوائی کے دوسرے پتے میں سے گولی نکال رہی تھی،

اسنے واقعی اب تک لائٹس ان نہیں کی تھیں... نیم مدھم اندھیرے میں بیٹھنے کی شاید اب عادت تھی.

"ڈسٹرب تو میں ہو چکی ہوں، اب وجہ بتاؤ، کیوں آئی ہو؟" اسنے منہ میں دوسری گولی رکھی تو سامنے کھڑی لڑکی دانتوں میں زبان دبا کر ہنسی، "سوری!"

گھونٹ بھر کر گلاس ایک طرف رکھا اور چہرے کے گرد سے دوپٹہ کھول کر اٹھ کھڑی ہوئی، "اور تم مجھے ہالی کہنا کب چھوڑو گی؟ ہلال بولا کرو. اتنا فری میں نے کسی کو نہیں کروایا." اسنے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی.

دوپٹہ ساتھ رکھی کرسی پر ڈال دیا، اسکی بات پر لڑکی نے برا سا منہ بنایا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہلال کے ارد گرد چلنے کے ساتھ ساتھ اسکی جانب گھومتی جا رہی تھی،بال کیچر سے آزاد کر کے لمبے چھوڑ دیے.

"اوہ گاڈ!یو آر نو فن...اگر میں آپ کو ہالی نہیں کہوں گی تو مجھے آپ کو ہلال باجی بولنا پڑے گا،اور مجھے باجی نہیں کہنا آپ کو،وہ تو ہم کام والی آنٹی کو بھی باجی بولتے ہیں..."

"بری بات!"اسنے فوراً ٹوکا،"لگتا ہے اتنی پڑھائی نے کچھ نہیں بگاڑا تمہارا،پڑھائی چھوڑو اور گھر بیٹھ جاؤ اگر اس سے کچھ سیکھنا نہیں ہے تم نے.ہر دوسری بات تمہاری قابلِ اعتراض ہوتی ہے."سر جھٹک کر اسنے ناراضگی ظاہر کی،تو لڑکی نے کچھ لمحے کا وقفہ لیا تاکہ بات دب جائے،اسکی نگاہیں ہلال کے کام کرتے ہاتھوں کے ساتھ گھومتی گئیں،وہ اپنے پرس میں چیزیں سمیٹ رہی تھی،ساتھ رکھی فائل کے اوپر پرس رکھ کر وہ گھوم کر الماری تک جانے لگی تھی کہ رک کر اس لڑکی کو دیکھا،

"نرمین!"

"جی؟"وہ چونک کر سیدھی ہوئی.

"کوئی کام تھا؟ کیا کرنے آئی ہو یہاں؟"وہ رکی کھڑی اسکو دیکھے گئی،نرمین نے چونک کر ہاتھ میں پکڑی فائل سامنے کی،وہ ایک کالی فائل تھی،جس کو کھول کر وہ ایک صفحہ پلٹ کر اسکے قریب گئی،ہلال نے گردن ترچھی کیے اسے دیکھا،

"وہ،ہالی..."اسنے فائل اسکے آگے کی،"میری آج یونیورسٹی میں پریزنٹیشن ہے،اور ایک کوئز ہے...تو میں نے آپ سے کچھ امپورٹنٹ پوائنٹس پوچھنے تھے،پلیز میری مدد کر دیں، میرا خڑوس پروفیسر مجھے نظروں ہی نظروں میں کھا جائے گا!"اسنے منت کرنے والے انداز میں کہا،ہلال گہرا سانس لے کر رہ گئی،

"اوف نرمین!تم کوئی کام ٹائم پر نہیں کرتی..."واک ان کلوزیت کا دروازہ کھولتی ہوئی وہ گھومی،"اچھا،بیٹھو میں کپڑے چینج کر کے آتی ہوں پھر دیکھتی ہوں"اسنے الماری کا دروازہ بند کر دیا اور نرمین مسکراتی ہوئی،"اوکے!"کہ کر پیچھے ہٹ گئی.

بیس سالہ نرمین ہلال خالد کی سات سالوں سے ہمسائی تھی،جب نرمین افضل نے سائیکاٹری کی ڈگری لینے کا فیصلہ کیا تو ہلال خالد اسکے بہت کام آنے لگی،نرمین کو پڑھائی سے کوئی لگاؤ

نہیں تھا،سائیکاٹری کی ڈگری بھی ہلال کی ٹورد یکھ کر رکھ لی،اسکا کوئی اپنا خالص پیشن نہیں تھا، نرمین کو بس ایک اچھا جاب ٹائٹل چاہیئے تھا.

Lawyer psychologist psychiatrist ،

نرمین افضل کے نزدیک یہ بہت بھاری جاب ٹائٹلز تھے. سو ہلال کی پوزیشن دیکھ کر اسنے یہ ڈگری لینے کا فیصلہ کر لیا.

نرمین اور ہلال کا کمرہ بلائی تھا تو کنیکٹنگ بالکنی کی وجہ سے وہ جب چاہتی تھی ہلال سے مدد مانگ لیتی تھی،اور اس احسان کے بدلے میں وہ ہلال کو گھر کے بنے گلاب جامن لادیا کرتی تھی.

کیوں کہ پورے پاکستان میں میٹھے کی شوقین ہلال خالد سے زیادہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا.

وہ جامنی سالڈ رنگ کے کرتے ٹراوزر میں باہر آئی،بال کاندھوں پر ڈالے تھے اور ایک ہاتھ میں دوپٹہ تھا.

نرمین کی طرف نگاہ اٹھائے بغیر ہی وہ سنگھار میز کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی، نرمین، جو کہ شیشے کے عکس میں دیکھو تو بیٹھی ہلال کے سائیڈ ٹیبل پر رکھی ادویات کو بغور دیکھ رہی تھی.

"چلو نرمین، تمہاری وین آنے لگی ہے، جلدی سے مجھے پریزنٹ کر کے دکھاؤ، کچھ چینج کرنے والا ہوا تو بتادوں گی." ہلال مصروف سے انداز میں بولی تو شل سے نرمین نے نگاہیں اٹھا کر سامنے بیٹھی خوبصورت عورت کا عکس دیکھا.

وہ یہاں نہیں دیکھ رہی تھی مگر نرمین اسے ہی تکے جا رہی تھی.

لب ڈھیلے رہ گئے، لرزتے ہاتھوں نے ادویات چھوڑ دیں، وہ بستر کے کنارے سے اٹھ کھڑی ہوئی، نرمین کو متوجہ نہ دیکھ کر ہلال کاندھے جھٹک کر کرسی پر گھومی،

"نرمین؟" وہ تھکا تھکا سا بولی تھی، "جلدی کرلو میں نے بھی جانا ہے!"

اگلے کچھ لمحوں میں وہ گویا اسکو بس فائل سے سطور پڑھ کے سناتی رہی تھی، اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکا. شل ماؤف سا دماغ اسکی ادویات کے گرد گھومتا رہا، ہلال خالد، یہ ادویات لیتی ہے؟ کیوں؟

کاش زندگی فوراً جوابات فراہم کرتی.

وہ بولتی رہی، لب ہلتے رہے، مگر نگاہیں بھٹک کر کبھی ادویات تک جاتیں تو کبھی... سنگھار میز پر بیٹھی مرجھائی ہوئی عورت پر، وہ چہرے پر فاؤنڈیشن لگا رہی تھی، قدرے زرد سایہ رنگ اسکی رنگت پر پھیلتا گیا، کچھ دھبے تھے جو آہستہ سے تحلیل ہوتے گئے.

"ٹھیک ہے،" ہلال نے حتمی طور پر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا، نرمین نے فائل اسکو تھما کر سنگھار میز کے ساتھ کمر ٹیک لی، اچانک باہر ہارن کی آواز سن کر وہ دونوں چونک گئیں، نرمین سیدھی ہوئی،

"اوہ! وین آ گئی!" وہ لپک کر بستر سے بیگ اٹھانے کو دوڑی اور ہلال دوسری طرف جلدی جلدی سے اسکی فائل میں سرخ دائرے لگانے لگی، "میں نے امپورٹنٹ چیزیں مارک کر دی ہیں... یونیورسٹی جا کر ایک بار دیکھ لینا."

وہ کرسی سے اٹھ رہی تھی کہ اسنے دیکھا نرمین فائل کے بغیر کی کھڑکی سے باہر نکل رہی تھی.

"نرمین!" وہ چیخی، "فائل تو لیتی جاؤ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نرمین پہلے تو ہنسی پھر اسکو اپنی حالت پر رحم آیا،"اوہ ہاں!"وہ فائل تھام کر پھر سے لپکی تو ہلال نے اسکے کاندھے کی پشت کو تھپکا،"بیسٹ آف لک!ایک بار یونیورسٹی میں دیکھ لینا سب کچھ..."

"ہاں ہاں...میں دیکھ لوں گی!بس دعا کرنا نہیں بھولنا اوکے!"

وہ الوداعی کلمات کہتی کھڑکی کی چوکھٹ میں کھڑی رہی جبکہ نرمین نے آخری آخری دفع ہاتھ ہلایا اور دوسری جانب موجود سیڑھیوں سے نیچے نکل گئی.

دعا؟

ہوں....کروں گی...دعا.

ہلال گہرا سانس لے کر رہ گئی.

ترچھی پڑی ادویات خاموش سی چوکھٹ میں کھڑی اس عورت کو تک رہی تھیں.سرد ہوائیں کمرے میں بھرتی رہیں.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سورج آج بادلوں میں شرمایا شرمایا سا تھا، حیدرآباد کی اب و ہوا میں ٹھنڈ سی مچل رہی تھی.

حیدرآباد میں گھنٹہ گھر کی ٹن ٹن شہر کو وقت کے گزر جانے کی صدائیں لگا رہا تھا، نوکیلے سرد آسمان میں پرندے اڑان بھر رہے تھے. ایسے میں فضا میں ٹھنڈ کے ساتھ ساتھ پھول گلی کے پھولوں کی خوشبو اور اسکی چائے کی مہک اٹھ رہی تھی.

جامنی کرتے کے اوپر بھورا سویٹر نفاست سے پہنے اسنے اسکے اوپر وائٹ کوٹ پہن رکھا تھا. وہ خوبصورت لگ رہی تھی، دوپٹہ جو کہ کاندھے پر جھول رہا تھا اسی کے ساتھ بال ڈھیلی پونی میں مقید کیے وہ وسیع میدان جس میں لائٹس اور ڈیکوریشن کا کام جاری تھا، سے ہوتی ہوئی ایڈمن بلڈنگ جا رہی تھی اور اسکے پیچھے ہی اسکا مشورِ زمانہ حریف غلام بخت ہلکی ہلکی ڈانٹ کھا رہا تھا.

وہ آج جلدی ہی ہسپتال آ گئی، اسے اپنی فائلز تک کھولنے کا موقع نہیں ملا سو آج فرصت سے لائبریری میں بیٹھنے کا ارادہ تھا.

وہ قدم قدم چلتی ہسپتال کی ایڈ من بلڈ نگ کی طرف جا رہی تھی ہاتھ میں فائلز تھیں اور چہرے پر بے خوابی کی وجہ سے تھکاوٹ کے آثار. مگر وہ آہستہ آہستہ پھر بھی غلام بخت کو کچھ نہ کچھ سنائے جا رہی تھی.

"غلام بخت! اب وہاں دیکھو، آج پھر سمیر اپنی جگہ پر نہیں ہے، میں تمہیں سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں کہ مریضوں کے معملات میں اتنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ مت کیا کرو."

اسنے جھنجھلا کر درخت کے پاس بیٹھے لڑکے کی طرف اشارہ کیا جو خالی باغ میں بیٹھا درخت کے تنے کو ناخنوں سے چھیل چھیل کر کھا رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری طرف چھوٹے قد اور موٹی جسامت کے غلام بخت کو سمیر نامی اس معصوم لڑکے پر بے تحاشا غصہ آیا.

"ہمیشہ میڈم کے سامنے بے عزت کروادیتا ہے، پاگل کہیں کا!" وہ بس سوچ ہی سکا.

"معاف کر دیں میڈم جی..."

مگر ہلال نے نہیں سنا.

"ہسپتال میں کب سے شفٹنگ کا کام چل رہا ہے، تمہیں اندازہ بھی ہے اگر ایک بھی مریض زخمی ہوا یا کوئی بھی لاپتہ ہوا تو سارا ملبہ میرے سر آئے گا،" اسنے پھر سے جھڑکا تو غلام بخت کی نظریں اب سمیر کو کوفت سے دیکھ رہی تھیں.

"اور تم!" اسنے اچانک قدرے غصے سے اسکی طرف اشارہ کیا تو وہ چونک کر اسکی انگلی کی نوک دیکھنے لگا،

"تم سب کو لگتا ہے میں وائس ہیڈ کی کرسی پر بیٹھ کر اپنی ٹورد کھاتی رہتی ہوں. حد کرتے ہو غلام بخت!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فائل ایک بازو سے دوسرے بازو میں ڈال کر اسنے سر جھٹکا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی، پیچھے غلام بخت نے آستینیں چڑھا کر سمیر کی جانب دیکھا، تو بچ آج میرے ہاتھوں...

"میرے سر اتنے کام ہوتے ہیں، تم لوگوں میں سے کوئی بھی میرا احساس نہیں کرتا، میں تنگ آگئی ہوں روز روز ایک ہی بات دوہرا دوہرا کر مجھ میں اب اتنی طاقت نہیں بچی." وہ جھنجھلائی ہوئی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی "پاگل خانے کا سارا اسٹاف ہی پاگل ہے!"

غلام بخت نے ابھی دوسرا کی قدم سمیر کی جانب بڑھایا تھا کہ

"مسٹر غلام بخت!"

وہ آنکھیں کوفت سے بند کیے، منہ کے زاویے درست کر کے پلٹا، "جی میڈم جی؟"

سب سے اوپری زینے پر کھڑی وہ بازو سینے پر باندھے قدرے غور سے اسکے تاثرات دیکھ رہی تھی، "مجھے کسی قسم کی ہاتھاپائی کی خبر نا ملے، یاد رکھو تمہاری تین بیوہ بہنیں ہیں!"

یہ کہ کر وہ پلٹ گئی وہ جانتی تھی گرم لاوا اسکے جلے ہوئے زخم پر قطرہ قطرہ گرتا رہے گا اب.

اور غلام بخت کمال ضبط سے "جی میڈم جی!" کہتا مڑ گیا، ہلال غلام بخت سے تنگ تھی اور غلام بخت ہلال سے. کمال لوپ تھا جس میں یہ دونوں گھومتے ہی رہتے تھے.

جہاں ہلال خالد ایڈمن آفس کے دروازوں میں گم گئی تھی، دوسری بلڈنگ کی کھڑکی میں کھڑا وہ کان سے فون لگائے، ونڈو فریم پر کہنی رکھے تن سے چہرے کے ساتھ فون سے آتی آواز سن رہا تھا، خالی ہاتھ مٹھی میں بند ہوتا اور جو کسی اذیت ناک بات پر ضبط سے کھل جاتا اور پھر واپس بند ہو جاتا تھا.

وہ بغور ہلال کو تک رہا تھا.

کچھ وقت بعد وہ اکتا کر بولا،اسکی آواز کے ساتھ درختوں سے پرندے پھڑ پھڑا کر اڑے.

"میں کچھ نہیں جانتا ماہین!"اسکے مردانہ نقوش پر اب سرخی سی ابھری تھی.

."میں کچھ نہیں جانتا...دو سال گزر گئے ہیں،تم نے مجھے پیسے کے لئے چھوڑ دیا،اور میری بیٹی لے گئی،اب بہت ہو گیا،مجھے میری بیٹی واپس کر دو وہ اپنے باپ کے ساتھ رہے گی اب."

کھڑکی میں کھڑے عارف نے عجلت میں کہا،ہوائیں اڑتی ہوئی،ہسپتال کے پارکنگ لوٹ میں آپہنچی،سبز خوبصورت درخت جھول رہے تھے اور گاڑیوں کے شور میں آمنے سامنے کھڑے داؤد اور ہادیل مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہے تھے،ہادیل کی نگاہوں میں ستائش تھی، اور داؤد کی آنکھوں میں احترام،گو کہ وہ میاں بیوی کم بیسٹ فرینڈز زیادہ لگتے تھے. جو بات اناشہ اور ہلال کو داؤد کی عزت کرنے پر مجبور کرتی تھی وہ یہی تھی کہ اسکی آنکھوں میں اپنی بیوی کے لئے احترام چھلکتا تھا.

داؤد وقتاً فوقتاً چہرہ کاندھوں کے درمیان گرا کر اسکی باتوں پر ہنس دیتا اور وہ ہر بات پر اسکو مقامار دیتی تھی،ہاں وہ کچھ ایسے سے ہی تھے.

"نہیں! آئلہ میرے ساتھ رہے گی،وہ اپنے نئے گھر میں خوش ہے،اسکے پاس زندگی کی ہر آسائش ہے،وہ ایک بہترین اسکول میں پڑھتی ہے،ایسا اسکول جس کا نام خیر تم تو اپنی زبان سے کبھی نہ لے سکو...بہتر ہو گا کہ تم اسے بھول جاؤ،وہ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی اب."دوسری طرف سے ایک خوبصورت آواز گونجی،ٹھہری ہوئی.

جہاں داؤد اور ہادیل کی شادی کو دو برس گزرے تھے وہاں عارف کی طلاق کو بھی دو ہی برس گزرے تھے.

وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا،آنکھوں میں کرب امڈ امڈ کر آرہا تھا.

اسنے ایک نظر عقب میں موجود کمرے کے دروازے کو دیکھا اور پھر پلٹ کر سامنے آسمان کو.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ماہین،افسوس کے ساتھ میرا تم سے ساری عمر کا رشتہ رہے گا. میں تمہاری بیٹی کا باپ ہوں یہ تعلق کبھی ختم نہیں ہو سکتا،اور جو تم کر رہی ہو آئلہ کو مجھ سے دور کر کے وہ ظلم ہے!"

"عارف مصطفیٰ!"ماہین نے سرد مہری سے اچانک کہا،وہ اسکے ایسے انداز پر ہمیشہ ہی خاموش ہو جاتا تھا."میری اور تمہاری شادی کو پانچ سال ہو گئے تھے جب میں یہ رشتہ ختم کر کے چلی گئی تھی. پانچ سالوں تک آپ جس انسان کے کپڑے دھوتے ہو اور اسکی پسند کے کھانے پکاتے ہو،اسکے مزاج سے آپ واقف ہو جاتے ہیں. میں نے ان پانچ سالوں کو denial میں گزارا تھا عارف، کیوں کہ میں یقین نہیں کر سکتی تھی کہ جس شخص کو میں نے اپنا وجود دیا،اپنی محبت دی، جس کے ساتھ میری ایک خوبصورت بیٹی ہے وہ مجھ پر ہاتھ کیسے اٹھا سکتا ہے؟ کیا یہ ہے میری عزت؟ یہ ہے میری اوقات؟"

"ماہین وہ ایک غلطی تھی.. میں نے تم سے معافی مانگی...."وہ جھنجھلا کر بولا آنکھیں بے چینی سے بند کیں. مگر اسنے اسکی بات کاٹ دی،وہ کچھ سننے کو تیار نہیں تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بول رہی ہوں عارف، میں... بول... رہی.... ہوں!" وہ چبا چبا کر بولی تو وہ پتلیاں رگڑتا ہوا خاموش ہو گیا، ارد گرد کی ساری دنیا تحلیل ہو چکی تھی، بس جو تھا وہ اسکی آواز تھی.

"تم ایک بہت ٹپیکل مرد ہو عارف. تمہیں لگتا ہے کہ بیوی نے بات نہیں سنی ایک بار ہاتھ اٹھالیا، پھر منالیا... اینڈ لائف گوز آن!" وہ سانس لینے کو رکی، "لیکن سب سے بری بات پتا ہے کیا ہے؟ کہ میں بھی ایک ٹپیکل عورت ہوں. عزت، احترام، میرا حق تھا. کیا تم نے میرے حق پورے کیے؟" وہ خاموش ہوئی. مگر عارف کچھ نہیں بولا. "کیا تم نے آئلہ کی ماں سے محبت کر کے اسکے دل کو سکون دیا؟ نہیں عارف! تم نے ایسا نہیں کیا."

عارف کو محسوس ہوا کہ ماہین کی آواز اب بھیگ رہی تھی، مگر وہ جانتا تھا وہ قابو کر رہی ہے.

("تم مرد سمجھتے ہو... کہ حقوق صرف تم لوگوں کے ہیں، تم لوگوں کو سربراہ بننے کا شوق ہے. تم لوگ اسکی ذمہ داری اٹھانے کو تیار نہیں ہو. تم لوگ حدیث سنا دیتے ہو کہ رب کے بعد اگر کسی کو سجدہ ہے تو شوہر کو ہے. واہ!)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لائبریری میں داخل ہو کر ایک الگ ہی دنیا کی سی خاموشی تھی. اونچے دراز قد بک شیلف تھے. وہ فائلز ہاتھ میں تھامے قدم قدم چلتی میز تلاش کر رہی تھی. ایسے میں لائبریری کے استقبالیہ دروازے پر سنہرے حروف لکھ نظر آتے تھے،

"Being able to be your true self is one of the the strongest components of good Mental Health." -Giddu Bandar, Hyderabad.

(نہیں عارف مصطفیٰ، تم نے قوامت اٹھائی؟ کیا تم نے اپنی ذمہ داری پوری کی؟ تمہیں حکم دینے کا شوق ہے لیڈ کرنے کی ہمت نہیں ہے تم میں. وہ مرد ہی کیا جس کو اسکی اناڈرائیو کرتی ہو؟"ماہین رکی،"تم اس قابل نہیں ہو. تم نے اس قابل بننے کی کوشش بھی نہیں کی،عارف، تم نے بہت سے موقوں پر کہا کہ اگر میں ایسا نہیں پسند تو چلی جاؤ، تم نے مجھے سبق پڑھایا کہ چلی جاؤ، اور ماہین آدم نے وہ سبق پڑھ لیا.")

وہ میز کے پیچھے بیٹھی تھی،لائبریری میں خاموشی تھی،اور چند ایک میز چھوڑ چھوڑ کر ڈاکٹر بیٹھے تھے،وہ بھی انہی میں کہیں ایک بڑے سے بک شیلف کے پاس بیٹھی تھی،وقتاً فوقتاً وہ اٹھ کر ایک بھاری جلد والی کتاب اٹھا لاتی تھی.

بک شیلفز پر کہیں نہ کہیں کوٹس لکھے گئے تھے،اتنا تو اسے یاد تھا کہ ڈائریکٹر صاحب نے بڑے ناز سے لائبریری کو سجایا تھا،انکے نزدیک ہسپتال کا سب سے قیمتی حصہ یہ قدیم لائبریری تھی.

گدوبندر لائبریری.

The most beautiful people we have known are those who have known defeat, known suffering, known struggle, known less, and have found their way out of the depths. These people have an appreciation, a sensitivity and an understanding of life that fills them with compassion, gentleness and a deep loving

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

concern. Beautiful people do not just happen. -

Elisabeth Kubler-Ross.

یہ قوٹ اسکے مطلوبہ بک شیلف پر لکھا گیا تھا، سلور حروف میں. اور آئرنی یہ تھی کہ اس قوٹ کو یہاں عارف مصطفیٰ نے لکھوایا تھا. ہلال بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گئی تھی.

"نو نمبر، عمارہ شفیب. عمر چونتیس برس، مرض Autism(level-3 Spectrum Disorder)"

نگاہیں آہستگی سے گھوم کر اسکے پروفائل ڈیٹا جانچ رہی تھیں.

کاز آف ڈیتھ نیچرل. ادویات کا شدّتِ استعمال نامعلوم.

وہ چند لمحے اس پروفائل کو تکتی رہی، اسے عمارہ کے جسم کی ضرورت تھی. اسے دفنائے اب کافی ٹائم ہو گیا تھا.

("میں جب بھی تم سے دل کی بات کہتی تھی تم سنتے نہیں تھے عارف... تم بس جواب دے دیتے تھے،دل کے حال کو غلط صحیح کا ٹیگ لگا کر بات ختم کر دیتے تھے،فتوے جاری کر دیتے تھے،یا اگر تم نے مجھے زیادہ اذیت دینی ہوتی تھی تو تم مجھے victim، feminist، اور gaslight کرنے کا الزام دے دیتے تھے... کیا تمہیں واقعی لگتا تھا کہ میں جو تم میں کچھ دیر کی validation تلاش کر رہی ہوں،اس وقت کچھ سمجھ سکتی تھی؟")

وہ سنتا رہا،وہ بولتی گئی.

نو نومبر کو ہونے والا یہ قتل،ڈھائی سال پہلے ہوا تھا.اسے آج بھی ہسپتال کی تاریخ میں نیچرل ڈیتھ کہا جاتا ہے.

انگلیاں آہستگی سے عمارہ کی تصویر پر،رکھیں،

گہری سیاہ آنکھیں،سفید لب،اور مردہ سی جلد.بس.

یہ تھی عمارہ شفیب.ان خالی آنکھوں کو کوئی کیسے قتل کر سکتا ہے؟یہ نیچرل ڈیتھ ہی ہو گی!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نگاہیں اٹھا کر لائبریری میں دیکھتی رہی،وہ اس کیس کو نہیں اسٹڈی کرنا چاہتی تھی،مگر رواد تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا.وہ جانتی تھی اصل وجہ کیا تھی،مگر وہ رواد کو منا نہیں پا رہی تھی، گہرا سانس لے کر اسنے کتاب واپس شیلف میں رکھیں اور لائبریری سے باہر نکل آئی.

"پتہ ہے مرد کہاں مار کھا جاتا ہے؟"وہ جانتی تھی وہ جواب دینے کے قابل بھی نہیں رہا،

"ایک عورت کو سننے میں..."عارف نے سیدھ میں دیکھا،اچانک ساری دنیا کا پچھتاوا اسکے کاندھوں پر آ گرا،اسے لگا تھا وہ سانس نہیں لے سکے گا مزید.

"ایک انسان خود کی اس سے زیادہ کیا تذلیل کر سکتا ہے کہ وہ خود سے محبت کرنے کے طریقے بتائے،اور میں ماہین آدم،میں نے اپنی تذلیل کی."وہ ہنسی تھی،وہ نہیں جانتا تھا کیوں اسکے کاندھوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا.

"جب تم نے مجھ پر پہلی بار ہاتھ اٹھایا تھا نا؟اس لئے کہ میں نے تم سے ہلال نامی اس عورت کا سوال کیا تھا،وہ تمہارے فون کی gallery میں کیوں ہے،میں تمہارے ٹیکسٹ سٹائل سے بہت پہلے ہی پہچان گئی تھی کہ تم اس میں دلچسپی لیتے ہو.

"تم نے میری روح زخمی کر دی تھی عارف. میں تمہاری عزت کرتی تھی کیوں کہ ایک شوہر کی عزت کرنی ہوتی ہے، مگر میں ساری عزت کھو بیٹھی تھی، مجھ سے مزید denial برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ میں اب عارف مصطفیٰ کی عزت نہیں کر سکتی میرا دل اسکے لئے مردہ ہو چکا ہے." وہ مسکرائی، وہ جانتا تھا وہ مسکرائی ہے، "خیر، لائف گوز آن!"

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا تھا کہ مجھے ہلال سے محبت ہے، ماہین، اس چیز کا گلہ نہیں کر سکتی تم مجھ سے، یہ بات ہماری انڈر سٹنڈنگ میں بہت پہلے سے تھی."

"یہ بات ہماری انڈر سٹنڈنگ میں تھی کہ تم مجھ پر چیٹ کر سکتے ہو؟" وہ اچانک چیخ کر بولی، مگر پھر خود کو قابو کیا، "میں ہلال خالد کو ذاتی طور پر نہیں جانتی عارف مصطفیٰ مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ کمفرٹیبل کبھی بھی نہیں تھی. یہ یک طرفہ محبت ہے!"

"مگر وہ میری محبت ہے!"

ماہین کے اندر کا لاوا اب ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا، البتہ بول بول کر وہ ہانپ رہی تھی، یوں لگتا تھا اسکی طبیعت خراب ہے. اسنے اسکی بات پر مزید کچھ نہیں کہا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے میری بیٹی واپس چاہیے.."اسکی سوئی ادھر ہی اٹکی تھی،وہ جانتی تھی اسکی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے مگر اسکا دل ہلکا ہو گیا تھا،وہ خوش تھی اب.

"نہیں عارف، آئلہ میرے ساتھ رہے گی. وہ خوش ہے، آئندہ مجھے کال مت کرنا میں تمہاری طرح غیر شادی شدہ نہیں ہوں اب. خدا حافظ!"

اسنے عارف کے جواب کا انتظار نہیں کیا اور کال کاٹ دی. عارف نے شکستہ نظروں سے کھڑکی سے نیچے دیکھا، فون والا ہاتھ آہستہ آہستہ پہلو میں گرتا گیا.

وہ اب لائبریری سے باہر نکلی تھی،ہاتھوں میں اب بھی فائلز تھیں اور چہرہ کھلا کھلا سا تھا،شاید وہ داؤد اور ہادیل کو دیکھ کر ایسے ہی خوش ہو جاتی تھی.

"میں تمہیں برباد کر دوں گا ماہین!"وہ ہلال پر نظریں جمائے غرا کر بولا. آنکھیں اب ضبط سے سرخ ہو چکی تھیں اور چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا.

آئلہ.... آئلہ... آئلہ...

اسکے ذہن میں بہت کچھ چل رہا تھا ایک ساتھ. وہ عارف مصطفیٰ تھا، وہ کچھ اچھا نہیں سوچ رہا.

نومبر کی ہوائیں حیدرآباد کے آسمان کو خوبصورت اور پرسکون بنا رہی تھیں، کہتے ہیں کہ حیدرآباد کی سردیاں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں!

سر کے خم سے وہ داؤد سے ملی اور دوسری طرف ہادیل کو گلے لگایا، بھورے سویٹر پر وائٹ کوٹ پہنے تھی، ناک گلابی تھی اور اسکی گوری رنگت سردی کے باعث زیادہ چمک رہی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہسپتال کی 174th انیورسی کی وجہ سے شفٹنگ کا کام جاری تھا.

ہر جگہ افراتفری کا سا عالم تھا اور وہ خاموش سی نگاہیں ارد گرد دوڑاتی جائزہ لے رہی تھی.

وہ فرسٹ فلور پر موجود داؤد کی supervision میں موجود وارڈ میں بیٹھے رواد سے مل کر آ رہی تھی. اور ہمیشہ کی طرح دل بہت افسردہ ہو گیا تھا. وہ یقین نہیں کرتا تھا، جیسے اسکا اعتبار اب اتر گیا تھا، جیسے وہ کسی چیز کا عینی شاہد ہو.

دن ڈھل چکا تھا اور ہلال خالد اپنی شفٹ کلوز کر کے شام کی کافی کے لئے جا رہی تھی کہ رک کر کمروں کا جائزہ لے لیتی گئی، کیوں کہ ہسپتال میں فلسطینی مہاجروں کی وجہ سے مریضوں کی تعداد بڑھ چکی تھی تو وہ اب انہیں الگ الگ سیکشنز میں رکھ رہے تھے.

ایک کمرے کے سامنے سے گزر کر وہ ٹھہر گئی، وہاں سے چند مرد بستر باہر کھینچ رہے تھے، کمرے کا پینٹ خستہ تھا اور کہیں کہیں سے دیواریں اب زرد ہو چکی تھیں، چوکھٹ میں ٹیک لگائے وہ نجانے کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی.

مگر پھر ایک بستر ہٹنے پر اسکی نگاہ ایک دیوار پر جا رکی، ڈھیر ساری لکیریں...

یوں جیسے یہاں کوئی دن گنتا تھا، پر یہ تو روم نمبر چار سو دو تھا. عمارہ کا کمرہ.

جہاں تک ہلال کو یاد تھا یہ عمارہ اپنے آخری وقتوں میں ہاتھ میں کچھ بھی پکڑنے سے قاصر تھی. اور یہ تو قریدی ہوئی لقیریں تھیں. جیسے دیوار میں نقش چھوڑنے کے لئے کھینچی گئی ہوں، جیسے بہت محنت سے یہاں دن گنے جاتے تھے.

کھلی کھڑکی کی سلاخوں کو دیکھا تو وہاں سے کچھ سلاخیں قدرے آڑی ترچھی تھیں، جیسے مار مار کے انکو ایسا کیا گیا ہو. اس کمرے میں بہت سے نقش تھے، میوز آف سائیکاٹری ہلال خالد کو آہستگی سے نقش سمجھ آنے لگے تھے.

ہاں، مریض دیواریں نوچ نوچ کے کھانے کی کوشش کیا کرتے تھے، مگر وہ کبھی بھی اتنے مضبوط نقش چھوڑ کر نہیں گئے، یہاں تک کہ یہاں عمارہ کی شناخت کے لئے بھی کچھ نہیں تھا.

.ڈھلتا سورج بادلوں میں سے چھپ چھپ کر کرنیں اسکے چہرے پر ڈال رہا تھا، کمرے کی سفید چیر دینے والی بلب سے اسکا دل خراب ہو رہا تھا مگر وہ قدم قدم چلتی دیوار کو تیکھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نگاہوں سے دیکھتی اندر داخل ہوتی گئی. ایک تائیدی نگاہ ملازموں پر ڈال کر وہ اس دیوار کے پاس رکی کھڑی تھی.

بہت سی لکیریں،.بہت سے نشان، کمرہ اب تقریباً خالی ہو چکا تھا، کچھ عجیب سا.

"یار وہ بستر دوسری سائیڈ سے باہر نکالو نہ!"خالی کمرے کی وجہ سے اب آواز گونج رہی تھی.

وہ ان نشانات کو دیکھ کر ہل نہیں سکی،

"محسن."

پیچھے کھڑے آدمی نے فوراً گردن موڑی،اور لپک کر اسکے برابر آ کھڑا ہوا،

"جی میڈم جی؟"وہ کاندھے پر رکھے رومال سے ہاتھ پونچھ رہا تھا،"کچھ کام تھا؟"

"یہ کمرہ کتنا پرانا ہے؟"اسنے نگاہیں نہیں ہٹائیں. وہ کہیں کھوئی سی لگ رہی تھی، جیسے اسکا دماغ کچھ سمجھنا چاہ رہا ہو.

"یہ کمرہ تو ہسپتال کے ساتھ ہی بنا تھا جی، یہ پرانا ہی نہیں." وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے بولا. نا سمجھی سی تھی، اور ڈھلتے سورج کے ساتھ بڑھتی سردی کی وجہ سے وہ قدرے کمزور لگ رہا تھا.

"یہاں پر کس طرح کے مریض رکھے جاتے تھے؟" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی، اسے محسن کے سفید ہوتے بالوں کی کہانیاں جاننی تھیں. "ابھی ڈھائی سال پہلے یہاں عمارہ ہوتی تھی. اس سے پہلے کون ہوا کرتا تھا؟"

"کوئی دو لڑکے تھے یہاں، عجیب پاگل سے تھے، ان میں سے ایک فرار ہو گیا. ایک کی موت ہو گئی تھی." وہ سادہ سے انداز میں بولا.

ہلال کے گلے میں پھندا سا بنا، وہ سالوں پرانی داستان ابھی تک نہیں بھولا تھا؟ کیا قتل واقعی نہیں بھولتے تھے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فرار لڑکے کی تو ہمیں ڈیتھ سٹیٹمنٹ بنانی پڑی تھی،دوسرا تو آپ جانتی ہیں،حدید مومن،وہ مر گیا. لیکن جو لڑکا فرار ہوا تھا سنا ہے وہ واپس مڑ کر کبھی حیدرآباد نہیں آیا. اللہ ہی جانتا ہے اس وقت وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے."

ہلال نے سر ہلا دیا،وہ جانے کے لئے مڑی تھی،"ٹھیک ہے! کام میں آسانی ہو."

محسن نے احترام میں سر جھکایا. اور ہلال تیز تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل آئی،بالکنی نما راہداری میں سے ہوتی ہوئی وہ سانس لینے کی کوشش میں تھی. اسکا سانس پھول رہا تھا. ڈھلتا سورج اسکو خاموش سا تکے جا رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حدید مومن،عمارہ،اشراقات. یہ اسکا پیچھا نہیں چھوڑیں گے.

ہاں گول گھومتی دنیا میں قبریں بھی گول گھومتی ہیں.

سر تکلیف سے پھٹنے لگا.

کافی میں چمچہ گھماتی وہ گھومتے ہوئے اس کالے پانی کو بغور دیکھ رہی تھی، ہتھیلی تھوڑی کے نیچے جمائے وہ سفید ٹیبل کلوتھ پر انگوٹھا آہستگی سے سہلا رہی تھی. وہ لوگ ہسپتال کے ساتھ ہی موجود سال پہلے کھلنے والے کیفے میں بیٹھے تھے.

ہسپتال کا کیفے ان لوگوں نے Clematis Cafe کے کھلتے ہی چھوڑ دیا تھا.

بیلوں اور درختوں میں ڈھکا یہ خوبصورت مگر چھوتا کیفے انہیں زیادہ بہتر لگتا تھا، اکثر ڈاکٹرز اپنی شفٹ سے فارغ ہو کر یہاں شام کی چائے کافی پینے آیا کرتے تھے.

ایسے میں سامنے بیٹھی ہادیل ہنس ہنس کر ہسپتال میں نئی آنے والی خوبصورت ڈاکٹر سانیا کی کہانیاں سنا رہی تھی جس کی طرف اسنے غالباً داؤد کو نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتا پکڑا تھا.

"ہالی، آنا تم دونوں یقین نہیں کرو گے، سانیا اتنی بھی خوبصورت نہیں ہے اور پھر بھی یہ شخص..." ہادی نے داؤد کے کاندھے میں ناخن گاڑھتے ہوئے اسے کاٹ کھانے والی

نگاہوں سے دیکھا،"یہ شخص اسے دیکھ رہا تھا، میرا تو بس نہیں چل رہا تھا میں اسکی اسی وقت جان لے لیتی!"

ہلال دھیما سا مسکرائی،"تو لے لیتی جان،"ارد گرد چمچوں کانٹوں کی آوازیں گونج رہی تھیں. ڈھلتی شام میں یوکلپٹس کی بیل کھڑکی کی چڑھائی کر رہی تھی.

داؤد جو اپنے دفاع میں کہنے کو الفاظ تلاش کر رہا تھا ہلال کی بات پر مزید ہی گڑبڑا گیا، ایسے میں اناشہ میز پر ہاتھ مارتی قہقہے لگا رہی تھی، اسکے لئے داؤد کی بے عزتی دنیا کا بہترین شو تھا وہ اسے دیکھنے کے لئے قبر سے بھی اٹھ کر آسکتی تھی.

اطراف سے بالکل بے نیاز وہ چار لوگ آپس میں کافی مصروف نظر آرہے تھے.

"ویسے بھی داؤد جمیل، میں آپ کے کام سے کچھ خاص خوش نہیں ہوں، اور میں تمہیں اور غلام بخت کو سمجھا سمجھا کر تھک چکی ہوں."اسنے ہاتھ ہلا کر اسکو جیسے رفع دفع کرنے کے انداز میں کہا، وہ اب بھی چمچہ گھما رہی تھی.

ہادی نے ہنس کر اناشہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہادی، پلیز یار میں اسکو نہیں دیکھ رہا تھا... وہ میری طرف دیکھ رہی تھی!"

اناشہ نے ہاتھ اٹھا کر داؤد کو رکنے کا اشارہ کیا، "اوہ ہیلو مسٹر! کیا ہو تم؟ شاہ رخ خان؟"

"شاہ رخ خان سے کم بھی نہیں ہوں!" داؤد نے بھی ایسے ہی ترکی بہ ترکی جواب دیا تو ہادی نفی میں سر ہلاتی اسکو دیکھ کر رہ گئی، کتنا جھوٹ بولو گے چچ چچ... "تم تین عورتیں چڑیلوں کی طرح مجھے پڑ جاتی ہو، ویسے ہی ایک عورت سمبھالی نہیں جا رہی!"

اناشہ اب ہادی کے ردِ عمل کے انتظار میں شرارت بھری خاموشی سے ہادی کو دیکھنے لگی، کپ لبوں سے لگایا اور کالر جھاڑتے داؤد کو اب ہلال بھی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی، گو کہ اسکی کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی.

"ابھی کل ہی کوئی چار شادیوں کے خواب کی بات کر رہا تھا." ہادی نے بیٹھے بیٹھے سینے پر ہاتھ باندھے.

"یار وہ تو میں اپنی بیوی سے اب دل کی بات بھی نہ کروں؟"

"بیٹا بات ایسی کیا کرو نہ کہ بیوی تمہارا دل نکال کر نچوڑ نہ دے!" اب کہ اناشہ نے حملہ شروع کر دیا تھا.

ایسے میں داؤد کو اناشہ سے سب سے زیادہ چڑ گیا تھا، "تم تو چپ کرو بھوتنی، ایک مہینے میں تین منگنیاں ٹوٹی تھیں تمہاری میں تو پھر بھی شادی شدہ بندا ہوں." وہ اب اس پر پرسنل حملے کر رہا تھا.

"داؤد جمیل!" اناشہ کا پارہ آسمان کو چھو رہا تھا، اس انسان کی ہمّت کیسے ہوئی یہ کہنے کی! "تمہاری غلطی سے شادی ہوئی تھی اوکے.... تم نے میری دوست کو پھنسایا تھا!"

"ایکسکیوزمی؟ پھنسانے والے کام تم عورتیں کرتی ہو، میں شریف آدمی ہو، اپنی دوست سے پوچھو اتنا مسلہ تھا مجھ سے تو کیوں پھنسایا تھا مجھے؟" مخاطب ہادی تھی، جس پر ہادیل کا دماغ بھک سے اڑ گیا، وہ بے یقین سی نظروں سے اسکو دیکھتی رہی، پھر کچھ بھی کہنے کو ترک کر کے اسنے ہاتھ اٹھا کر چہرہ موڑ لیا، انداز ایسا کہ میں تم جیسے چھوٹے لوگوں سے بات تک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں کرنا چاہتی چھی دور پرے.... ہلال اسکے ایسے انداز پر ہنسے بغیر نہیں رہ سکی. چہرہ ہتھیلی پر جمائے وہ انکی ریگولر تماشائی تھی. "داؤد، بس آج تم صوفے پر سو رہے ہو."

یہ کہنا تھا اور اناشہ کا قہقہہ کیفے میں چھوٹ کر رہ گیا، تالیاں بجاتی وہ زور زور سے ہنس رہی تھی داؤد نے پہلے بے یقین سی نظروں سے ہادی کو دیکھا اور پھر اناشہ کا قہقہہ سن کر غصیلی نظروں سے اسکو دیکھا، "بھوتنی، چپ کرو! میرے ہاتھ میں کافی دیکھی ہے، منہ پر پھینک دوں گا تمہارے، شکل دھل جائے گی، میک اپ کے نیچے سے چڑیل نکل کر آئے گی!" وہ بولا تو پھر خاموش نہیں ہوا، جس پر اناشہ کا قہقہہ ادھر کا ادھر رہ گیا، "کیا کہا تم نے؟ تو بیٹا میرے کون سا ہاتھ خالی ہیں، چمچے کافی سب کچھ ماروں گی، تمہاری تو شکل ہی بگاڑ جائے گی!"

ایسے میں انکی تو تو میں میں پر ہنستی ہلال نے سر جھٹک دیا، انکا کچھ نہیں ہو سکتا.

"ہلال، اور سناؤ آج کیا کیا، کیسی ہو اب تم؟ طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" ہادی نے مسکرا کر اسکا ہاتھ چھوا.

"بس مصروف تھی ہسپتال کی شفٹنگ میں، کچھ پیپرز سائن کرنے تھے اور باقی معملات دیکھنے تھے، ابھی عمارہ کے کیس پر کام کرنے کی کوشش کی تھی، مجھے کچھ خاص سمجھ نہیں آیا."

تو تو میں میں سے جب داؤد اور اناشہ فارغ ہوئے تو خاموش بچوں کی طرح انکی سنجیدہ باتیں سننے لگے تھے. ایسے میں

اناشہ نے گہرا سانس بھرا،"یار... تم رواد کو اتنا سیریس کیوں لے رہی ہو. اگر وہ کوئی نارمل انسان ہوتا تو یہاں گدو بندر میں کیوں پڑا ہوتا؟ تم بھی کیا کرتی ہو یار." اناشہ نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو ہلال کو یہ سن کر دل پر چوٹ سی لگی.

"ایسا مت کہو اناشہ... وہ میری اولاد جیسا ہے..." ہلال گڑبڑا کر بولی تو اناشہ نے اسکے کاندھے پر بازو ڈالا، وہ اسکی بات کو ہوا کرنے لگی تھی وہ جانتی ہے،"عمارہ بھی مجھے ویسے ہی عزیز تھی..." اسنے تھوک نگلا.

"ہاں تو ایک بچے پر ہر وقت فوکس کرنا باقیوں کے ساتھ ناانصافی ہے، چھوڑو اب!" ہلال بے چین ہوئی تھی.

اس شام وہ سب اب گھر کے لئے نکل رہے تھے،ہادیل اور داؤد گاڑی کے ساتھ ہی کھڑے تھے جب. ہلال نے اپنی بلیک سیوک کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ

"ہالی،"ہادی نے اسکا ہاتھ تھاما،"چلو نہ ہمارے ساتھ ڈنر پر،ایک دعوت ہی تو ہے چلی جانا پھر گھر."

ہلال خاموش کن اسکو تک رہی تھی پھر گہرا سانس لیا،"میں واقعی نہیں آسکتی."اسنے نرمی سے انکار کیا،

"میری آج اپائنٹمنٹ ہے ڈاکٹر کے ساتھ،ابا کھانے پر میرا انتظار کرتے ہیں."

"تمہارا خڑوس ابا انتظار کیوں کرتا ہے؟"داؤد نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا تو ہلال نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی اور ہادیل نے بلا تمہید اسے ایک مقارکھ کے مارا،ڈھلتی تیز کرنوں کی روشنی ٹائیگر آئی سٹون سے ٹکرائی.

"تم چپ رہا کرو داؤد!"اناشہ بے اختیار ہنس دی،پیچھے وہی تو تو میں میں شروع ہو چکی تھی اور ہلال ہادی کے ساتھ مصروف انکاری میں تھی،"نہیں ہادی،مجھے معاف کردو،میری

اپائنٹمنٹ ہے. میں نکلتی ہوں." وہ مسکرائی اور گاڑی میں بیٹھ گئی، دل چاہتا تھا کہ چلی جائے مگر وہ زیادہ دیر کہیں رہتی تھی تو دل گھبراتا تھا.

وہ ہمیشہ کہیں بیچ میں اٹک جاتی تھی... آنکھیں نم ہونے لگیں، کاش... وہ بھی ایسے ہی خوش ہو سکتی.

کاش وہ ہادیل کی طرح ان کنٹرول ہو سکتی...

کاش وہ داؤد کی طرح بے نیازی سے کھانا کھا سکتی

اور کاش... کاش وہ اناشہ کی طرح بے فکر ہو کر زور زور سے قہقہے لگا سکتی.

اسکے حصے میں گھبرایا ہوا دل اور ہر وقت درد کرتا دماغ آیا تھا.

کہتے ہیں قدرت کا پسندیدہ رنگ سرخ ہوتا ہے.

ریڈ مون

ریڈ سن

ریڈ روزز

اور ہاں ریڈ بلڈ!

خون ہی تو ہر چیز کی بنیاد ہے۔

سرخ باڈی کون ڈریس میں ملبوس، گلے میں چوکر پہنے وہ ایک پتلا سا سکارف کاندھوں پر ڈالے باب کٹ میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔ سرمئی ناگن آنکھوں میں گہرا کاجل لگائے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ دہکتی آنکھوں والی زیبہ۔

سنگھار میز کی نفیس لکڑی سے ٹام فورڈ کے مہنگے پرفیومز میں سے ایک اٹھایا تو شیشے کی کلنک سی آواز گونجی۔

باہر موجود قدرے ریڈ مون کی دمک پردوں سے ہوتی ہوئی اس کے وجود پر منڈلا رہی تھی

.

اسکے عقب میں کھڑے خالد حماد کلائی پر گھڑی پہن رہے تھے،اور کف ٹھیک کر کے ایک مسکراتی نگاہ اس عورت پر ڈالی اور پیچھے ہٹ گئے،زیبہ بھی جواباً مسکرا دی.

وہ آج بھی ویسے ہی ہینڈسم تھے، گہرے نقوش والے، کہتے ہیں خالد حماد کو اس عمر میں دیکھ کر انکی جوانی کی دہکتی خوبصورتی سے لوگ عاجز آجاتے تھے،خالد اور وافیہ دو خوبصورت لوگوں کا جوڑا تھا.

بھوری کانچ آنکھوں والے خالد حماد اور سبزے جیسی پر سکون آنکھوں والی وافیہ نورہ.

بھوری آنکھیں ہلال نے لے لیں اور سبز آنکھیں ازکان نے.

کالی کالر شرٹ کے نیچے ڈریس پنٹ پہنے وہ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے تھے، کلمیں سرمئی تھیں اور کہیں کہیں سے خالد کے بال بھی سرمئی ہوتے جارہے تھے،زیبہ کے برعکس وہ اپنی ازلی حالت میں رہنا پسند کرتے تھے،وہ ڈائی نہیں لگایا کرتے تھے، مگر پھر بھی دنیا گواہ تھی خالد زیبہ سے زیادہ پرکشش تھے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"انہوں بے حد ناز سے کہا تو زیبہ نے دھیمی سی مسکراہٹ سے شیشے میں انکا عکس دیکھا۔وہ پلٹی اور انکے قریب جھک کر انکا کالر درست کرنے لگی،وہ اسکو گہری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

"وافیہ نورہ سے بھی زیادہ؟"اسکی آنکھوں میں تشویش دیکھ کر خالد حماد گہرا سانس لے کر رہ گئے،اسکے نیٹ کے گلوز میں مقید ہاتھوں کو اپنے دل کے مقام پر رکھتے ہوئے مسکرائے۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

اچانک زیبہ کو خالد کی ان وحشت ناک آنکھوں میں ہلال کا عکس نظر آیا،اسکا دل اچاٹ ہو گیا مگر اسنے ہاتھ نہیں نکالا،بھوری آنکھیں...ہلال کی بھوری آنکھیں۔زیبہ کو جیسے بہت سی تکلیف ہوئی۔

"وافیہ کو مرے اب دو دہائیاں گزر چکی ہیں،زیبی۔مت سوچا کرو اسکے بارے میں۔"پھر جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے،"تم ہی میری محبت ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زیبہ کی ناگن آنکھوں میں اب بھی کوئی سکون کی سی لہر نہیں اتری تھی. تو پھر ٹینا کا کیا؟ وہ کیوں آج بھی اس دل میں موجود تھی؟ اسنے خالد کے ہاتھوں کے نیچے دبے اپنے ہاتھ کو دیکھا. اسنے جیسے کچھ بھی نہیں سنا.

وہ نگاہیں چرا گئی تھی. بھوری آنکھوں میں اسے ہلال کو دیکھنا پسند نہیں تھا.

وہ تیار سی ہیل میں پاؤں ڈال کر باہر لاؤنج عبور کر کے کچن کی جانب بڑھ گئی، گھر میں ملازم اب سو رہے تھے اور بس آصفہ جاگ رہی تھی. وہ کچن کے آخری آخری کام ختم کر کے سرونٹ کوارٹر میں جانے ہی لگی تھی کہ ہیل کی ٹک ٹک سن کر اپنی جگہ پر جم گئی،

"کیا بنا؟" بلا تمہید.

آصفہ نے گہری سانس لی، "بی بی جی.. میں ابھی ہلال بی بی کے کمرے میں نہیں گئی، انکا پورشن لاک ہوتا ہے میں اندر نہیں جا سکتی." وہ کاندھے جھٹک کر بولی تھی. اب کہ اضطرابی میں انگلیاں مسل رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا واقعی؟" زیبہ ٹک ٹک کرتی ہیل کے نفیس شور سے محظوظ ہو رہی تھی. آصفہ نے سر اثبات میں ہلایا، تیکھی نظروں سے دیکھا کہ وہ اتنی شرمندہ نہیں لگ رہی جتنا اسے لگنا چاہیئے تھا... انا کو ٹھیس پہنچی!

زیبہ کچھ بھی کہے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی اسکے قریب آئی کاؤنٹر پر رکھی چھری اٹھائی اور اسکے گلے پر رکھی تو آصفہ کی سانسیں تک رک گئیں.

"بی بی جی... بی بی جی... یہ آپ... پلیز ایسا مت کریں... آہ!" وہ گھبرائی تو اسنے ہیل کی کمان جیسی نوک اسکے پیروں پر رکھ کر اسکو خاموش رہنے کا اشارہ کیا، اسکے وجود سے خطرناک خوشبو اٹھ رہی تھی. کیا یہ طاقت کی بو تھی؟

"میں نے تم سے کہا تھا میرا کام ہو جانا چاہیے، بہانے بنانے کے لئے تمہارے پاس بہت وقت ہے. تم مجھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بے وقوف سمجھتی ہو کیا؟وہ عورت روز تمہیں اپنے کمرے کی چابی تھما کر جاتی ہے۔"

آصفہ تھے سانس کے ساتھ چیخنے ہی لگی تھی کہ پیر پر مزید زور پڑا اور وہ کلس کر چیخ دبانے پر مجبور ہو گئی، آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔

"ایسا مت کریں زیبہ باجی، وہ خالد صاحب کی بیٹی ہیں..." کمزور سی پکار۔

چھری کی نوک گلے کی گلٹی پر رکھی تو آصفہ دبک کر خاموش ہو گئی، آنسو آنکھوں کے کناروں پر چمک رہے تھے اور اس ناگن جیسی عورت کی سرمئی آنکھیں اسکو مزید خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔

"اگر تم نے کسی قسم کی ہوشیاری دکھائی تو میں تمہارا گلہ کاٹ دوں گی آصفہ، اور تم جانتی ہو... مجھے لاش چھپانا آتی ہے!" وہ مسکرائی، تو اچانک اسے کچن کے باہر بھاری چاپ کی آواز سنائی دی، لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکو آصفہ کے لب کھلتے محسوس ہوئے، وہ جانتی تھی وہ کیا کرنے جا رہی ہے، اور اسی لمحے کے حصے میں زیبہ نے چھری کی نوک سے اپنے بازو پر نشان لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نظروں کا تبادلہ ہوا.

خوف میں ڈوبی عام سی کالی آنکھیں.

طاقت کے نشے سے سرخ سرمئی آنکھیں.

غم سے کپکپاتے ہونٹ.

اور فاتح کی تیز مسکان.

آہستہ آہستہ... خون کی بوندیں باہر آنے لگیں،اور پھیل کر آصفہ کے سکارف پر گرنے لگیں.

Clubb of Quality Content

"تم نہیں چیخ سکتی آصفہ..."وہ مسکرائی."تم کسی کی مدد نہیں مانگ سکتی."

اور اگلے ہی لمحے چھری آصفہ کے ہاتھ میں تھی. گھبرائی ہوئی نظروں میں وحشت طاری ہوئی. انگلیوں میں ڈھیلی ڈھالی چھری رکھی تھی،وہ بے یقین آنکھوں سے اس عورت کو دیکھ کر رہ گئی.

"زیبی!" آواز پر آصفہ کی رنگت تحلیل ہو گئی اور زیبہ کی مسکان مزید بھاری.

"سوچ لو!"

"زیبی، جلدی کرو." وہ چوکھٹ میں اندر آئے تو وہ برق رفتاری سے مڑی اور خون جیسے سرخ لباس میں زیبہ کی کلائی سے نکلتا خون اب جم گیا تھا، وہ مسکرائی اور آصفہ کو ایک تند نگاہ سے خاموش کروا کر انکی جانب لپکی،

"دروازے ٹھیک سے بند کر دینا آصفہ... ہم بہت بہت دیر سے آئیں گے." ہیل کی ٹک ٹک اب دور جا رہی تھی.

خالد اور زیبہ آج مومن گروپ کی حیدرآباد برانچ پارٹی میں جا رہے تھے، وہ ہر ماہ کہیں نہ کہیں جاتے تھے، مگر یہ ایک کمرشل سکیل پارٹی تھی، اس میں انکی شرکت بہت کثرت سے ہوا کرتی تھی.

یہ کہ کر وہ چوکھٹ سے باہر غائب ہو گئے، اور آصفہ ہانپتی ہوئی خون آلود چھری کو دیکھ کر رہ گئی.

اب یہ منہ بولی قیمت اور ایک اچھی زندگی کا معاملہ نہیں تھا.

یہ زندگی کا معاملہ تھا. اور آصفہ... آصفہ زندگی کو چنے گی!

وہ شل تھی.

وہ بہت تھکی تھکی گھر آئی تھی، شام کے سات بج رہے تھے، ہر سو اندھیرا تھا، اور سردی اپنا زور پکڑ رہی تھی.

Clubb of Quality Content

ریڈ مون لان میں لگی ڈیولز آئیوری پر اپنی چاندنی بکھیر رہا تھا.

زیبہ اور خالد کو گئے ابھی آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا، گو کہ وہ انکی گاڑی کو مین روڈ سے گزرتا دیکھ چکی تھی وہ نہیں جانتی تھی وہ کہاں گئے ہیں، انکے جانے کی وجہ سے وہ لوہے کے عقبی

دروازے کے بجائے مین گیٹ سے داخل ہوئی تو سامنے ہی وہ دیوار نظر آئی جس کے پار بلائی منظر کی سیڑھیاں تھیں.

تیکھا سا ہنسی اور سر جھٹک کر بازو پر رکھے وائٹ کوٹ کو ایک طرف صوفے پر رکھ کر بیٹھ گئی.

دوپٹہ اتار کر پرے مارا اور سر صوفے کی پشت سے ٹکائے خاموش سی اندھیرے میں جانے کتنی ہی دیر بیٹھی رہی کہ کچن سے آصفہ نکل کر باہر آئی تھی، اسے یہاں دیکھ کر وہ چونکی مگر پھر سمبھل گئی، "بی بی جی..." ہلال اٹھ کر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ اسنے اسے روک دیا.

"بیٹھیں بیٹھیں، میں آپ کو بھلا کیا کہ سکتی ہوں." آصفہ کیا جانتی تھی کہ وہ سمجھی وہاں دور زیبہ کھڑی ہے،

سو بس سر واپس ٹیک دیا. آصفہ اب کے ٹیبل کے ساتھ نیچے زمین پر بیٹھ گئی، وہ اسے بغور دیکھ رہی تھی. اجڑی اجڑی سی حالت تھی اسکی.

"بی بی، بتیاں جلا دوں؟"

"اونہوں..."

خاموشی. نجانے کتنی ہی دیر خاموشی طاری رہی.

"بی بی جی،" کہیں دور کھائی سے آواز آئی، اسکے خیالات ہوا ہوئے، اب اسکی آنکھوں میں اندھیر ٹی وی لاؤنج واپس سے بھرنے لگا،

"ہوں؟"

"وہ جی... میرے بھائی کی شادی ہے..."

ہلال جو خالی خولی نظروں سے چھت کو تک رہی تھی، اچانک لبوں پر ایک سست سی مسکراہٹ بکھر آئی.

"اچھا؟ بڑا ہے یا چھوٹا؟" وہ چاہتے ہوئے بھی پوچھ رہی تھی.

"بڑا ہے جی" آصفہ نے ٹیبل کے شیشے پر ہلکا ہلکا ناخن رگڑتے ہوئے کہا. وہ چھت کو تکتی کسی دھن میں بولی تھی، "ٹھیک ہے، چلی جانا"

"شکریہ بی بی جی..."

ہلال کو احساس ہوا کہ اسنے تو کبھی زندگی میں ازکان کی شادی کا سوچا ہی نہیں، نجانے وہ اب کیسا دکھتا ہو گا، کیا اسکی شادی ہو چکی ہو گی؟ او نہوں! ابا اور زیبہ نے کبھی ذکر نہیں کیا، ایسا نہیں ہوا ہو گا. چلو! جب کراچی جاؤں گی تو شادی کا بھی پوچھ لوں گی!

آواز کہیں پھر سے کھائی میں ڈوبنے لگی تھی، "آپ کو پتہ ہے باجی جی..."

منظر میں بادل چھانے لگے، سب دھندلا گیا اور اچانک ٹیبل کے پاس بیٹھی آصفہ غائب ہو گئی، میز بڑی ہو گئی، ڈائننگ ٹیبل تحلیل ہو گیا اور کمرہ بے حد کھلا کھلا سا تھا. لاؤنج میں تخت نما مخملیں صوفوں پر براجمان خالد صاحب کھڑکی کھولے رات کے آخری پہر اخبار پڑھ رہے تھے.

خالد بیت. کراچی، City of Lights

آج معمول کے علاوہ گھر میں سب اٹھے تھے، گھر کا نقشا تبدیل ہو چکا تھا.

یہیں ابا کے سامنے ازکان فون پر لگا مسلسل ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا،اسکا موڈ بہت اچھا تھا، یہ ازکان کی سالگرہ کا دن تھا وہ خوش تھا.

"ازکان،جاؤ سب کو بھی لے آؤ یہاں پھر نکلنا بھی ہے."اس رات وہ باہر کھانا کھانے جا رہے تھے،ریسٹورنٹ ہلال کی مرضی کا چنا گیا تھا کیوں کہ یہ ازکان کی خواہش تھی.

لاؤنج میں بال باندھتی وہ مسکراتی ہوئی دیوار کے عقب سے نکلی،وہ ابا کی طرف سر ہلاتا ہوا واپس فون پر مصروف ہو گیا،کچن کے دروازے پر لان کا چمکیلا کامدار سوٹ پہنے پھپھو کھڑی نوکرانیوں کو آخری آخری ہدایات دے رہی تھیں،البتہ کنکھیوں سے ہلال کو دیکھ کر انکے چہرے پر ناگواری در آئی تھی.

ہلال جو کہ سرخ لباس میں کاندھے پر دوپٹہ لٹکائے سادہ اور پرکشش لگ رہی تھی، پھپھو سائقہ کو اس سے کافی چڑ تھی. وہ خوبصورت تھی،اور سائقہ کو خوبصورت جوان لڑکیوں سے نفرت تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خود بوٹوکس کروا کروا کر پلاسٹک کی چڑیل بن چکی تھیں،انہیں جوان رہنے کا جنون کی حد تک شوق تھا،سو چوکھٹ سے نکل کر فوراًاسکے راستے میں کھڑی ہو گئیں.

ہلال ٹھٹھک کر رکی،ایک نظر پھپھو کی ناگوار آنکھوں میں دیکھا.

"بڑا تیار ہو کر نکلی ہو؟بھائی کی مہندی ہے کیا؟"سینے پر ہاتھ باندھے انہوں نے کہا،وہ پھیکا سا مسکرا دی،دوپٹے کو پہلو سے پکڑے اپنے سامنے جھولی صورت پھیلا کر دیکھا،وہ بلکل سادہ سا گہرا سرخ تھا،وہ سالڈ کلرز پہنتی تھی ہمیشہ،ہاتھ میں سونے کی ایک بریسلیٹ اور پیروں میں چاندی رنگ جوتے،اسنے دوپٹہ چھوڑ دیا.

"میں آپ کو کہاں سے تیار لگتی ہوں؟"اسے سمجھ نہیں آئی تھی."یہ تو بالکل پلین سوٹ ہے،اس پر تو کوئی ڈیزائن بھی نہیں ہے."

"سرخ رنگ پہننا تم جیسی جوان جہاں لڑکی کو زیب دیتا ہے،؟اللہ معاف کرے مگر طوائفیں پہنتی ہیں یہ،جاؤ اتارو اسکو،ابھی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاؤنج کے دوسرے سمت کھڑے ازکان کے کان اچانک کھڑے ہوئے،ابا کو تو خیر کبھی فرق نہیں پڑا. ہلال کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی،ڈھیلے لبوں سے اس عورت کا چہرہ دیکھا،"کھڑی شکل کیا دیکھ رہی ہو جاؤ کچھ اور پہن کر آؤ،اور سر پر دوپٹہ رکھنا چاہیے!"

"پھپھو! میرے کپڑے ٹھیک تو ہیں... میں اب کپڑے بالنے جاؤں گی تو بہت وقت لگ جائے گا."

وہ ہل نہیں سکی.

"ہاں تو لگ جائے وقت، کپڑے ہی تو بدلنے ہیں جلدی سے بدل آؤ، ٹھیک ہوتے تو بھلا کہتی میں تمہیں کچھ...."

فون جیب میں ڈالتے ازکان نے ایک لمبا ڈگ بھرا اور پھپھو کے عقب سے نکل کر انکے برابر آ کھڑا ہوا،"آپ کی ہمّت کیسے ہوئی میری بہن کو طوائف کہنے کی؟"درشتی سے انکے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو ابا سے چہرے سے اخبار ہٹا کر شور کی جانب دیکھا، پھپھو منہ پر ہاتھ رکھے اب ایسا چہرہ تلاش کر رہی تھیں جسکو دیکھ کر وہ اپنی معصومیت کے روگ لگا سکتیں،اور

انہیں خالد کی نظریں مل گئیں،"لے! میں نے کیا کہا ہے اسکو؟"وہ غصے وہ حیرت کے ملے جلے تاثرات سے بولی تھیں.

ایک ملامتی نگاہ ازکان کے پیچھے کھڑی ہلال پر ڈالی،"یہی کہا تھا نہ کے لڑکیاں دوپٹہ لئے بغیر گھروں سے نہیں نکلا کرتیں،اس میں غلط کیا ہے؟"ازکان نے ایک گہرا سانس لیا اور انکے قدرے فینسی ہیئر سٹائل کو دیکھا،اور پھر انکے چہرے کو،جو میک اپ سے لدا پڑا تھا.

"غلط آپ کا طریقہ ہے! میری بہن کو طوائف کہنے کی ہمّت مت کرنا آئندہ میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا اس معاملے میں."اسنے انگلی اٹھا کر انکے چہرے کے آگے کی تو وہ حیرت زدہ نظروں سے دیکھتی رہ گئیں،ازکان پہلے بھی ہلال کے لئے بولتا تھا مگر آج... آج تو اسنے حد ہی کر دی تھی،آج اسنے کسی کا لحاظ نہیں کیا.

"ازکان!"خالد صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے،"کس طرح بات کر رہے ہو تم اپنی ماں سے؟"

"کس سے ؟"ازکان نے آنکھیں چھوٹی کر کے خالد کو دیکھا،"کون ماں ؟"ہلال سر پیٹ کر رہ گئی.

"تمہاری ماں ہے سائقہ! تمیز سے بات کرو تم.بہت آپے سے باہر ہوتے جا رہے ہو."

ہلال نے نظریں گھما گھما کر ان سب کو دیکھا،مسلہ اسکا دوپٹہ تھا یا پھپھو کی نفرت وہ پہچان نہیں سک رہی تھی.دل اداس سا ہوتا گیا...ازکان کب تک لڑتا؟

"بابا پلیز..."ازکان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں ٹوکا،"فار گاڈز سیک!میری ماں کا نام وافیہ تھا،اور وہ مر چکی ہے...میرے لئے اس دنیا میں انکے علاوہ کوئی ماں نہیں ہو سکتی.پلیز!"

وہ ہمیشہ ایسے ہی ڈسٹرب ہو جاتا تھا اسے وافیہ سے بے حد محبت تھی،وہ کسی بڑی عورت کو بھی اماں نہیں کہا کرتا تھا...بس ماں تھی تو وافیہ!

سائقہ نے سر جھٹک کر منہ ہی موڑ لیا انہیں اس وقت ہلال سے شدید قسم کی نفرت ہوئی تھی جسکو وہ لفظوں میں تو خیر بیان نہیں کر سکتی تھیں."بس کریں خالد بھائی،آپ کے دونوں بچوں کو وافیہ سے ہی محبت ہے تو میں چلی جاتی ہوں نا پھر...میری اولاد انکی جیسی نہیں تھی

،میں نے انکو اپنے بچوں کی طرح پالا،اگر یہ پھر بھی مجھ سے نفرت ہی کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔"

خالد نے فکر مند نگاہوں سے چلتے چلتے انکے قریب ائے،"ایسا مت سوچو، کہیں نہیں جا رہی تم ...چلو بس اب چھوڑو بات کو۔"

"نہیں خالد بھائی.... عمارہ انکی جیسی نہیں ہے نہ اس لئے یہ لوگ اپنی پھپھو کو بھی پاگل سمجھتے ہیں..."

ازکان اور ہلال نے نظروں کا تبادلہ کیا اور پھر گہرا سانس لے کر رہ گئے۔ہلال بے اختیار مسکرائی تھی، پھپھو بہت ڈرامہ تھیں۔

"اونہوں!ایسا مت کہو سائقہ،بچے ہیں میں سمجھادوں گا...."

اس شام کھانا کھا کر وہ لوگ جلد گھر آگ ئے تھے، پھپھو سائقہ اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں ،اور ابا ازکان سے کچھ بات کر رہے تھے۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھی بیڈ شیٹ کے نقوش پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انگلی گھماتی رہی جب اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا ہوا تھکی تھکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسکے سامنے بیڈ پر زور سے آ گرا، ہلال نے چڑ کر اسکو دیکھا.

"افف!" ازکان کو قدرے ادھر کرنے کی ناکام کوشش میں وہ ناگوار سی ہوئی، "میں جانے سے پہلے نئی بیڈ شیٹ بچھا کر گئی تھی، ساری خراب کر دی تم نے." وہ اب غیر شناسہ سی گرد جھاڑ رہی تھی، وہ ازکان جو اب تک کمر کے بل لیٹا تھا اسکی باتوں سے غیر محسوس سا چھت کو دیکھتا غصے سے بولا، "بھائی کہا کرو مجھے! پانچ سال بڑا ہوں میں تم سے، کوئی تمیز ہی نہیں ہے تم میں."

"او کے ازکان!" وہ جھک کر اسکے منہ پر بولی تھی کہ ازکان نے چڑ کر زبان چڑھائی.

"بد تمیز لڑکی!" وہ زیر لب بولا تھا.

اب کے کچھ دیر انکے درمیان خاموشی چھائی رہی تھی، وہ منتظر تھا کہ وہ کچھ بولے گی مگر وہ خود بس کھوئی کھوئی سی بیٹھی تھی، آنکھوں کی جوت بجھی ہوئی تھی، ازکان نے محسوس کیا تھا مگر اسکے پاس کچھ تھا نہیں کہنے کو، وہ پھر بھی بول اٹھا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھپھو کی باتوں کا برا مت منایا کرو، میں ہوں نہ؟ ٹینشن کس بات کی ہے؟"وہ اپنی طرف سے اسکو تسلی دے رہا تھا، مگر اسنے بڑی ہی غیر مطمئن سی مسکراہٹ سے اسکو دیکھا.

"پتا ہے..."وہ پھر خاموش پڑ گئی تھی، اب کے انگلی بیڈ شیٹ پر بنے پھول کے گرد گھماتی وہ کہیں اور کھو گئی تھی، ایک ہی لمحے میں ازکان نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا، وہ یک ٹک اسکو دیکھے گئی،

"کیا؟"

"کیا مطلب کیا؟ تم اس قدر اداس کیوں ہوں؟"وہ اٹھ بیٹھا تھا، اسکی آنکھوں میں فکر تھی.

"نہیں بس..."اسنے نفی میں سر ہلا کر جھوٹ بولنے کی کوشش کی تھی، مگر آنکھیں ازکان سے ملیں تو دل پھٹ رہا تھا، دل بس پھٹ کر باہر آنا چاہتا تھا، وہ خود نہیں جانتی تھی اسے کیا ہوا ہے.

"مجھے امی یاد آ رہی ہیں"اسنے گھٹنے پر تھوڑی رکھتے ہوئے ازکان کو دیکھا، آنکھوں کے کناروں پر آنسو جما ہو رہے تھے، ازکان نے لب بھینچے اور اسکا گال چھوا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس امی یاد آ رہی ہیں یا کوئی اور بات بھی ہے؟"

وہ چونک کر رہ گئی،وہ کیسے جانتا تھا؟

گڑبڑا کر نفی میں سر ہلایا البتہ آنکھیں اب بھی حیرت سے کھلی تھیں، کمرہ اچانک تنگ ہو گیا تھا اور ازکان کی چبھتی ہوئی آنکھیں اسکو بے چین کر رہی تھیں،ہاتھ چھڑا کر اسنے رخ پھیر لیا،

"تمہیں تو کچھ بتانا ہی نہیں چاہیے، نہیں آتا یقین تو نہ کرو."

بیڈ کے کراؤن کے ساتھ سر ٹکائے اسنے ازکان کو دیکھا، تھوڑی اٹھی تھی.

"میں جھوٹ پر یقین نہیں کرتا اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟"وہ بھی کاندھے اچکا کر واپس لیٹ گیا. "نہیں بتانا تو مت بتاؤ، لیکن جھوٹ نہ بولو مجھے.بہت افسوس ہوتا ہے جب تمہارے سر گناہ لکھا جا رہا ہوتا ہے."

وہ.بہت سہولت سے بولتا تھا،احساس دلاتا تھا کہ اس میں جذبات نہیں مگر اس میں جذبات ہی تو تھے،ازکان بڑی پیاری چیز تھا.

"ابا کی گرل فرینڈ دیکھ کر غصہ آرہا تھا،امی انکے لئے بہت replaceable تھیں،"اسنے ٹانگ کے گرد بازو باندھ کر کہا، گردن موڑ کر قد آدم کھڑکی کی جانب دیکھا، کراچی کی روشنیاں اس میں بھری تھیں،"مجھے کبھی کبار لگتا ہے اللہ کو بس مردوں سے ہی پیار تھا،وہ جو مرضی کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح دنیا انکے لئے وضاحت نکال ہی لیتی ہے. جیسے کہ ... جیسے کہ بابا!"

ازکان نے گردن موڑ کر اسکی ہلکی بھوری آنکھوں میں دیکھا.

"بابا کرپٹ ہیں... حق مارتے ہیں،اور... گرل فرینڈز رکھتے ہیں،اور یہ سب جسٹفائڈ ہے."

ازکان اٹھ بیٹھا،"اسی کرپٹ آدمی کے گھر میں رہتی ہو تم،بابا جو مرضی کریں تم تو کھاتی پیٹی ہو نہ، فضول سوچنا آتا ہے بس تمہیں،"وہ اسکے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا،"تمہیں ہر کسی سے شکایت ہوتی ہے، کبھی تو خوش ہو جایا کرو!"اسکو اب غصّہ آرہا تھا،ہلال کو افسوس ہوا تھا.

"مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کے بابا کتنی گرل فرینڈز بناتے ہیں کیا کتنی عورتیں لاتے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہیں، بس وہ سب میری مائیں نہیں ہیں، باقی وہ جانیں اور انکا کام جانے۔" ہاتھ سے رفع دفع کرنے کا اشارہ کیا۔

"اور تم بھی دنیا کے مہروں میں سے ایک ہو.... تم نے بھی بابا کو جسٹیفائی کیا ہے!" وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی، چہرے پر برہمی تھی، ازکان مزید نہیں لڑا ایک نظر اسکو ملامت بھرے غصہ سے دیکھا، "تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا!"

"میرا کیوں کچھ نہیں ہو سکتا؟ تم لڑکے ہو نہ اس لئے تمہیں فرق نہیں پڑتا... تم لڑکے ہو اس لئے!" وہ چلائی۔

"تمہارے منہ ہی نہیں لگنا چاہیے تھا!"

وہ دروازہ زور سے مار کر چلا گیا تھا۔

اور پھر اچانک سب تحلیل ہو گیا، ازکان اسکے پہلو سے غائب ہو گیا اور زندگی ایک بار پھر ویسی ہی پھیکی سی رہ گئی وہ اکیلی صوفے پر پڑی تھی، لاؤنج کی وہ بڑی کھڑکی ختم ہو گئی اور

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھوٹے میز کے پاس آصفہ مسلسل کچھ بول بول کر ہنس رہی تھی،اسکی آنکھیں بھیگ گئیں، دل میں ازکان سے ملنے کی خواہش مزید شعلے بھڑکا رہی تھی.

"بی بی جی... آپ آج جلدی گھر آ گئیں، آپ کی تو اپائنٹمنٹ نہیں تھی؟"وہ پوچھ رہی تھی مگر پھر ہلال نے نفی میں سر ہلایا،"ہاں تھی اپائنٹمنٹ، مگر کینسل ہو گئی،ڈاکٹر شفا آج ہسپتال میں نہیں تھیں،ویسے بھی میں وہاں ایک گھنٹہ لیٹ پہنچی تھی."وہ ہنسی.

ہر گردن موڑ کر گھڑی کی جانب دیکھا،ٹک ٹک... ٹک ٹک....

یک دم اسے کسی چیز کا احساس ہوا،فون اٹھا کر اسنے گروپ چیٹ کھول لی. سب ایکٹو تھے.

وہ مسکرادی تھی.

کوٹ اٹھایا اور ساتھ ہی رکھا دوپٹہ کاندھے پر ڈال کر وہ عقبی دروازے کی طرف جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی.

ہلکی ہلکی سرد ہوا فضا میں اپنے نقوش چھوڑتی جا رہی تھی.

ایسے میں اندھیر راہداری کے آخری حصے میں کھڑا وہ باہر صحن میں نکل آیا تھا،ارد گرد بنبناہٹ تھی، معمول تھا.

سردی کے باوجود پیشانی پر سے پسینہ ٹپ ٹپ کرتا گر رہا تھا. صحن میں سے ہوتے ہوئے وہ عقبی دیوار پر چڑھا جو تھانہ جمشید کوارٹر میں کب سے مرمت کے لئے تیار کھڑی تھی.

اندھیرے میں ایک کپکپاتا لرزتا ہاتھ اسنے اینٹ کے اوپر رکھا اور ٹانگ جو اب بیٹھ بیٹھ کے شل ماؤف محسوس ہو رہی تھی، آہستگی سے دوسری اینٹ پر رکھ ڈالی،وجود خوف میں ڈوبا تھا،ایک ہی دفع ہمّت باندھ کر اسنے زور لگایا اور دیوار کے اوپر چڑھ گیا اور ایک بار پھر سانس روک کر وہ دیوار ٹاپ کر دوسری جانب موجود جاڑے کے خالی بنجر پلاٹ میں آ گرا.

ہاتھ آہستگی سے زمین پر رکھے، گہرا سانس لے کر وہ ارد گرد دیکھنے لگا. اسے اب تک سانس لینا یاد ہی نہیں آیا.

بے چین نگاہیں جو پل پل کو ارد گرد دیکھ کر جائزہ لیتی تھیں،شام گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی مگر رش ایسا تھا کہ وہ کہیں بھی زم ہو جاتا، کہیں بھی گھل مل جاتا.

سٹریٹ لائٹ کے پول کے نیچے نگاہیں اٹھیں تو خوبصورت نیلی آنکھیں جگمگا اٹھی تھیں،بالوں میں ایک ایک مرتبہ ہاتھ پھیر کر وہ ایک طرف ہو لیا اور دور جانے کے لئے چل دیا تھا.

وہ اب آزاد تھا،جیب میں مضبوطی سے اشراقت کی تصویر تھامے وہ قدم قدم چلتا جا رہا تھا.

سانس اب بھی گنی چنی تھیں جو وہ لے سکا تھا،وقتاً فوقتاً مڑ مڑ کر دیکھتا اور پھر اپنی چاپ اور تیز کر لیتا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ جانتا تھا کچھ ہی لمحوں میں پورا تھانہ گونج اٹھے گا. مگر وہ اب اسے کبھی تلاش نہیں کر سکیں گے. عرصے کی جیل اب ختم. وہ یہاں سے جا رہا تھا. اسے بہت سے کام تھے. سر جھکائے وہ قدرے گھبرائی ہوئی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لے رہا تھا،سب کچھ بدل گیا تھا. مگر وہ تھا جو ادھورا رہ گیا تھا. پلکیں گرا کر وہ جھکا ہوا سر لئے کراچی کے بے لگام رش میں بہت

آہستگی سے گم ہو گیا. چند ہی لمحوں میں دیکھنے والی آنکھ اس نیلی آنکھوں والے کو ڈھنڈنے میں بے بس ہو گئی.

"میں آرہا ہوں ہلال خالد. تم ایک ایک چیز کا حساب دو گی..."

"تم حدید مومن کا حساب دو گی!"

کیلنڈر پر ایک اور نشان لگا کر وہ دن ڈھلے وہ تقریباً آٹھ بجے اناشہ فاطمہ کے لاؤنج میں کھڑی محبت سے زرش کو دیکھ رہی تھی. اناشہ تو اسکی آمد پر پھولے نہیں سما رہی تھی.

وقتاً فوقتاً اسکے بال چھو کر اناشہ کو دیکھتی جو اس سے کچھ کہہ رہی تھی (زرش کی برائیاں ہی تھیں). مگر وہ ہونٹ گول کر کے اسکو بے حد ستائش سے دیکھ لیتی تھی.

"بے حد بد تمیز لڑکی بن گئی ہے یہ!" اناشہ نے پکوڑوں کو تلتے ہوے کہا، تیل کی چھینٹیں اڑ اڑ کر اچانک باہر آئیں، اسے مصروف دیکھ کر ہلال انیس سالہ زرش کو لئے صوفے پر بیٹھی.

سرمئی رنگ میں وہ خوبصورت اور سادہ سی لگ رہی تھی، ہونٹوں پر ہلکی سی لپسٹک اور بال کھلے چھوڑے وہ آنکھوں میں کاجل لگائے تھی.

"آپ سال بعد آئی ہیں اور آج بھی ویسی ہی ہیں، خوبصورت." زرش نے دھیمی سی آواز میں کہا تو وہ ذرا سا شرما گئی. گردن موڑ کر اوپن کچن میں کھڑی اناشہ کو دیکھا اور پھر واپس اسکو،

"کیا واقعی؟" اسے تو جیسے یقین ہی نہیں آیا. وہ ہنسی بھی تھی.

"ہاں! لیکن آپ تو گھر ہی نہیں آتیں اب... بس ہسپتال سے اناشہ باجی کے ہاتھ سلام بھجوا دیتی ہیں یہ بھی بھلا کوئی بات ہوئی؟" وہ شکایت کرتی بولی تھی، ہلال نے اسکے سر پر ہاتھ سہلایا، وہ اسے کیا بتاتی... اسکے پاس بتانے کو کچھ نہیں تھا. اسکے پاس کہنے کو بھی کچھ نہیں تھا. وہ زرش کو کچھ نہیں بتا سکتی تھی، گہرا سانس لے کر مسکرائی.

"میں مصروف ہوتی ہوں، مگر دیکھو آج میں تم سے ملنے آئی ہوں!" اسنے اسکا گال چھوا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور میں کوشش کروں گی کہ ہم ملتے رہیں۔" زرش کی مخمل آنکھوں میں نمی سی اتری، ہلال جانتی تھی کہ وہ اسکو بہت پسند کرتی تھی۔

"زرش! تم نے اپنا بستر سمیٹا؟" اچانک کچن سے آواز آئی تو ہلال اور زرش قدرے اکتا کر ہنسی تھیں، "تمہیں پتہ بھی ہے آج امی ابو آرہے ہیں، جاؤ جا کر بستر ٹھیک کرو۔"

پیر پٹختی وہ دوسری جانب چل دی، ہلال مسکراتی ہوئی اٹھی اور کاؤنٹر کے پاس آکر کھڑی ہو گئی، "کیا تم بچی کو ہر وقت ستاتی رہتی ہو اناشہ۔"

چولہے کی آنچ ہلکی کر کے وہ کاؤنٹر کے پاس آئی اور کٹنگ بورڈ پر رکھے آدھے کٹے سیب کو کاٹنے لگی، اور ساتھ پڑے ڈونگے میں ڈال رہی تھی، وہ فروٹ چاٹ بنا رہی تھی۔

"وہ تنگ ہی اتنا کرتی ہے، چھوڑو اسے، یہ بتاؤ از کان کا کیا بنا؟"

ہلال دھیما سا مسکرائی، بول میں گرتے سیب کو دیکھتی رہی، پیچھے تیل کا شور آرہا تھا، وہ دونوں اس سے بے نیاز سی کھڑی تھیں، "کیا بننا تھا؟ اس بار بھی نہیں آیا وہ ملنے... اور ابا اب مجھ سے کرایہ لیتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کٹنگ بورڈ پر چلتے ہاتھ اچانک رکے، آہستگی سے اناشہ نے گردن اٹھا کر بے یقینی سے ہلال کو دیکھا، جو کہ غیر محسوس سی کھڑی فروٹ چاٹ کے شیشے کے بول پر انگلی پھیرتی اسکے عکس کے ساتھ کھیل رہی تھی.

"کون کرایہ لیتے ہیں؟" اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے.

"ابا" اسنے کاندھے اچکا کر کہا.

اناشہ نے اس سے نظریں نہیں ہٹائیں، وہ بے یقین تھی.

"یقیناً زیبہ نے خالد صاحب کو اکسایا ہو گا!" وہ اب شدید غصے میں آ گئی تھی، دانت پیستی وہ دوبارہ سے فروٹس کاٹنے میں مصروف ہو گئی. کاؤنٹر پر کھڑی وہ تمسخرانہ انداز میں ہنس دی،

"میں بھی یہی سمجھتی تھی کہ میرا اور ابا کا یہ بچا کچا رشتہ زیبہ نے خراب کیا ہے، مگر اسنے ایسا کچھ نہیں کیا. وہ تو بس ابا کی بیوی ہے."

"گرل فرینڈ!"

اناشہ نے ٹوکا. ہلال اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی. "اگر ابا مجھ سے رشتہ رکھنا چاہتے ہوتے تو... ایک باپ کے دل میں ذرا سا بھی خیال نہ گزرتا ایسی بات کا، ہم انہی چیزوں سے اکسائے جاتے ہیں جو دل ہی دل میں ہم خود بھی کرنا چاہتے ہوتے ہیں." وہ کاندھے اچکا کر سیدھی ہوئی،

"ایٹس دیٹ سمپل!" اناشہ نے سر نہیں اٹھایا، یہ تو طے تھا کہ اناشہ کو زیبہ سے تاعمر نفرت رہے گی.

"تم ہر چیز کو سمپل بنا کر ہر چیز سے نظریں کیوں چرا لیتی ہو ہلال؟ یہ سب سمپل نہیں ہے ... یہ سب بہت ابنورمل ہے! تمہارا اپنے باپ سے رشتہ خراب ہو رہا ہے اور تم کہتی ہو کہ ایٹس اوکے؟ ایٹس سمپل؟ پلیز ہلال...."

"میں ان چیزوں کو سر پہ سوار نہیں کرنا چاہتی..." ہلال نے اس سے کہا. "میں اب اپنی پروفائل پر کام کر رہی ہوں، ایک سوشل مینٹل ہیلتھ ایونٹ رکھنے کا سوچ رہی ہوں، اس

ایونٹ سے میری پروفائل پر کافی اچھا اثر پڑے گا،اور پھر صدیق صاحب کی ریٹائرمنٹ میں سات ماہ باقی ہیں،اسکے بعد ہو سکتا ہے مجھے ڈائریکٹر کی پوسٹ مل جائے.

پھر تم دیکھنا اناشہ!"ہلال بڑے ناز سے بول رہی تھی." تختی پر میڈیکل ڈائریکٹر ہلال خالد لکھا ہو گا!"

"ضرور ضرور!پہلے تم داؤد کے وارڈ سے سانیا کو تو شفٹ کر دو،نہیں تو راتوں رات ہادی اسکو مار ڈالے گی"

وہ دونوں پل بھر میں قہقہے لگا کر ہنسنے لگی تھیں.

تقریباً آدھ گھنٹے بعد داؤد اور ہادیل بھی وہاں موجود نظر آئے،گھر میں اچانک ہی رونک لگ گئی تھی،زرش کو گلے لگائے ہادیل ہنستی ہوئی ہلال سے مل رہی تھی،جبکہ داؤد کیک کے ڈبے کاؤنٹر پر رکھ رہا تھا،اور اسی کے اوپر دہی کا شاپر رکھا تھا.

"اگر تم دہی نا لاتے تو تمہیں میں گھر سے نکال دیتی داؤد."اناشہ نے خوشی کا اظہار ایسے ہی کرنا پسند کیا.

سب بہت اچھا تھا۔

پھر جیسے کیک کو دیکھ کر اسنے کہا،"اسکی کیا ضرورت تھی؟"اناشہ نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تھا داؤد سر جھٹک کر ہنسا،"تمہیں کس نے کہا ہے یہ سب تمہارے لئے ہے؟"دعوت ہو یا ہسپتال وہ داؤد ہی تھا۔

"یہ سب تو میری زرش کے لئے ہے"ہلال بے اختیار ہنسی تھی،وہ قابو نہیں کر سکی۔

اناشہ منہ بنائے اسکو گھور رہی تھی اور زرش کھل کر مسکرائی۔"سچ میں؟"وہ آگے آئی۔

"ہاں تو اور کیا؟اناشہ بیٹھا نہیں کھانے دیتی نا؟بس یہ سارا کیک تمہارے لئے ہے۔"

ہادیل نے اسکا سر چومتے ہوئے کہا،زرش نے شکر گزار نظروں سے داؤد کو دیکھا جسنے سر کے خم سے جواب دیا تھا،اور پھر ہلال کی طرف مڑا،

"کیسی ہو؟"وہ ہمیشہ ایسے ہی پوچھتا تھا۔ہلال مسکرا دی۔

عین کھانے کے بعد وہ لوگ برتن اٹھا اٹھا کر سمیٹ رہے تھے،اناشہ نے ہادیل کو برتن دھونے سے منع کر دیا تھا جس پر داؤد نے تبصرہ کیا،" گھر میں تو مجھ سے دھلواتی ہو یہاں بہت دل کر رہا ہے ؟"اسکے جواب میں سزاِ موت سنا کر وہ اب چائے کے برتن کے آگے کھڑی تینوں لڑکیاں ہنس ہنس کر صوفے پر بیٹھے داؤد کو دیکھ رہی تھیں جو نیم دراز سی زرش سے کچھ دور ہی بیٹھا تھا.

اسکا موڈ خراب تھا مگر داؤد کے خراب موڈ کو یہاں گھاس بھی نہیں ڈالی جاتی تھی،ایسے میں چائے جب تیار ہو گئی تھی تو ٹرے میں رکھے.اناشہ نے کافی کی ٹیبل پر ٹرے رکھی زرش کو نیم دراز سا پایا تو اسکو بیڈ روم میں جانے کا کہہ کر خود اسکی جگہ پر پیر اوپر کیے بیٹھ گئی تھی،ہاتھ میں چائے کا مگ تھا اور اب کہ اسنے شال کاندھوں کے گرد ڈال رکھی تھی،نومبر کی راتیں سرد تھیں.

ہلال نے فون پرے ڈالا اور وہ بھی مقابل صوفے پر چائے کا کپ ہاتھ میں رکھ کر بیٹھی مسکرا رہی تھی،ہادیل داؤد کے ساتھ بیٹھی اپنے فون پر انگلی پھیرتی کچھ ڈھونڈ رہی تھی،

"چائے تو بہت اچھی بنی ہے اناشہ!"ہلال نے گھونٹ بھرتے محظوظ ہوتے کہا،چائے واقعی کڑک تھی.

اناشہ نے ماتھے پر ہاتھ لے جا کر تعریف وصول کی جب ہادیل کو اپنے فون پر وہ چیز مل گئی، "یہ دیکھو!"اسنے فون ہلال کی جانب بڑھا کر کہا،"...یہ جوڑا میں سسرال پہن کر گئی تھی کل،اچھا ہے نا؟"

ہلال نے گھونٹ بھرتے آگے ہو کر فون تھام لیا تھا،چہرے پر ایک خوشگوار سی حیرت ابھری،"اوہ یہ تو بہت خوبصورت ہے!"

"ہے نا؟"ہادیل نے تائیدی انداز میں سر ہلاتے کہا،اب کہ ہلال نے فون آگے اناشہ کو تھما دیا،

"میں نے سوچا تم لوگوں کو بھی دکھادوں،پسند آئے تو بتانا عید پر میچنگ کر کے پہن لیں گے کیا خیال ہے؟"وہ مسکرائی.ہلال اسکو ستائش سے دیکھ کر ہنسی،"اچھا خیال ہے،لیکن یہ رنگ مجھے سوٹ نہیں کرتا."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو کوئی بات نہیں، ریڈ میں دیکھ لیں گے، ریڈ بھی پیارا لگے گا۔" اناشہ نے فون واپس ہلال کو دیا اور ہلال نے ہادیل کو ایسے میں داؤد اکتا گیا، ناک چڑھا کر اسنے ہادیل کا فون اس سے پہلے تھام لیا،

"یار میرے مطلب کی بات کرو کوئی، کیا تم لوگ کپڑے کی باتیں شروع ہو گئے ہو؟" اسنے قہر آلود نظروں سے ہادی کو دیکھا تو اسنے بھی واپس ویسی ہی غیض و غضبناک نگاہوں سے اسکو گھورا وہ رخ پھیر گیا۔

"ہم اب بزنس کی باتیں چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑ کر نہیں کر سکتے، تمہیں بہت بری لگ رہی ہیں باتیں تو جاؤ سانیا سے باتیں کر لو، وہ تمہارے مطلب کی باتیں کرتی ہو گی۔" ہادی نے اس سے فون چھینتے ہوئے کہا۔ داؤد منہ بسورتا رہ گیا۔

ہلال اور آناسر پیچھے پھینک کر ہنسی تھیں۔ "او ہو داؤد!" اناشہ لب سکیڑ کر اسکو طنزیہ افسوس سے دیکھنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کم آن ہادی، گھر بٹھالو مجھے،جاب کرواؤ گی اتنے حسین شوہر سے تو لڑکیاں تو دیکھیں گی نا؟"

اسنے بے حد سنجیدگی سے کہا. ایک تیز خون آلود نگاہ ہادی نے داؤد پر ڈالی.

"وہ لڑکی صرف دیکھ نہیں رہی تھی تمہیں باتیں کر رہی تھی تم سے!"وہ کاٹ کر بولی."ہالی، سانیا کا وارڈ چینج کر دو."

ہلال جو گھونٹ بھرتی تماشائی بنی تھی اچانک اپنے آپ کو گراؤنڈ میں پا کر گڑبڑا گئی.

"آئیڈیا اچھا ہے."اناشہ نے داد دی.

"میں ایسے ہی کسی کی duties چھیڑ چھاڑ تھوڑی کر سکتی ہوں،ہادی."ہادی نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا.

"ہاں البتہ میں داؤد کی پوزیشن چینج کر سکتی ہوں..."اسنے انگلی کے اشارے سے داؤد کو دیکھا .ہادیل مسکرائی.

"کل سے تم جھاڑو لگانا."

اناشہ کے حلق سے قہقہہ ٹوٹ پڑا،ہادی پہلے تو چونکی پھر ہنسی دبالی اور داؤد کا تو رنگ ہی تذلیل سے اڑ گیا تھا.

"کیوں بھئی؟"

"تمہارے وارڈ میں سے سمیر آج صبح درخت کے پاس بیٹھا تھا،غلام بخت بھی نکما ہے،اور نہال جو کہ خاص تمہاری نگرانی میں،میں خود دے کر گئی تھی اسکا بھی ایک دانت ٹوٹا ہوا تھا."وہ سنجیدگی سے بولی تو داؤد مسکرایا،فون اٹھایا اور اس میں مگن ہو گیا.ڈانٹ سے بہتر بندا فون دیکھ لے.

"میں کل از کان کی طرف جا رہی ہوں."ہلال نے کپ لبوں سے لگا کر سادگی سے کہا تو اچانک کمرے کے ماحول الٹ کر تبدیل ہو گیا.داؤد اپنا فون بھول کر یک ٹک ہلال کے چہرے کو تک رہا تھا.اور اناشہ کے تو لب ہی ڈھیلے پڑ گئے تھے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب؟" صرف ہادی تھی جسکا حلق ویسا ہی تھا، جو اس اچانک کی گئی بات پر کچھ بول سکی تھی. داؤد کی نگاہیں ویسی ہی ہلال پر جمی تھیں، اور اناشہ کا بھاپ اڑاتا کپ اب گود میں رکھا تھا.

"کراچی میں میرا گھر ہے، میں کراچی سے آئی ہوں، ایک بار واپس جا کر ازکان سے ملنا چاہتی ہوں." اسنے پھر سے ویسی ہی ٹون میں کہا تو ہادیل کی آنکھوں میں فکرمندی تھی، جبکہ اناشہ ویسی ہی خاموش تھی، "میری زندگی میں اکلوتا رشتہ بچا ہے، اور وہ ازکان ہے. میں اسکو مس کرتی ہوں، اور کل اسکی سالگرہ ہے. میں کل کراچی کے لئے نکل جاؤں گی."

ہادیل گہرا سانس لے کر آگے ہوئی، "ازکان تمہارا بھائی ہے، وہی بھائی جو تمہیں کافی عرصہ پہلے چھوڑ کر چلا گیا تھا. تم اس بھائی کے پیچھے جاؤ گی کل؟" ہلال کے دل کو چوٹ لگی تھی، ایک زخمی نگاہ اسنے ہادی پر ڈالی، جو ویسی ہی آنکھوں سے اسکو تک رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہن بھائیوں میں اختلافات ہوتے رہتے ہیں، مگر اختلافات کا مطلب رشتہ توڑنا نہیں ہونا چاہیے۔" اسنے کاندھے اچکا کر اب اپنے کپ میں آدھے قد تک بھری چائے کو دیکھا، تھوک نگل کر آنکھیں اٹھائیں، "ایک آخری بار کوشش کرنا چاہتی ہوں"

داؤد لبوں پر مٹھی رکھے، کہنی صوفے کے ہتھ پر جمائے رخ موڑے خاموش کن سا سن رہا تھا۔

اناشہ البتہ ویسی ہی خاموش تھی۔

ماحول میں عجیب سی بے چینی تھی، کہنے کو بہت تھا کہنے کی ہمت کوئی نہیں تھی۔

"جانتے ہو قرآن کا ایک لفظی خلاصہ کیا ہے؟"

سب نے ایک بار پھر نظریں جھکا لیں، وہ بول رہی تھی اور وہ سننا چاہتے تھے۔

"وَلْيَتَلَطَّفْ" وہ پر اعتمادی سے بولی تھی، "نرمی سے بات کرو!"

"کوہ طور پر جب اللہ نے حضرت موسیٰ سے بات کر رہے تھے فرعون کی، اس وقت اور آنے والے وقت کا سب سے متکبر آدمی، سب سے بڑا خدائی کا دعویٰ کرنے والا، کیا تم اسکے

گناہ کا اندازہ لگا سکتے ہو؟" نہیں نہ میں نہ تم، ہم اسکے گناہ کا اندازہ نہیں لگا سکتے." وہ لمحے بھر کو رکی، ہاتھوں کی انگلیاں مسلسل رگڑتی رہی. "مگر جب اللہ نے حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس جانے کو کہا تو ایک ہی بات کہی. نرمی سے بات کرو... نرمی سے بات کرو..." ہلال کو لگا تھا اسکے الفاظ کی مشک سارے میں پھیل گئی ہے. "...وَلْيَتَلَطَّفْ...وَلْيَتَلَطَّفْ"

"حضرت موسیٰ، ہر عام بشر کی طرح حیران رہ گئے تھے. کہ کیوں اللہ؟ وہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا... تیری برابری کرنی چاہی اس سے نرمی سے بات کیونکر کی جائے؟ وہ حیران بھی تھے اور قدرے مغموم بھی."

داؤد نے پہلی بار سر اٹھا کر ہلال کی شکل کو دیکھا. ہلال اسکو نہیں دیکھ رہی تھی، وہ اپنی دھن میں بول رہی تھی، وہ کہیں دور تھی کسی اور جہاں میں جہاں داؤد جمیل نہیں جا سکتا تھا.

"مگر اللہ نے فرمایا کے نرمی سے بات کرنا یا موسیٰ... شاید... اسکا دل پلٹ آئے!"

پھر اچانک ہلال نے آنکھیں جھکا کر داؤد کی آنکھوں سے ملائیں، وہ کرنٹ کھا کر رہ گیا،

"وَلْيَتَلَطَّفْ!"وہ پھر بولی تھی،"میں نرمی سے بات کروں گی کیوں کہ...شاید...وہ سمجھ جائے،شاید اسکا دل پلٹ آئے"

اور پھر اذان کی صدا بلند ہوئی.انکے درمیان خاموشی پھیلتی گئی،سب کچھ خاموشی میں تبدیل ہو گیا تھا،ہلال کو لگا تھا اسکے ارد گرد پھولوں کا باغ بن گیا ہے اور وہ اس میں سکون سے بیٹھی ہے.اذان بلند تھی،اور وہ کسی سحر کے زیرِ اثر.

ہادیل کچھ کہنے کے لئے آگے ہوئی،یوں لگتا تھا وہ نرمی سے کچھ سمجھانا چاہتی تھی اب.

"فرعون نہیں مانا تھا."داؤد نے اچانک ایک ہی سانس میں کہا،تو ہلال کے گرد شیشے ٹوٹ گئے تھے،وہ دم سادھے بیٹھی اسکو دیکھتی رہ گئی،"فرعون نرمی سے بھی نہیں مانتے."

اناشہ نے ٹھنڈی چائے چائے کی ٹیبل پر رکھ دی تھی.ہادیل جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی، ماحول میں تنگی سی تنگی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھت کی اونچائی پر ٹوسٹ لائٹ بے نیاز سی رقصاں تھی،اس میں سے نکلتی روشنی قمقموں کی مانند سارے ہال میں پھیلی رکھی تھیں، جیسے چمکیلے پتھر ارد گرد بکھرے رکھے ہوں.

انہی میں سے ایک بتی کو مسکرا کر دیکھتی زیبہ ایک بہت بڑے ہجوم کے درمیان کھڑی تھی، ایک ہاتھ میں مارگریٹا کا کٹیل پکڑ رکھی تھی،اور دوسرا ہاتھ خالد کی کہنی کو تھامے تھا.

پتلے نازک گلاس کے کنارے پر لائم کے ٹکڑے سے گرنشنگ کی گئی تھی،مارگریٹا کا کٹیل کی سطح پر برف کے گولے تیر رہے تھے جن کے اوپر ہی ہلکی ہلکی سپائس کو سپرنکل کیا گیا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہال میں میوزک دلوں کو دھڑکا رہا تھا،لہریں اٹھ اٹھ کے سینے میں سما جاتی تھیں،ایسے میں مسکراتی زیبہ نے ایک ہاتھ بلند کر کے مارگریٹا کا کٹیل کا چھوٹا سا سپ لے کر اسے مزید سر کے اوپر بلند کیا،خالد کی کہنی تھامے وہ بہت خوش لگ رہی تھی، آہستہ آہستہ جھومتی وہ اس موقعے کو انجوائے کر رہی تھی.

سرخ باڈی کون ڈریس اسکی جسامت کو دہکا رہا تھا. مسکراتی مغرور نگاہیں اس مجمے میں ڈالی جہاں اس جیسی ہی بہت سی خواتین مردوں کے ساتھ گھلی ملی کھڑی تھیں، کچھ انکے بازوؤں کے ساتھ لگی تھیں کچھ مقابل کھڑی تھیں،

ماحول میں شیشے کے کلنک کرنے کی آوازیں گونج رہی تھیں.cheers

اسکے باڈی کون کے پتھر ٹوسٹ لائٹس میں جگمگا رہے تھے، ایسے میں زیبہ کفیل کو اپنا وجود سب سے منفرد لگا تھا، کاندھے پر YSL کا پرس لٹکائے وہ پیروں میں ریڈ باٹمز کو ڈانس فلور پر دھپ دھپ مارتی جھوم رہی تھی، وقفے وقفے سے گلاس ہوا میں بلند کر کے ارد گرد کھڑی خواتین کے ساتھ اسکو کھنکھا کر لبوں سے لگا لیتی تھی.

وہ مسکراتی ہوئی ارد گرد دیکھ رہی تھی. اسے خیر یہ ماحول پسند تھا، اونچے اٹھے گلاس اور آہستگی سے جھومتے لوگ. یہ زیبہ کفیل کا پسندیدہ ماحول تھا. اسے یوں جھومنا پسند تھا.

امیروں والی پارٹیز!

خالد بھی ہاتھ میں گلاس لئے کھڑے تھے وہ زیبہ طرح الکوحلک ڈرنکس نہیں پی رہے تھے انکے ہاتھ میں سرخ گریپ جوس تھا. وجود زیبہ کے ہلکے ہلکے جھومنے کی وجہ سے تھوڑا بہت ہلتا محسوس ہوتا تھا،ورنہ وہ بالکل ساکت تھے.

مگر وہ باقی مردوں اور عورتوں کے مقابل کافی چوکنا تھے انکی نظریں سامنے کھڑے دراز قد آدمی کی پشت پر جمی تھیں.

برابر کھڑی زیبہ نے جب ارد گرد موجود خواتین کے جوتے کپڑے اور کلچز دیکھے تو اسے اپنا YSL کا پرس اور ریڈ باٹمز اچانک ہی برے لگنے لگے،سستے اور چیپ!

موسیقی اب بھی دلوں کو دھڑکا رہی تھی. لہر در لہر اٹھ اٹھ کر سینوں میں سماتی جا رہی تھی.

زیبہ نے گھونٹ بھر کر خالد کو مخاطب کیا. نظریں وہیں تھیں جہاں خالد دیکھ رہے تھے.

"یہ ازکان ہے نا؟" ابرو اچکی تھی. خالد نے ایک نگاہ اس عورت کو دیکھا اور پھر سر اثبات میں ہلا دیا.

"ہوں." آواز مدھم تھی، ان سے کچھ ہی فاصلے پر ڈارک چاکلیٹ فاؤنٹین کی زنگ زنگ نے سب کچھ مدھم کر رکھا تھا.

زیبہ نے بغور سامنے کھڑے آدمی کو پشت کو دیکھا، چوڑا اور سلیکے سے سیٹ بالوں والا یہ نوجوان اپنے آپ میں ہی بے حد پر کشش تھا. خواتین کے ہجوم میں کھڑا وہ ان سے ہنس ہنس کر بات کر رہا تھا، قہقہہ ایسا تھا کہ کوئی بھی مرعوب

ہو جائے. آنکھیں چھوٹی کر کے وہ اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ منظر میں اس آدمی کی پشت سے ایک ویٹر ہاتھ میں ایک بہت بڑی ٹرے شراب کے گلاسوں کی اٹھائے گزرا.

زیبہ کا دھیان بھٹک کر واپس خالد کی طرف ہوا.

"ازکان... کو کیا اتنا ہی پسند کرتے ہیں لوگ؟" زیبہ نے مشکوک نظروں سے خالد کی سائیڈ پروفائل کو دیکھا، وہ اب بھی بغور بیٹے کی پشت کو تکے جا رہے تھے، زیبہ کے سوال پر ٹھٹھک کر اسکی طرف دیکھا اور پھر سر ہلا دیا.

"ہاں... خوش شکل کامیاب مرد ہے. بزنس میگزین میں کوئی ایک میگزین نہیں جہاں اس کی تصویر نہ ہو، خواتین ہوں یا مرد ہر کوئی اسکے ارد گرد مکھیوں کی طرح گھومتا ہے، موقعے کی تلاش میں. بزنس کی دنیا کا سلطان ازکان خالد."

زیبہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی تھی. ہاں وہ اکثر میگزین میں اسکی تصویریں دیکھتی تھی. مگر وہ کبھی ہیڈ لائن نہیں پڑھ پائی،

اسکی سبز آنکھیں زیبہ کو منجمد کر کے رکھ دیا کرتی تھیں... خالد کی دونوں اولادوں میں خالد کی اولاد ہونے کا ثبوت تھا.

اسے یہ بات تنگ کرتی تھی، ازکان کے نقوش خالد جیسے تھے، مردانہ بھاری اور پر کشش، مگر آنکھیں...

اف خدایا یہ آنکھیں! یہ آنکھیں وافیہ نورہ کی تھیں...

سر جھٹک کر اسنے سوچ کا بلبلہ پھوڑا، "تو یہ یہاں کیوں نہیں آیا ابھی تک؟ آپ سے نہیں ملے گا آپ کا بیٹا؟" یہ طنز تھا وہ جانتے تھے. یہ طنز تھا وہ جانتی تھی انہیں طنز نہیں پسند.

ایک ہی لمحے میں زیبہ کا بازو مضبوطی سے دبا کر انہوں نے تند ہی سے آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈالیں تو وہ تکلیف میں کاکٹیل ہاتھ سے چھوڑ گئی تھی... "اہ.... "اسے واقعی بہت تکلیف ہوئی تھی.

نازک سا کانچ کا گلاس زمین سے لگتے ہی چھناکے سے ٹوٹ گیا مگر ساؤنڈ سسٹم کی وجہ سے نہ کسی نے غور کیا نہ پلٹ کر دیکھا. وہ اپنی جگہ پر جمی بازو کی تکلیف برداشت کرتی رہی، وہ ضبط کر رہی تھی.

"خ... خا... خالد.... "اسنے بازو دور کرنا چاہا مگر انکی مضبوط گرفت مزید تنگ ہو گئی.

"آئی ایم سوری...!"

انگلیوں کا تنگ گھیرا کھل گیا تھا. "آئندہ... میرے بیٹے کے بارے میں کچھ نہیں کہو گی تم. تمہارا کوئی تعلق نہیں اس سے. "یہ کہ کر وہ اسے ہلکا سا دھکا دے کر آگے نکل گئے تھے، جھومتے گاتے لوگوں پر پڑتی سرخ نیلی لائٹوں کا رقص اب بھی ویسا تھا، مگر کاکٹیل کے اثر نے اسکی بنائی دھندلی کر دی تھی، بازو مسلتی وہ تکلیف سے خالد کی پشت دیکھ رہی تھی. "اچھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوا تم مر گئی وافیہ...!"اسنے زیرِ لب لعنت ملامت کی،"مگر تمہارا بھوت... تمہارے یہ جنّات جو تم میرے سر چھوڑ گئی ہو....ازکان اور ہلال...میں...میں انہیں بھی ختم کر دوں گی،خالد صرف میرا ہے...!"

مارگریٹا کا کٹیل اسکی ریڈ باٹم ہیل کے پاس پھیلتی گئی. کانچ سے بے نیاز لوگ اسکے اوپر سے گزرتے رہے اور وہ اپنے بازو پر نیٹ کے گلوز والا ہاتھ رکھے تھی.

ایک ازکان تھا جو بزنس کی دنیا کا سلطان بنا پھرتا تھا اپنی تصاویر ہر جگہ لگوالیتا تھا اور ایک یہ ہلال تھی جو نفسیات کی دنیا کی ملکہ تھی،ہر دوسرے دن اسکی شکل اپنے گھر میں دیکھ کر وہ تانگ آچکی تھی. وافیہ نورہ مر کر بھی نہیں مرتی تھی!

تکلیف سے اسنے ایک بار پھر سانس دبائی...وہ حسرت سے خالد کی دور جاتی پشت کو دیکھ رہی تھی کہ اسنے دیکھا وہ آدھے راستے میں ہی رک گئے ہیں.

تن فن سا تاثر لئے وہ ازکان کی طرف جا رہے تھے. ہجوم میں سے راستہ بناتے وہ خواتین اور مردوں کو دھکے مارتے ہوئے گزر رہے تھے. اطراف میں پڑے ٹیبلز پر سوٹڈ بوٹڈ مرد بیٹھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تاش کے پتے اڑا اڑا کر ہنس رہے تھے، ٹیبلز پر شراب کے نازک گلاس اور ڈارک چاکلیٹ کی پلیٹس رکھی تھیں، اور اسی سب کے درمیان کیسینو کی بساط بیٹھی تھی.

وہ دور سے اسکے وجود سے اٹھتے پر کشش سے احساس کو محسوس کر سکتے تھے، ازکان میں کچھ تھا جو ہر مرد و عورت کو اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا تھا. وہ مردوں اور عورتوں سے بے نیاز اسی طرف جا رہے تھے.

ایسے میں وہ ادھر جا رہے تھے کہ کسی نے نرمی سے انکے بازو پر ہاتھ رکھا. خالد نے رک کر اسکی طرف دیکھا، وہ لمس کامران مومن کا تھا. گھبرائی ہوئی صورت اور پسینے سے بھری آنکھیں، "کیا ہوا مومن صاحب؟" پھر ایک نظر بیٹے کی جانب دیکھا تو اسکی پشت کے آگے کچھ لوگ کھڑے تھے وہ ازکان کو نہیں دیکھ پا رہے تھے.

"عزیر..." چہرہ موڑا، خالد کے جبڑے تن گئے. وہ متوجہ تھے، ازکان اب انکے خیالت سے تحلیل ہو چکا تھا،

"عزیر بھاگ گیا ہے!وہ جیل سے فرار ہو گیا ہے۔"انہوں نے خالد کا بازو تھام کر کچھ کہا کہ خالد کا پارہ اب آسمان کو چھو رہا تھا۔"وہ زیادہ دور نہیں گیا ہو گا مگر وہ فرار ہو گیا ہے۔یہ ہمارے لئے بہت بڑا مسلہ ہے۔۔۔"

ازکان کے پیچھے سے لوگ ہٹے تو خالد کی تیش میں لپٹی آنکھیں ازکان کی پشت پر جمی تھیں۔

"دیٹ فلتھی بوائے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس صبح وہ وائٹ کوٹ تہ کر کے الماری میں رکھ رہی تھی۔آصفہ اسکے کمرے میں جھاڑو لگاتی کنکھیوں سے وقتاً فوقتاً محتاط نظروں سے اسکا جائزہ لے لیتی تھی۔وہ جانتی تھی وہ اسے دیکھ رہی تھی مگر اس سے بے نیاز سی وہ الماری میں کپڑے درست کرتی رہی۔

مگر اسے احساس تھا کہ وہ کس شدّت سے کانپ رہی ہے، آواز بھی شاید لرزش کا شکار ہو۔ ماتھے پر سے پسینہ صاف کر کے اسنے الماری کے پٹ بند کر دیے۔

"بی بی جی... آپ نے آج ہسپتال نہیں جانا؟" اسنے پوچھا تو ہلال نے ایک عجیب سی نگاہ اس پر ڈالی وہ دبک کر واپس جھاڑو لگانے میں مصروف ہو گئی، "ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" وہ بڑی سختی سے بولی تھی تو آصفہ بڑبڑا کر رہ گئی، "اور اپنی مالکن زیبہ سے بھی کہ دینا کہ تمہیں یہاں بھیج کر جاسوسیاں مت کروایا کرے۔"

"ایسی بھی بات نہیں ہے بی بی۔" وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی تھی، اسکو اپنی چوری پکڑے جانے کا بہت غصہ تھا۔ ہلال نے گہرا سانس لے کر اسکو نظر انداز کر دیا۔

سائیڈ ٹیبل پر رکھا سرخ پین اٹھایا اور دیوار پر نسب کلنڈر پر دائرہ شدہ تاریخ پر کراس لگایا۔ آصفہ نے اسکو بغور دیکھا تھا۔ ہلال مسکرائی تو درشتی سے مڑی تھی، آصفہ کو نظریں جھکانے کا موقع نہیں ملا وہ ہڑبڑا کر ادھر ادھر ہونے کی کوشش میں ناکام سی لگ رہی تھی۔

"جاؤ زیبہ کو بتا دو آج میں ہسپتال نہیں جا رہی!" وہ ڈریسر کے پاس آئی. آنکھوں کی جوت چمک اٹھی تھی، وہ پر جوش لگ رہی تھی. ڈریسر پر سے جھمکے اٹھا کر کانوں میں ڈالے. اپنی معمول کی لپسٹک پرس میں ڈالی، سن گلاسس رکھے اور پانی کی بوتل پرس کے عقب میں رکھتے ہوئے اسنے بیڈ پر پڑے دوپٹے کو گھوما کر گلے میں ڈالا اور بال دوپٹے کے نیچے سے نکال کر کاندھوں پر سیٹ کیے. پلین سرخ لباس میں ملبوس وہ نہایت خوبصورت لگ رہی تھی، ہلکی بھوری آنکھوں میں کاجل لگا تھا اور فلیٹ جوتی پہنے وہ شیشے کے سامنے تیار کھڑی تھی، ایک لمحے کو آصفہ کو اس سے حسد سا ہوا. پھر پرس میں والٹ ڈال کر وہ گھومی.

"باہر نکلو." اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ کچھ نا سمجھی سے اسکے کمرے سے باہر نکلی، "کمرے سے باہر نکلنے کو نہیں کہا، میرے گھر سے باہر نکلو باجی!" وہ نرمی سختی سے بولی تھی.

"میں صفائی کر..."

"اور میں نکلنے لگی ہوں، میں نے تالا لگانا ہے."

وہ جھاڑو تھامے وہاں سے نکل آئی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاک لگا کر اسنے دروازے کا ہینڈل ایک بار پکڑ کر گھمایا،اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ قدم قدم چلتی داخلی دروازے کی جانب جا رہی تھی جہاں زیبہ کھڑی فون پر لگی تھی،اسکو آتا دیکھ کر تیکھی نگاہیں اٹھائیں.

کہا کچھ نہیں. ہلال نے بات کی نہ اسنے. البتہ نفرت کے اظہار میں کوئی کمی بیشی نہیں آتی تھی، دروازہ زور سے مار کر وہ وہاں سے غائب ہو گئی،زیبہ نے زیر لب دو چار گالیاں بک دی تھیں، اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی.

آصفہ بھی عقب سے نکل کر مایوس سی دوسری طرف کو چلی گئی تھی.

وہ تیز تیز قدموں سے راہداری میں پیچھے ہی موجود خالد کے کمرے میں داخل ہوئی،چہرہ سرخ بھبھو کا تھا اور آنکھوں میں تپش تھی،خالد جو بیڈ پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے اسکو دیکھ کر رہ گئے،پہلے تو کچھ نہیں کہا مگر جب وہ ویسے ہی ہانپتی ہوئی دروازے کے سامنے کھڑی رہی تو اخبار ایک طرف ڈال دی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہو گیا زیبی؟"مسکرا کر اپنے پہلو میں ہاتھ سے تھپتھپایا، بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ کلس کر انکو دیکھ رہی تھی.

"میں تمہاری بیٹی سے تنگ آ گئی ہوں خالد!"انگلی اٹھا کر اسنے درشتی سے کہا، گود میں رکھے فون پر ٹون بجی، مخصوص ٹون جسکو وہ دونوں پہچانتے تھے، خالد کی نظریں بھٹک کر فون کی طرف گئیں،

وہ ایک لاکھ کی پیمنٹ تھی، وہ کرایہ ادا کر کے نکلی تھی، خالد کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی . فون کی سکرین الٹا دی.

"تمہاری بیٹی کا پیغام آیا ہو گا نہ؟"

"بات کیا ہے زیبی؟ کچھ کہا ہے اسنے؟"

"اسے کچھ کہنے کی ضرورت ہے؟"وہ چٹخ کر بولی، اسے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں سب کہ جاتی ہے، میں اسکی ماں کے درجے پر ہوں! پھر بھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

.... پھر بھی خالد..." آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر رہے تھے وہ اب انکے برابر آکر بیٹھی تو خالد نے اسکا کاندھا تھپکا،"اوہ گاڈ! تم اس بات پر اداس ہو؟"

انکا لمس محسوس کر کے وہ بازو کی درد یاد کر کے کوفت کا شکار ہوئی تھی، مگر دور نہیں ہو سکی.

خالد جب بھی اسکو یوں ہاتھ لگاتے تھے... اسے ٹینا اور وافیہ یاد آجایا کرتی تھیں.

وہ ہنسے،"ہلال اس چیز کی بہت بھاری قیمت ادا کرے گی، میری جان، تم فکر مت کرو. بد نصیب لڑکی ہے وہ، بد نصیبی میں ہی مرے گی."

"کیا قیمت ادا کرے گی وہ؟ وہ ازکان سے ملنے کے لئے نکل گئی ہے خالد!" وہ چیخی تو خالد کی آنکھوں کے پیچھے جلن سی ہوئی، وہ سیدھے ہوئے،"یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

بے نیاز آسمان پر پرندے اپنی اڑان بھرتے ہوئے بلندیوں کو چھو رہے تھے، ایسے میں گاڑی میں پرس رکھتے ہوئے اسنے یونیورسٹی کے لئے تیار سی کھڑی نرمین کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، نظریں ملیں اور مسکراہٹیں بکھریں.

"ہالی!"وہ دور سے ہی چہکتی ہوئی اسکے قریب آئی."کدھر کی تیاری ہے؟"اسنے اسکا جائزہ لیا .سرخ لباس،سرخ لپسٹک، جھمکے،اور فلیٹ جوتی.ایسا نہیں لگتا تھا کہ وہ ہسپتال جا رہی ہے ."میں کراچی جا رہی ہوں."

"اوہ!ازکان بھائی سے ملنے؟"وہ یک دم اچھل کر رہ گئی اور ایک ہی بار میں اسکو گلے لگا لیا.

"آپ کا سفر آسان ہو ہالی...میں آپ کو مس کروں گی."

"میں بھی!"وہ ہنسی،اسکا گال نرمی سے چھوا،"مگر میرے آنے تک کوئی بھی کوئز فائل ہوا نہ تو تمہاری خیر نہیں،آتے ہی رپورٹ لوں گی تمہاری،آئی سمجھ؟"

"اچھا نا...جب دیکھو پڑھائی پڑھائی."اسکا موڈ خراب ہو گیا تھا.

"ضروری ہوتی ہے پڑھائی..."

اور اگلے کچھ ہی لمحات میں وہ الوداعی کلمات کہ کر گاڑی میں بیٹھ چکی تھی،ونڈ سکرین سے ہاتھ ہلا کر وہ زوں سے گاڑی بھگا کر لے گئی تھی.ایسے میں نرمین مسکراتی ہوئی دور جاتی گاڑی کو دیکھ رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی نیلے آسمان کے نیچے کھڑے خالد بیت میں بے یقینی کا عالم تھا.

"ہاں!وہ تمہارے بیٹے سے ملنے گئی ہے،اب خود دیکھ لو کہ کیا کرنا ہے"

وہ باہر کی جانب لپکے تھے. انکی سمجھ بوجھ خاکستر ہو گئی تھی،انہیں ہلال کو روکنا تھا.

زیبہ کی ناگن آنکھیں اب تک ویسی ہی سرخ تھیں.

میں تمہیں برباد کر کے رکھ دوں گی ہلال، تمہاری انہی آنکھوں کو نکال کر کتوں کے آگے ڈالوں گی!

وہ نجانے کیا کیا سوچتی رہی. ایسے میں ہلال شاید بہت دور نکل چکی تھی.

خالد بڑے دروازے سے باہر لپکے تو باہر صرف مسکراتی ہوئی نرمین کھڑی تھی وہ بھی انہیں دیکھ کر سر جھٹکتی رخ پھیر گئی تھی،جبکہ خالد اسکے تاثر سے پہچان گئے تھے وہ ہلال کو سی آف کر چکی ہے. سانس کے نیچے گالیاں بکتے وہ اب فون پی کوئی نمبر ڈائل کر رہے تھے.

بیڈ پر اوندھے لیٹے شخص نے یک دم زوں زوں کی آواز پر سر اٹھایا.

سوئی سوئی آنکھوں سے ارد گرد ہاتھ مارا،اور پھر اسے وائبریٹ کرتی وہ چیز اپنے تکیے کے نیچے سے ملی. عارف نے کال اٹھائی،ہاتھ سے جمائی روکتے ہوئے،اسنے فون کان سے لگایا،اور بکھرے ہوئے بالوں میں انگلیاں پھیر کر چت لیٹ گیا.

دوسری جانب آواز گونجی،

"ہیلو... عارف...."وہ اٹھ بیٹھا،اسنے کال کالر آئی ڈی دیکھے بغیر ہی اٹھالی تھی. یہ وہ آواز نہ تھی جو عام دنوں میں سننے کو ملا کرتی تھی،ایک تیکھی نگاہ بکھرے ہوئے کمرے کی ویرانی پر ڈالی اور پھر باہر ابھرتی نیلی نیلی صبح پر. ہلکے پردوں سے چھلکتی جما دینے والی سرد صبح.

کہنی کے بل اٹھتے اسنے ارد گرد گھوم کر گھڑی تلاش کی،ابھی تو ہسپتال جانے کا وقت بھی نہیں ہوا تھا. ایک بار پھر جمائی روک کر اسنے جواب دیا.

"ہوں؟اس وقت کیا مسلہ ہو گیا؟"وہ قدرے چڑ کر بولا، آواز نیند میں ڈوبی ہوئی تھی،

بالوں میں ہاتھ پھیر کر پردوں سے جھلکتی صبح کی طرف رخ کئے تھا. ذرا کی ذرا کراہ کر وہ پانی کی تلاش میں سائیڈ ٹیبل پر رکھی چیزوں کو دیکھنے لگا.

"بولو بھی اب؟"وہاں پانی نہیں رکھا تھا.

دوسری جانب سے پھر بھی ایک وقفے بعد ہی جواب آیا، گہرا سانس لیا گیا اور پھر ایک گیلی آواز آئی،

"ہلال کراچی کے لئے نکل گئی ہے آج."

"کیا؟"وہ حیرت زدہ تھا. آنکھیں رگڑ کر اسنے خود پر سے کمبل نوچ اتارا،وہ بھاگ کر اٹھا اور کھڑکی سے باہر دیکھا،یوں جیسے ہلال یہاں سے گزرے گی اور وہ اسکو جالے گا،مگر کھڑکی کے گرل کو مضبوطی سے تھامے وہ ضبط سے سن رہا تھا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آنکھیں یک دم ٹکرانے والی روشنی کی وجہ سے چندھیا گئی تھیں. جبڑے تن گئے اور جسم میں جوش مارتی آگ اب اسکے چہرے کو کالا کر رہی تھی، بکھرے بالوں سے بے نیاز وہ کھڑکی کے پاس کھڑا کال سے آتی خرخر کرتی آواز سن رہا تھا.

"وہ کب سے تاریخیں گن رہی تھی... اسنے آج کراچی کے لئے نکلنا تھا، وہ بہت پہلے اپنی لیو بھی سائن کر کے پکڑا چکی تھی آپ کے ڈائریکٹر صاحب کو." سہولت میں بولا گیا جملہ عارف کو رہ رہ کر لگا تھا، مٹھی بند کھول کرتا وہ آنکھیں میچ کر کچھ سوچ رہا تھا، پتلیاں رگڑیں اور بے چینی سے بیڈ پر واپس بیٹھا،

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ کیا کام تھا تمہارا؟ میں تم پر دوبارہ اکیسے ٹرسٹ کروں ہاں؟" وہ اپنا سارا الاؤ اب غلط جگہ انڈیل رہا تھا، ہاتھوں میں پسینہ بھر رہا تھا اور آنکھوں میں غصہ، شدید غصہ. بستر کی گرماہٹ اب چھٹ سے اڑ گئی تھی.

"عارف میں.... میں نے وہی کیا جو آپ نے مجھے کہا تھا کرنے کو.... مجھ پر کیوں..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جسٹ شٹ اپ!" کال کاٹ کر فون پرے ڈالا، اب کہ بے چینی سے اٹھ کھڑا ہوا، ہانپتا کانپتا وہ الماری کی جانب لپکا، پٹ کھولے اور بکھرے ہوئے کپڑوں میں ہاتھ مارتے وہ ایک کے بعد ایک شرٹ زمین پر پھینک رہا تھا.

دو سال پہلے تک عارف کی الماریاں بہت سلیقے سے سیٹ ہوا کرتی تھیں. اب وہ بات نہیں رہی تھی.

زمین پر گرتی شرٹوں کا پلندہ آہستہ آہستہ بھرتا گیا اور پھر کھلے خانے میں ایک موبائل رکھا ملا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

الماری کے کھلے پٹ اور زمین پر بکھری چیزیں ویسے ہی چھوڑ کر وہ جلے پیر کی بلی کی طرح اب پورے کمرے میں عجلت سے چکر کاٹ رہا تھا. چہرہ سرخ انگارہ بن چک تھا، جما دینے والی سردی میں وہ آدھی آستین کی شرٹ میں گھوم رہا تھا.

وہ ہر چیز سے بے نیاز تھا.

اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی فی الحال.

ایک بار پھر کالر لسٹ کھول کر اسنے اسی کا نام تلاش کیا،

اے...بی....وہ لسٹ میں تیز تیز انگوٹھا چلا رہا تھا.

ایف....آئی....ایل...

اور پھر وہ نام ابھرا.

ایم!

نمبر ڈائل کیا،

"ماہین آدم ریننگ..."

کان سے عجلت میں فون لگائے وہ ارد گرد ٹہل رہا تھا خود کو قابو کرنے کی کوشش میں تھا

مگر دوسری جانب سے

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت مصروف ہے" سن کر اسنے یہ فون بھی بیڈ پر مار دیا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اوہ گاڈ! وہ چیخا، کیا مصیبت ہے! سر ہاتھوں میں پکڑے اسنے دانت پیسے آہستہ آہستہ سرخ آنکھوں کی رگیں جیسے پھٹنے والی ہوں... کال اٹھو! کال اٹھاؤ!... اسکا بس نہیں چل رہا وہ چیزیں ادھر ادھر دے مارے.

اور پھر کیا تھا؟

عارف نے میز پر بکھری چیزیں بازو کے نشانے سے زمین پر دے ماریں. پرفیوم کی نایاب بوتلیں کھنک کر زمین سے لگیں تو بکھر کر ٹوٹ پھوٹ گئیں. جیل کریم کے ڈبے، ہیئر برش اور beard oil سب کچھ زمین پر آ لگا.

اب کمرے میں پرفیومز، جیل کریمز، بیرڈ اوئل، مہنگے لوشن کے کانچ کی ملی جلی عجیب سی بو پھیل گئی تھی.

عارف کا سر درد سے پھٹ رہا تھا.

ہاتھ پوری قوت سے لے جا کر سنگھار میز کے دونوں طرف رکھے، وہ اب کسی جنگلی بھیڑیے کی طرح ہانپ کانپ رہا تھا، یوں جیسے اب سامنے کوئی بھی آیا تو وہ اسے چیر پھاڑ کر کچا کھا جائے گا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

قدموں کے قریب پرفیوم کا پانی، پھیلتا پھیلتا آ گیا تھا اور وہ اس سے لاتعلق سا اپنی اوجڑی ہوئی حالت کا عکس آئینے میں دیکھ رہا تھا. ہلال... ہلال... ہلال... ہلال...

ٹک ٹک.... ٹک ٹک... ٹک ٹک.... گھڑی کی کے نازک ہاتھ گھومتے رہے.

ماہین بھی کال نہیں اٹھا رہی تھی. ہلال کا کراچی جانا عارف مصطفیٰ کو پل پل مارے گا، اور عارف مصطفیٰ پل پل کو مرنے کو تیار نہیں تھا.

"گاہ.... اہ.... اہ...." وہ ہانپ رہا تھا، سرد فضا اسکے مضبوط بازوؤں کو آہستگی سے چوس رہی تھی... جسکی باعث اسکے ہاتھ بازو نیلے ہوتے جا رہے تھے.

اور یہیں کہیں.... ٹوٹی شیشوں کے درمیان سونے کی ایک چین پڑی تھی، نازک چمکتی ستاروں جیسی چین. اور اسی کے برابر میں ایک چھوٹا سا سٹف طوطا، گلابی رنگ کا مسکراتا زندگی سے بھرپور طوطا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تقریباً بارہ بجے کے قریب نیم کے درخت کے نیچے ایک بلیک سیوک آرکی تھی. انجن لمبے سفر کا ثبوت دیتے ہوئے دہک رہا تھا. ایک ہاتھ سے دروازہ کھلا اور دوسرے سے کاندھے پر زرد رنگ کا پرس ٹانگتے ہوئے وہ اپنے مخصوص انداز میں باہر نکلی تھی، آنکھوں سے سن گلسس اتارے.

گاڑی لاک کر کے چابی پرس میں ڈالی.

اطراف میں قیام و طعام کے لئے بہت سے ریسٹوران اور مختلف سٹورز موجود تھے. دوپہر کے سورج کی میٹھی کرنیں اسکی جلد سے ٹکرا رہی تھیں، ٹھنڈی صبح میں کندھوں پر کریم کلر کا کوٹ پہنے اسنے ارد گرد دیکھا.

فاصلے فاصلے سے کھجور کے درخت ایک ہی قطار میں چلتے آرہے تھے اور کہیں کہیں ٹیولپ کے پھول چم چم کر رہے تھے. ایسے میں فضا میں برتنوں کی کھٹ پٹ اور ناشتے کی خوشبو اٹھ رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈرائیونگ کر کے کاندھوں کے پٹھے اکڑ چکے تھے. چہرے پر آئی لٹیں کانوں کے پیچھے اڑس کر گہرا سانس چھوڑا.

اسکا سانس پھول رہا تھا،ہاتھوں میں عجیب سی لرزش اٹھ رہی تھی.

ہاتھ اپنے سامنے بلند کر کے ایک نظر ان کی کپکپاہٹ کو دیکھا،یوں کانپ رہے تھے جیسے اسکے جسم سے لاتعلق ہوں، جیسے انکا اپنا خود کا کوئی دماغ ہو. اس صورتِ حال پر اچانک ہی دل گھٹن کا شکار ہونے لگا. پیشانی پر آئے پسینے کے اثرات ہاتھ کی پشت سے صاف کر کے وہ کاندھوں پر ہاتھ رگڑتی سامنے موجود چھوٹے سے ڈھابے کی جانب چل دی. وہ کچھ بھی برا نہیں سوچنا چاہتی تھی.

"یہ میری زندگی کا بہترین دن ہے... میں آج ازکان سے ملوں گی... کچھ بھی برا نہیں ہو گا. کچھ برا مت سوچو ہلال. سب ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہے...."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر لرزش اور پیٹ میں جو بل پڑ رہے تھے وہ انہیں نظر انداز نہیں کر پا رہی تھی. کرسی کھینچ کر وہ ارد گرد دیکھنے. دو لمبے لمبے سانس کھینچے ہی تھے کہ ایک پٹھان بچہ ہوا کی سی رفتار سے بھاگتا ہوا اسکے قریب آیا تھا.

وہ چونک کر رہ گئی. اسی کے پٹھان بچے کی پشت پر دو بکھلائے ہوئے آدمی کھڑے تھے، ایسا لگتا تھا وہ انہیں چھوڑ کر ہلال کے پاس دوڑتا ہوا آیا تھا.

کیوں کہ ہلال کے پیچھے بلیک سیوک کھڑی تھی.

"جی بی بی جی؟ چائے کافی بسکٹ" بسکوت بولتے اس بچے کو حیرت سے دیکھا، "کیا لیں گی؟"

"ایک چائے" اسنے نرمی سے کہا تو وہ مزید اونچی آواز میں بولا، گویا سبق پڑھ رہا ہو، جھول جھول کر بات کرتا یہ بچہ بڑے کی دلچسپ انداز میں بول رہا تھا، "اور کچھ بی بی جی؟ چائے کافی بسکوٹ، انڈے والا برگر بھی ہے." بسکٹ کو بسکوٹ کہنا بڑی عام سی بات تھی. ہلال مسکرائی، کلائی پر موجود گھڑی عادتاً درست کی، اسی کے ساتھ ٹائیگر آئی سٹون کھنکا.

"نہیں بس... چائے."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اسکے پاس ہی کھڑا مڑا،"ماڑا!ایک چائے!!!"

اسکی آواز نے اسکو ایک بار پھر چونکایا تھا،وہ کسی ردِ کا اظہار نہیں کر سکی،یک ٹک بیٹھی اس لڑکے کو زور زور سے چیختا دیکھ رہی تھی.سامنے موجود خیمہ نما ڈھابہ تھا،جس میں مختلف لوہے کے برتنوں میں زور زور سے چمچے چلنے کی آوازیں بلند آ رہی تھیں،اور برابر ہی پٹھانوں کے چیخنے کی.

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ چائے اسکے سامنے رکھ چکا تھا اسنے پیسے اسی وقت ادا کر دیے تھے، وہ چائے ختم کرتے ہی نکلنا چاہتی تھی وہاں سے.

اس سے پہلے کہ وہ شکریہ کہ سکتی وہ بچہ وہاں سے نکل چکا تھا،ہلال کی نظروں نے اس چھوٹے پٹھان کا تعاقب کیا،وہ پیسے اس خیمے کے نیچے لگے کاؤنٹر پر رکھ کر اب دوسری جانب بھاگ رہا تھا.

گاہک عموماً ڈھابوں پر بیٹھ کر چائے پینا پسند کرتے تھے،اسنے کپ لبوں سے لگایا تو نظریں بھٹک کر دائیں ہاتھ کی کلائی پر بندھی ٹائیگر آئی سٹون پر پڑی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گھونٹ بھر کر وہ مسکرا دی،دل میں کرب سا کرب تھا،اور عجیب سی محبت.

اسے یہ بریسلیٹ بہت عزیز تھی.

اسکو دینے والا بھی بہت عزیز تھا.

ہلال خالد کی یہ خوبصورت پتھر والی بریسلیٹ ایک عرصہ سے اسکے پاس تھی. اسکا پتھر آج بھی ویسا ہی چمکیلا تھا. سورج کی کرنیں پڑتی تھیں تو یہ ویسے ہی دمک اٹھتا تھا. کلائی آنکھوں کے برابر اٹھا کر اسنے مسکرا کر ہاتھ کو مختلف زاویوں سے دیکھا.

ذہن کے پردے پر یادوں کے قطرے گرتے گئے،وہ انہونی سی مسکرا رہی تھی.

کہتے ہیں محبت میں دی گئی چیزیں کبھی ماند نہیں پڑتیں،یہ ویسے ہی چمکتی ہیں جیسے پہلے دن سے چمک رہی ہوتی ہیں،اور ہلال نے اس بات کا یقین کر لیا. پھر ذہن اس خوبصورت یاد سے بھٹک کر عارف مصطفیٰ تک گیا تو دل میں عجیب سی کیفیت اتری.

بے چین سے نگاہیں ہٹا کر آنکھیں بند کر لیں، کیا مصیبت ہے یہ عارف بھی!

چائے اچانک ہی بد مزہ سی ہو گئی،اور ذہن کے پردے پر اب خون کے قطرے گرتے جا رہے تھے،منظر تبدیل ہوا اور ڈھابے پر بیٹھی ہلال اب آفس میں موجود تھی.

پاور چیئر پر بیٹھی وہ ضبط کے ساتھ تیز تیز ایک کے بعد ایک پیپر کو سائن کر رہی تھی،اسکا گولڈن پین سیاہی ایسے لہرا رہا تھا جیسے اسکو ہلال سے زیادہ جلدی ہو،سائن کرتے ہی کاغذ الگ کر کے ایک طرف کر دیتی اور اگلے پر پین لہراتی وہ اپنا کام بڑی روانی سے کر رہی تھی.

اناشہ عارف کے برابر بیٹھی تھی،اور ہلال اپنے ڈیسک کے پیچھے،اور اسکے بالکل مقابل عارف بے نیاز سا بیٹھا اسکو گھور رہا تھا،ہلال اسکی نگاہوں سے تنگ تھی مگر کچھ کہ نہیں سکتی تھی.

کل کی انیورسری کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں.

جگہ جگہ لائٹس فکس کی جا رہی تھیں،ہسپتال میں بڑے اہتمام سے صفائی کا کام ہو رہا تھا،

پودوں کو پانی دیا گیا،دھلکتی بیلوں کے پتوں کی کانٹ چھانٹ کر کے انکو نیٹ کیا گیا تھا اور

میڈیکل ڈائریکٹر صدیق صاحب کے آفس سے لے کر وائس ہیڈ ہلال خالد کے آفس تک سنہری فیری لائٹس کی سجاوٹ کی گئی تھی.

اس سجاوٹ نے ہسپتال کو اب پریوں کے کسی محل کی سی صورت دے دی تھی، جو سورج کی غیر حقیقی کرنوں میں کھڑا تھا، گلابی آسمان اور پریوں کا محل. ڈائریکٹر صاحب اور ہلال خالد کے آفس کے دروازے اس محل کے مرکزی دروازوں جیسے چمک رہے تھے. مریضوں کے کمروں میں رنگ برنگے پھول اور غباروں کو ترتیب سے سجایا گیا تھا.

ایسے میں ہلال کی پاور چیئر اور میز کے پاس ہی چھوٹی چھوٹی فیری لائٹس کو بیلوں میں یوں سجایا گیا تھا گویا وہ کوئی فلورل پری ہو اور اسکی شان میں بیلیں اسکے قدموں میں رکھی گئی ہوں.

اسکے میز کے عقب میں موجود بڑی سی کھڑکی پر

173rd Anniversary of Sir Cowasjee لکھ رکھا تھا، یہ بینر ہسپتال کے سب مرکزی آفسز میں موجود تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایسے میں اناشہ اور عارف کی مسلسل بنبناہٹ میں وہ کام کرتی رہی،ہادیل اور داؤد اس دوران ہسپتال میں موجود نہ تھا.

پیر جھلاتی وہ مسلسل اناشہ کی خشگپیاں بڑے ہی ضبط سے سن رہی تھی،ایک کان باہر باتیں کرتی نرسوں پر جما تھا اور دوسرا اناشہ کی باتوں پر،

وہ ان دنوں ہسپتال میں نئی آئی تھی اور عارف کے مزاج سے متاثر بھی بہت جلد ہی ہو گئی، یہ وہ وقت تھا جب ہلال کو لگا تھا وہ اناشہ جیسی لڑکی سے دوستی نہیں کر سکتی.

انگوٹھا پین کی نب پر زور سے لگائے تھی،جبڑے تن تھے.ایک آخری سائن کر کے اسنے قلم زور سے میز پر مارا،تو سامنے بیٹھے عارف اور اناشہ کی توجہ اس طرف بھٹکی،

ہلال نے کاغذ اٹھا کر میز پر برابر کئے اور عارف کے آگے کھسکا دیے،ایسے میں عارف کے ابرو تعجب سے اکٹھے ہوئے،

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اناشہ نے ہاتھ سے اشارے سے (کیا بکواس ہے؟) اسکو دیکھا.

مگر ہلال اس جانب متوجہ نہیں تھی،

"میں نے سب کاغذات سائن کر دیے ہیں،ڈائریکٹر صاحب کو کنفرمیشن لیٹر بھی بھجوا دیا ہے، کیوں کہ وارڈ کی شفٹنگ میں اگر کوئی بھی نقصان ہو گا تو میں اسکی ذمہ دار نہیں ہوں گی، آر وی کلیر آن دس؟"ہلال ٹیک لگائے دو ٹوک سے لہجے میں اسکو سرد مہری سے کہہ گئی تھی،اناشہ کے چہرے پر ناگواری ابھری جب کہ عارف کی نگاہوں میں دلچسپی،اسکو غصہ دلانا آسان نہیں تھا،ہلال کے لئے تو بالکل بھی نہیں.

تیسرے پہر کی کرنیں اسکی ریوالونگ چیئر کے عقب سے نکل کر سارے میں پھیل رہی تھیں ایسے میں ہلال کے چہرے کے نقوش بلکل ماند پڑ چکے تھے،عارف نے مسکرا کر سر جھٹکا،وہ کسی ملکہ کی طرح بیٹھا کرتی تھی. وہ ملکہ ہی تھی!

"جیسا آپ کہیں وائس ہیڈ صاحبہ، آپ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ہے." اسنے کہا."مدد کے لئے شکریہ! کافی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلال نے سمجھنے والے انداز میں سر اثبات میں ہلایا،"او نہوں، میں اب گھر کے لئے نکلوں گی ".

"اتنی جلدی؟"عارف نے مسکرا کر پوچھا."ابھی تو بہت کام ہیں یہاں."

وہ تمسخرانہ انداز میں مسکرائی، ٹیبل پر پڑے مگ میں ٹھنڈی اسپریسو لبوں سے لگائی اور ایک ہی گھونٹ میں حلق میں اتار لی،عارف نے متاثر کن نگاہوں سے اسکے جواب کا انتظار کیا.

"میری ڈیوٹی آف ہو چکی ہے،اور میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں، شفٹنگ سے میرا کوئی تعلق نہیں. میں اس معاملے سے خود کو بری کر چکی ہوں عارف صاحب، کیوں کہ میرے نزدیک یہ کوئی بہت اچھا آئیڈیا نہیں ہے. وہ بھی اس وقت!"عارف اسکے آہستگی سے تیز ہوتے لہجے پر ہار ماننے والے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا،وہ ویسی ہی چبھتی ہوئی نظروں سے اسکو دیکھ رہی تھی. اناشہ انکے درمیان شل سی بیٹھی کبھی عارف کو دیکھتی تو کبھی ہلال کو.

کسی آہٹ کے تحت اسنے گردن موڑی... کوئی تیز تیز چلتا اسکے آفس تک آرہا تھا.

"میڈم آپ پریکٹیکل ہو کر سوچیں، آپ کوئی ذمہ داری نہیں لیں گی تو عارف صاحب کی نوکری جا سکتی ہے..."

ہلال اسکی طرف متوجہ نہیں تھی، لکڑی کے بھاری دروازوں کو دیکھتی رہی یہاں تک کے اسکے پٹ زور سے کھلے.

ہوا کا تیز جھونکا ہلال کے چہرے پر پڑا تھا.

پیروں میں پڑی بیل کی روشنی کی کرنیں اسکی آنکھوں میں پڑ رہی تھیں.

وہ چوکھٹ میں کھڑی تھی.

عارف نے درشتی سے گردن موڑی اور اسکو لگا تھا اسکی روح پرواز کر چکی ہے.

ہلال جو پہلے سے ہی اسکی آمد کو محسوس کر چکی تھی، پھٹی پھٹی نگاہوں سے چوکھٹ میں کھڑی اس عورت کو دیکھ رہی تھی، اناشہ نے نظریں موڑ کر دیکھا تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا.

سوالیہ نگاہیں عارف کے برف وجود اور ہلال کی پھٹی پھٹی آنکھوں پر جمی تھیں.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چوکھٹ میں کھڑی بھیگی پلکوں والی عورت گود میں ایک طرف بچی اٹھائے عارف کو دیکھ رہی تھی. عارف کے ہاتھ سے پیپرز چھوٹ گئے،

ہلال اور اناشہ سے لاتعلق سا وہ کمزوری سے نفی میں سر ہلاتا آگے جا رہا تھا کہ اس عورت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، پیپرز بیلوں کی روشنیوں میں لہرا لہرا کر یوں زمین کو لگے جیسے پروفسی کے کاغزات ہوں...

ایک کے بعد ایک

آہستہ آہستہ

بے یقین سے

بالکل عارف کی نگاہوں کی طرح....

ایک کے بعد ایک

لہرا لہرا کر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بالکل ہلال کی تھمتی دھڑکنوں کی طرح...

ایک کے بعد ایک

زمین بوس ہوتے

بالکل اناشہ کے دل پر گرتے خون کے قطروں کی طرح....

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی... مجھے تم سے یہ امید نہیں!" وہ پہلے تو بہت آہستہ سا بولی مگر پھر چلائی، وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی، وہ جانتی تھی یہ عورت کون ہے مگر اناشہ اس بات سے لاعلم تھی.

Clubb of Quality Content

عارف کے قدموں میں جان نہیں بچی تھی، اسکی نظریں بھٹک کر کبھی اس بچی پر ٹھہر جاتیں تو کبھی اس عورت کے آنسوؤں پر.

"ماہین میری بات سنو..." وہ آگے آیا، اسکو شانوں سے پکڑنا چاہا مگر وہ پیچھے ہٹ گئی، انگلی اٹھا کر اسکو ضبط سے دیکھا،

اسکی سیاہ مخمل آنکھوں میں روشنی کا قمقمہ تھا جو بیل سے نکل کر ان میں جا کر سما گیا تھا.

"ہاتھ... مت... لگانا... مجھے..." وہ چبا چبا کر بولتی ہوئی دور ہوئی، عارف کے ہاتھ ہوا میں رہ گیا، آنکھوں میں ایک شکستہ سا تاثر ابھرا جسکو ہلال اور اناشہ اسکی پشت سے نہیں دیکھ سکتی تھیں.

بچی کی کمر پر ہاتھ رکھے ماہین کی آنکھیں اب آنسو بہا رہی تھیں، گیلی سانس اندر کھینچ کر وہ روئی روئی سی کھڑی تھی، دروازے کے پٹ کے ساتھ کھڑی نرس ششدر سی عارف اور ماہین کو تکے جا رہی تھیں،

"تم ایک چیٹر ہو... ایک منافق آدمی ہو... ایک منحوس انسان ہو!" اس سارے میں منہ میں ہاتھ ڈالے ماں کی گود میں معصوم بچی اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی، سرمئی آنکھیں اور دودھیا رنگت، پنک فراک پہنے وہ تقریباً رونے ہی والی تھی مگر سہمی سی نگاہیں ٹکر ٹکر ماں باپ کے درمیان گھوم رہی تھیں، ہلال کو بے اختیار ہی بچی پر ترس سا آیا.

بیلیں جیسے اس موقعے کی حساسیت کی وجہ سے اپنے آپ میں نم سی ہو گیں... فیری لائٹس کی روشنیاں آگ کے شعلوں کی طرح ماہین کے احساسات میں زم ہو رہی تھیں.

پیچھے کھڑی اناشہ کے اندر بہت کچھ ٹوٹ گیا تھا،اسے امید نہیں تھی کہ... سامنے کھڑی عورت عارف کی بیوی ہے...

اور اس بیوی سے اسکی ایک خوبصورت بیٹی ہے... لب کپکپائے،اسنے کبھی عارف کو اتنا شکستہ نہیں دیکھا تھا.

"ماہین... میری بات سنو،ہم گھر چل کر بات کرتے ہیں،یہاں تماشہ مت بناؤ میرا،یہ میری ورک پلیس ہے."

وہ ایک بار پھر آگے ہوا تو ماہین اس بار دور نہیں ہوئی،روئی روئی آنکھوں میں ایک تمسخر بھری مسکراہٹ بھری.

کیا ہلال کا دل رکا تھا؟ کیوں؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلو ماہین، گھر چلیں، پلیز یہاں سے چلو..." اسنے ارد گرد کھڑی نرسز کو دیکھا تو عقاب آنکھوں میں تپش در آئی، "آپ لوگ کھڑے کیا دیکھ رہے ہیں! جائیں یہاں سے... تماشہ ہو رہا ہے یہاں؟" ہاتھ کے اشارے سے جیسے مکھیاں اڑا رہا ہو اور غیض و غضب سے بولا تھا.

اور نرسز یہ دیکھ کر فوراً ادھر ادھر گم گئی تھیں، ماہین اب تک چوکھٹ میں کھڑی تھی اسنے عارف سے نظریں نہیں چرائی تھیں، "ماہین یہ میری..."

"یہ تمہاری ورک پلیس ہے عارف؟" وہ ہنسی، آنسو ٹوٹ کر گال پر گرا، جسکو عارف نے اپنے انگوٹھے سے فوراً صاف کیا، گہری آنکھوں والی اس عورت نے منہ ذرا سا پیچھے کر لیا، عارف کے ابرو اب پریشانی سے تن تھے.

"تم کہہ رہے ہو تمہاری ورک پلیس ہے عارف؟ ہاں؟ بولو نا...؟" وہ سر ہلا رہی تھی... بہت سا خوف تھا جو ہلال نے عارف کی پشت میں کھڑے ہو کر دل میں دبایا تھا... کیا ٹوٹی ہوئی عورتوں سے اتنا ہی خوف آتا ہے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اناشہ کمزور سے میز کے ساتھ لگی کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں عارف کو کسی اور عورت کا چہرہ چھوتا دیکھ رہی تھی.

جہاں خوف تھا... اسی کے بہت نزدیک غم ٹپک رہا تھا. آہستہ آہستہ... قطرہ قطرہ...

عارف نفی میں سر ہلاتا اسے کچھ بھی کہنے سے روکنے کی کوشش میں تھا.

اور جہاں غم کے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے وہیں کہیں پاس میں ہی مرجھانے کا احساس انگڑائی لے رہا تھا، مرجھا کر برباد ہو جانے کا احساس. کیوں؟ صرف ایک عورت سے تعیش بھرے آنسوؤں سے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ تمہاری ورک پلیس نہیں ہے، کوٹھا ہے تمہارا یہ!"

ایک ہی لمحے میں ماہین کی نظریں عارف نے بھٹک کر ہلال پر جا ٹھہریں.

کھنک!

کرچیاں... بہت کچھ ٹوٹ کر گرا. کسی کی سیاہ نم آنکھوں کے رخ سے. کھنک کر کچھ ٹوٹ گیا.

تو ہلال کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں،وہ اب قدم اٹھا کر ہلال کی جانب آنے ہی والی تھی کہ عارف نے اس کے اطراف میں بازو ڈال کر اسکا راستہ روک لیا تھا،میز پر ایک ہاتھ دھرے وہ نفی میں سر ہلاتی دور ہوئی،

کوٹھا؟ کیسے....

ماہین ہلال کو کیوں دیکھ رہی تھی... یہ سب کیا ہو رہا ہے...

"ماہین پلیز! گھر چلو آئلہ کے سامنے ایسا مت کرو... میں ہر چیز کی وضاحت دوں گا،پلیز!"

وہ چیختی چلاتی ہلال کو دیکھ رہی تھی اور ایسے میں عارف ماہین پر بازو ڈالے اسکو چوکھٹ سے باہر لے گیا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور ہلال کو دھڑکتے دل سے وہیں چھوڑ گیا،راہداری میں"کوٹھا ہے تمہارا یہ...یہ سب تمہاری طوائفیں ہیں...اور ہلال...اس عورت کے ساتھ تم نے مجھ پر چیٹ کیا تھا نہ...میں ہلال کو برباد کر دوں گی!"

یہ آوازیں ہلال کے کانوں میں نجانے کتنی ہی دیر گونجتی رہیں. اناشہ اب کرب میں کہیں بہت دور رہ گئی تھی اور وہ ماہین کی ان باتوں کے ساتھ لڑتی رہی،جنگ کرتی رہی،اسے ایک عورت اسکے آفس میں طوائف کہہ کر گئی تھی. اسے ایک عورت یوں دیکھ کر گئی تھی جیسے ہلال نے اسکو لوٹ لیا ہو.

تپش لرزش برباد ہو جانے کا احساس،ایسا گلٹ کو اسکا تھا بھی نہیں...

وہ نظریں قاتل تھیں،مار گئیں،اندر سے بہت کچھ ختم کر گئیں،جب کوئی عورت عورت کو الزام دیتی ہے،تو بہت کچھ ختم ہو جاتا ہے. ہلال کا دل بھی خالی سا ہو گیا. نجانے کیوں اسے بہت تکلیف ہوئی تھی.

خون کے ٹپ ٹپ کرتے قطرے جو دل پر گرتے گئے تھے،رک گئے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ٹک ٹک... ٹک ٹک...

ہاتھ میں پکڑی چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی. ٹھنڈی صبح واپس فضاؤں میں بھرنے لگی اور وہ سر جھکائے اس ٹائیگر آئی سٹون بریسلیٹ کے چمکیلے پتھر کو دیکھتی رہ گئی. ٹیولپ کی میٹھی میٹھی مہک ایک بار پھر بھرنے لگی. کھجور کے درختوں سے ٹکراتی ہوا واپس سے اسکی لٹوں کو اڑانے لگی اور ایسے میں ارد گرد بھاگتا چھوٹا پٹھان آوازیں صدائیں لگا رہا تھا.

ویران نگاہیں اٹھا کر اسنے اطراف میں دیکھا... دل پر کسی کا پیر تھا، جو کچل کچل کر مار دینے کے لئے رکھا گیا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کپ اس پلاسٹک کے پستہ میز پر رکھ کر اب وہ گاڑی کی جانب واپس چل دی.

دھپ سے گاڑی کا دروازہ بند کر کے وہ بلیک سیوک زوں سے دور بھاگ گئی اور اس پلاسٹک کے میز پر رکھی ادھوری چائے یاسیت سے اپنے مالک کو جاتا دیکھے گئی، ہر ادھوری چائے کے پیچھے ایک کرب بھری کہانی تھی.

وہ بھی کرب میں چائے چھوڑ گئی تھی.

جہاں عارف ماہین آدم کو کال کر رہا تھا،وہاں میلوں دور سمندروں کے شہر میں ایک بڑی سی حویلی کے باہر بہت سی گاڑیاں آ کر رکتی تھیں.

خالد بیت.

عالیشان عمارت پر لائٹس لگانے کا کام ہو رہا تھا،دیواروں پر کھڑے آدمی ایک بیل نکال کر دوسرے آدمی کی طرف اچھالتے حویلی کو فیری لائٹس میں ڈھک رہے تھے. ایسے میں حویلی کے وسیع لان میں چیخوں اور ہنسنے کی آوازیں برابر آ رہی تھیں.

بھاگتے بچے ایک دوسرے کے نام پکار پکار کر جگہ جگہ درختوں میں چھپ جاتے تھے اور پکڑے جانے پر کھلکھلا کر ہنستے تھے. لان میں کی جانے والی سجاوٹوں یعنی ڈائنر ٹیبلز اور کرسیاں جو کسی خاص فنکشن کے لئے وہاں رکھی گئی تھیں.

ڈیولز آئیوری کی بیلیں ان میں سے گھما کر حویلی کی گیلری کی دیواروں سے لگائی گئی تھیں ایسے میں فنکشن کی تھیم فلورال معلوم ہوئی تھی.

سرمئی آنکھیں اور دودھیا رنگت والی تقریباً چار سالہ بچی جو رنگین فراک پہنے تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے یہیں کہیں بڑے سے آم کے درخت کے پیچھے جا چھپی تھی. یہ آم کے درخت اتنے پرانے اور اتنے گھنے تھے کہ ان کے تنوں کے پیچھے اس جیسی بچی کا چھپنا بہت آسان تھا.

اسکے برعکس جن بچوں کے ساتھ وہ کھیل رہی تھی، وہ کافی خستہ حالت والے تھے، جلی ہوئی رنگت اور چمکیلے کپڑے تھے. چھوٹے کٹے بالوں والا لڑکا، اور تقریباً گنج والی لڑکی تھی، جسکے سر پر کہیں بال تھے اور کہیں نہیں.

یہ انکے کام والوں کے بچے تھے... جن سے آئلہ عارف مصطفیٰ کی کافی دوستی ہو چکی تھی. وہ دن رات انہی کے ساتھ کھیلا کرتی تھی.

حویلی کے باغ میں داخلی دروازہ تھا جو والنٹ کی لکڑی سے بنے اپنے آپ میں بہت شاندار لگ رہے تھے، انہیں کھلے پٹ سے اندر باہر آتے ویٹر اور ویٹریس ٹیبل کلوتھ اور بہت سے ڈنر سیٹس اٹھائے تیاریوں میں مشغول تھے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دو زینے چڑھ کر اندر داخل ہونے پر ایک گرینڈ لونگ روم کھلا تھا،اسکے بھی مختلف حصے تھے مگر سب دروازے کھول کر جگہ کو بڑا کیا گیا. پھولوں کی پتیاں کہیں نہ کہیں گری نظر آجاتی تھیں چونکہ ہر جگہ فلور ڈیکور کیا گیا تھا.

قد آدم کھڑکی کے سامنے رکھے مخملیں تخت نما صوفے پر براجمان بارعب سی ماہین آدم بے حد شان سے بیٹھی تھی،ایک ہاتھ میں فون تھا جس پر مسلسل آتی کالز سے اکتا کر اسنے نمبر بلاک کر دیا.

ہلکے گاؤن میں ملبوس تیار سی تھی. آنکھوں پر گہرا میک اپ کیے وہ خوبصورت لگ رہی تھی،گاؤن کی بیلٹ کھول رکھی تھی،اور کاندھوں پر شال ڈال رکھی تھی.

وہ چھ ماہ حاملہ تھی،ایسے میں اسکا بہت خیال رکھا جاتا تھا. ارد گرد ملازم بھاگ بھاگ کر تیاریاں کر رہے تھے اور وہ بغور سب کو تک رہی تھی،ٹانگ ٹانگ پر رکھی تھی اور بازو تخت کے ہتھ پر رکھے وہ شاید اراٹھور کو بلا رہی تھی،چہرے پر ناگواری تھی،گلے میں ڈالے سکارف کے پلو سے اسنے اپنا حاملہ پیٹ چھپایا.

"یس میم؟"وہ اسکے پاس ادب سے جھکی تھی مگر وہ ابھی ڈانٹنے کے موڈ میں تھی.

"ٹائم دیکھا ہے تم لوگوں نے؟"

شایا کے چہرے کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی،اسنے ایک نظر رسٹ واچ پر ڈالی اور پھر اس عورت پر،"لائٹس لگ چکی ہیں کیا؟"

"لائٹس کا کام تقریباً ختم ہو چکا ہے..."اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی ماہین نے ٹوک دیا.

"اچھا تقریباً؟مطلب ابھی ختم نہیں ہوا،گریٹ!"اسنے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کسی نادیدہ ہستی کو شاباشی دیتے ہوئے کہا،"اور کیک؟وہ آگیا؟"

اسنے شایا کو کچھ کہنے ہی نہیں دیا،"کیک چھوڑو وہ تو بعد میں کھانا ہے،آئلا کے کپڑے؟وہ کہاں ہیں؟میرے کپڑے کہاں ہیں،فوڈ سپلائی وہ کہاں تک پہنچی؟کیا کام ہوا ہے شایا جسکو تم ڈن ٹک کر سکو ہاں؟"شایا نے گڑبڑا کر ارد گرد دیکھا،کوئی کام مکمّل نہیں ہوا تھا.وہ کیا جواب دیتی،کچھ سوچ کر وہ پھر سے بولنے لگی تھی کہ اسنے پھر سے کہا،"فلاور ڈیکور؟وہ کہاں تک پہنچا؟تم کس کام کی ہو کچھ ڈھنگ سے کرنا آتا بھی ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سوری میم میں بس ابھی جا کر آپکو ساری اپڈٹس دیتی ہوں... آئلا میم کے کپڑے بس کچھ ہی دیر میں آنے والے ہیں..." وہ بہت شرمندہ ہو رہی تھی.

"آئلا کو بلا کر لاؤ." اسنے چڑ کر کہا تھا. عجیب سا غصہ بھر رہا تھا بس، اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا. شایا سر کو خم دیتی لونگ سے نکل کر دوسری جانب چل دی. انداز میں جلد بازی تھی اب.

اسی پل تخت نما صوفے کے برابر میں کچھ دور بڑے سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا، وہ جو نا گواریت لئے بیٹھی تھی اچانک گردن موڑ کر اسنے دیکھا تو

وہ چوکھٹ سے کف لنکس بند کرتا ہوا باہر نکل آیا تھا. چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک سی تھی. مصروف سی چاپ تھی، کان سے فون لگائے، اور ایک بازو پر کوٹ ڈالے وہ باہر آیا تھا. بال جیل سے سیٹ تھے، سبز آنکھوں والا وجیہہ مرد تھا وہ، دراز قد اور ہینڈسم!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نظر ماہین پر پڑی تو مسکراہٹ کچھ اور شفاف سی ہوئی،اسکے صوفے کے پاس آکر رکا،بے اختیار انگلیوں کی پشت اسکے گال پر پھسلائیں نرم لمس.ماہین نے بڑی بڑی آنکھوں سے اسکو دیکھا تھا.

"ہاں تو ٹھیک ہے نا!میں بس تھوڑی دیر میں آفس میں ہوں گا...ویٹ کرلیں گے تو اس میں ایسی کون سی بڑی بات ہے...ہوں..."انگلیاں ماہین کے گال پر اب تک رکھی تھیں

.

وہ اسکو مسکرا مسکرا کر دیکھ رہی تھی،ہاتھ بڑھا کر اسکی انگلیاں تھام لیں،وہ سر جھکائے اسے دیکھے گیا،"رات کو؟نہیں نہیں...رات کے سارے پلانز کینسل کردو میں آج بزی ہوں گا فیملی کے ساتھ...ہاں ٹھیک..اوکے..."وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتا تھا.اسکی سبز آنکھیں ہمیشہ سے ایسی ہی تھیں،وائبرینٹ.

اسنے فون رکھا تو ماہین نے ارد گرد بھاگتے نوکروں سے بے نیاز ہو کر ازکان کا ہاتھ تھامے رکھا،

"مارننگ سویٹ ہارٹ!" اسنے جھک کر اسکے ماتھے کو چوما، اسکا چہرہ گلابی ہو گیا، ہلکا سا ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھا اور اسکے برابر آبیٹھا، "کیسی ہو؟ ناشتہ کر لیا؟ آئی ایم سوری... آج بہت لیٹ اٹھا ہوں." اسنے فوراً معذرت کی تو وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی گویا ہوئی، "ایکچولی، یو نو کل رات دیر تک حیدرآباد میں تھا."

"نہیں نہیں... بس تمہارا انتظار کر رہی تھی، تم اپنی نیند پوری کیا کرو نا" کیا وہ اپنے ہی شوہر سے شرما رہی تھی؟

اسکے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے وہ سامنے دیکھ رہا تھا، ارد گرد جائزہ لیا، پھر ہنس کر ماہین کو دیکھا.

"تھنکس فور ویٹنگ! لیکن یہ اتنی تیاریاں کس خوشی میں؟" تعجب تھا.

"تمہاری برتھ ڈے ہے اتنا بھی نہ کروں اب میں؟" وہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے گردن کڑا کر بولی تھی. ازکان نے بھاگتی ہوئی شنایا کو دیکھا اور پھر ماہین کو، وہ کافی محظوظ نظر آرہا تھا، سب کچھ شاہانہ انداز میں ہو رہا تھا.

"شام سے پہلے گھر ہو تم، آئی سمجھ؟" ماہین نے اس سے کہا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

As you wish my lady!""وہ ہونٹ بھینچ کر اب دوسری جانب دیکھنے لگی تھی،

ایسے میں داخلی دروازے سے پسینے سے شرابور آئلا بھاگتی ہوئی آئی تھی،ازکان کی آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی، آئلا جو تھکی تھکی سی لگتی تھی بھاگتی ہوئی اسکی گود میں چڑھ گئی تھی.

"ہیلو پرنسیس!"اسنے اسکا سر چوما،اس سے الگ ہو کر اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرا،جھک کر ٹیبل سے ٹشو نکالا اور اسکا پسینہ صاف کیا.

"ہیلو بابا! آپ کو پتا ہے آج میں نے کیا کیا؟"وہ پر جوش انداز میں بولی تھی،البتہ اسکو بہت سانس چڑھا تھا. ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی،اور وہ ستائشی نظروں سے اسکے بال ٹھیک کرتے ہوئے اسے سن رہا تھا.(پانی؟)اسنے لبوں کو حرکت دے کر بے آواز پوچھا. تو آئلہ نفی میں سر ہلا کر اپنی بات جاری رکھے تھی.

"ہوں...؟ کیا کیا؟"

"شایا آنٹی کی کے بچوں کے ساتھ میں نے ریس لگائی، گیس کریں کون جیتا؟"ماہین کے چہرے پر سایہ سا لہرایا،اسنے گردن موڑ کر سامنے کھڑی شایا کو کسی نوکر کو ہدایت دیتے

بڑے کوفت سے دیکھا،"آف کورس آپ جیتی ہو!"وہ پر اعتمادی سے بولا تھا تو آئلا مسکراتی ہوئی اسکو خاموشی سے دیکھتی رہی،ازکان نے ابرو اٹھائی،"کیا مطلب؟آپ نہیں جیتی؟" اسنے پوچھا.

آئلا نے گردن دائیں بائیں ہلائی،"نو بابا!ایان جیتا ہے."

ازکان نے افسوس سے لب گول کر کے اسکا ماتھا چوما."اوہ!یہ تو بہت برا ہوا ہیں نا؟" مگر آئلا نے اب بھی افسوس سے واپس نہیں دیکھا وہ خوش لگتی تھی،تو ازکان کو پھر سے حیرت ہوئی،ماہین اب بھی کوفت بھری نگاہوں سے شایا کو دیکھ رہی تھی.

"میں نے ایان کو جیتنے دیا،وہ جیت کر بہت زیادہ خوش ہو جاتا ہے بابا،وی شڈ آلویز کیپ ادرز ہیپی."ازکان کو جیسے اچانک بہت خوشی سی ہوئی،"اسلئے میں نے اسکو جیتنے دیا."

"میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میرے پاس آپ جیسی بیٹی ہے..."اسکے سر پر پیار کرتا ہوا وہ اسکو محبت سے دیکھتا ہوا بولا تھا.آئلہ اس بے پناہ محبت پر باپ کے سینے پر سر رکھ کر ہنسی تھی،"وہ تو آپ ہیں بابا!"

یک دم ازکان کے سینے سے ایک نفیس سا قہقہہ چھوٹا، کیا ہنستا تھا یہ مرد. "بہت تیز ہو گئی ہو آئلہ!"

"میں نے منع کیا تھا نہ کہ ایان اور لاریب کے ساتھ نہیں کھیلنا، منع کیا تھا کہ نہیں؟" وہ اچانک ہی کلس کر بولی تھی، ازکان نے گھوم کر اسکو دیکھا، آئلا نے زبان دانتوں میں دبائی.

"کیا مطلب؟"

"ازکان، وہ بچے بیمار ہیں!" وہ آگے کو ہوئی، کنکھیوں سے شایا کو دیکھا، "لاریب خاص طور پر، میں نہیں چاہتی میری بچی بھی بیمار ہو جائے."

"ایان کو کینسر ہے اور لاریب کو بالڈ نگ کا مسلہ ہے، یہ دونوں بیماریاں contagious نہیں ہیں، سو مجھے کوئی مسلہ نہیں لگ رہا آئلا کا انکے ساتھ کھیلنے میں." اسنے گردن موڑ کر گود میں بیٹھی لڑکی کو تھپکا. مگر ماہین مطمئن نہیں ہوئی،

سامنے نوکر ویسے ہی بھاگتے رہے، سب آوازیں پس منظر ہو چکی تھیں.

اب کہ آئلہ جھک کر ٹیبل سے میگزین اٹھا رہی تھی جس پر وہی وجیہہ سبز آنکھوں والا مرد بنا ہوا تھا جس کی گود میں وہ بیٹھی تھی.

بزنس آئیکن ازکان خالد. خالد گروپ آف ٹریڈرز، میگزین کے سطور پڑھنے کی کوشش کرتی بچی نے ہار مان. باپ کی تصویر ہی کافی تھی!

خوشی سے جھومتے ہوئے اسنے ازکان کو اپنی طرف متوجہ کیا،(بابا دیکھیں... یہ تو آپ ہیں!) جس پر ازکان مسکرا کر اسکو حوصلہ افزا نظروں سے دیکھتا پھر ماہین کی طرف متوجہ ہو گیا تھا.

"انکو صرف ایسی بیماریاں تھوڑی ہیں... اور اتنی ہوتی ہیں، بس مجھے ویسے بھی اچھا نہیں لگتا کہ وہ کام والی کے بچوں کے ساتھ کھیلے." ماہین پر کوئی اثر نہ ہوا، "آئلہ تمہاری اپنی بیٹی نہیں ہے اس لئے تمہیں کوئی مسلہ نظر نہیں آتا اس میں"

ازکان کو لگا تھا اسکے سینے میں عجیب سی چوٹ لگی ہے، گود میں بیٹھی آئلہ نے باپ کی شرٹ پر ہاتھ رکھا.

شاید ان دونوں کو ہی برا لگا تھا.

"انسان کے بچوں کے ساتھ انسان کا بچہ ہی کھیلتا ہے،ماہین."ازکان نے سختی سے کہا تھا.

"تم فضول باتیں کرنا چھوڑ دو فور گاڈز سیک!"وہ چڑ گیا تھا،"اور آئلہ میری بیٹی ہے،میرے دل کا ٹکڑا ہے."

آئلا کو گود سے اتار کر وہ اٹھ کھڑا ہوا،مگر وہ ایسے ہی بیٹھی تھی.کوٹ پہن کر اسنے آئلا کے سر پر ہاتھ رکھا اور قدم قدم چلتا داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا،ماہین نے بس اسکو ہاتھ اٹھا کر کسی ملازم کو اشارہ کرتے دیکھا تھا،وہ آفس کے لئے نکل گیا تھا.ایک نظر گھور کر آئلا کو دیکھا جو خاموش سی کھڑی تھی.

"جیکٹ کیوں اتاری ہے تم نے؟"وہ اب اسکو ڈانٹ رہی تھی."سردی دیکھی ہے؟جاؤ جا کر کپڑے بدل کر آؤ."

آئلہ ہنستی ہوئی عقبی سیڑھیوں کی طرف جا بھاگی."نافرمان اولاد!نافرمان شوہر!"

اسکا فون ایک بار پھر زوں زوں کرنے لگا.

بلیک سیوک ہائی وے پر بھاگتی رہی، مدھم کرنوں میں گاڑی کا بلیک exterior کسی شاہانہ طرز کا لگ رہا تھا، کار کے پہیے اپنی دھن میں زوں سے منزل کی جانب گھوم رہے تھے. اسی اثنا میں وہ بہت سے تول پلازوں سے گزری تھی، اسے سفر کا اندازہ ہی نہیں ہوا تھا. جلدی گزر گیا تھا.

کچھ ہی دیر بعد وہ قریباً چار بجے، کراچی کی حدود میں داخل ہو رہی تھی. جبکہ ہاتھوں کی کپکپاہٹ اور سر درد میں اب مزید اضافہ ہو رہا تھا. آنکھیں نم متورم تھیں، نجانے کیوں؟

کیلنڈر پر تاریخیں مارک کرتے ہوئے ہلال خالد کو لگا تھا وہ کراچی کے سفر پر اپنی پسندیدہ سنگر بیلی آئلش کا

"بیڈ گائے" فل والیوم پر سنے گی، راستے میں آنے والی مارکیٹس سے آئس کریم لے کر کھائے گی، ہلال کو میٹھا بہت پسند تھا، مگر یہ سب... یہ سب تو اسکے بارعکس جا رہا تھا. اس غیر متوقع صورتِ حال نے اسکا دل بالکل بوجھل کر دیا تھا. ہاتھوں کی کپکپاہٹ نے سٹیئرنگ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہیل کو پکڑنا بھی اب مشکل کر رکھا تھا،شدید ٹھنڈ ہونے کے باوجود پیشانی پر پسینہ آجاتا،وہ اکتا رہی تھی. اسکا دل ہر چیز سے اچاٹ نہیں ہونا چاہتا تھا...

بلیک سیوک کراچی کی حدود میں داخل ہوئی تو کراچی کی اب و ہوا میں زندگی کی تیزی کا ایک جھونکا سا آکر لگا. ساتھ بھاگتی کرز،دیوش بھاری ٹرک کی وہی خرخراہٹ کا شور اور جہاں بلیک سیوک اس سارے قیضے کے درمیان میں سے اپنا راستہ بنا رہی تھی اسکا گزر کراچی برج کے نیچے سے ہوا... وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکی.

کراچی City of lights

ایک سرد سی nostalgia کی لہر اسکے وجود پر دوڑی،اسکا آبائی شہر.

ہلال کو کراچی ہمیشہ سے ہی پسند تھا... اسے عشق تھا کراچی سے.

سٹیئرنگ وہیل پر مضبوطی سے ہاتھ دھرے وہ ضبط سے ارد گرد دیکھ رہی تھی. اسے کراچی چھوڑے آٹھ سال گزر چکے تھے. وہ لمحے بھر کو پہچان ہی نہیں سکی کہ یہ کراچی تھا. آنکھوں کے کٹورے گلابی ہونے لگے. گہری مسکراہٹ کے ساتھ وہ سڑکوں سے گزرتی ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گاڑی چلا رہی تھی، ارد گرد بڑے بڑے ٹرک تھے، پیدل چلتے لوگ اور صاف آسمان! آہ! یہ تھا کراچی... نم فضاء... اونچی عمارتیں... از کان اور ہلال خالد کا شہر!

اسنے گاڑی مزید آگے بھگائی ہی تھی کہ کسی احساس کے تحت اچانک گاڑی روکتے روکتے اسکا سٹیئرنگ وہیل ادھر ادھر گھوما، اور پھر... اسکی بنائی میں شاید کوئی دور تک آیا تھا...

ایک بلند سکریچ سی آواز فضاء میں اٹھی...

اسکی گاڑی درشتی سے رکی تو دنیا بھی تھم گئی...

سٹیئرنگ وہیل کے قریب جھٹکا کھا کر وہ جھکی وہ بے یقینی سے اسکو تھامے سامنے بیٹھی تھی ...

بالوں کی لٹیں چہرے پر آ کر بکھر گئی تھیں...

آنکھیں بے یقین سی خطرناک حد تک کھلی تھیں...

اس سے کچھ بہت غلط ہو گیا تھا..

اسنے آئی مصیبت پر اچانک آنکھیں بند کر لیں... سر نفی میں ہلاتی رہی... نہیں نہیں... پلیز .... اسکے ہاتھوں کی ہڈیاں سفید پڑ گئیں چہرے کی رنگت اڑ گئی تھی.

آنکھیں مضبوطی سے بند تھیں... جیسے کبوتر بلی کا پنجہ دیکھ کر آنکھیں بند کر دیتا ہے... ہاں بالکل ویسے.

اسے کم از کم آج کسی بھی قسم کی مصیبت نہیں چاہیے تھی... کم از کم آج نہیں. پلیز. نہیں.

مگر ہلال خالد کی زندگی کا سب سے بڑا موڑ یہ بے قابو سٹیئرنگ وہیل لے آیا تھا.

وہ بے یقین سی بیٹھی رہی تھی...

بلیک سیوک کی ونڈ سکرین سے بے میکس کا بوبل ہیڈ ویسا ہی جھولتا نظر آرہا تھا.

سارے میں سکوت طاری ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوئے!"ازکان نے اسکا ہاتھ تھام کر سٹیئرنگ وہیل قابو کیا،ڈرائیونگ سیٹ پر دنگ سی بیٹھی،سانس پھولا ہوا تھا اور بال ویسے ہی بکھرے تھے.

وہ سفید سے چہرے کے ساتھ سامنے دیکھ رہی تھی. دل زور زور سے دھڑکتا رہا. سر نفی میں ہلاتی وہ کانپ اٹھی تھی. "کیا کرتی ہو یار تم؟"اسنے اکتا کر کہا تھا مگر وہ خوف زدہ سی بیٹھی رہی. "اچھا کچھ نہیں ہوا نہیں مرا وہ بچہ!"ازکان نے موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش میں ہلال کو دیکھا. مگر وہ ویسی کی ویسی ہی بیٹھی تھی.

نگاہیں روڈ پر لڑکھ کر گرنے والے بچے کو دیکھ رہی تھیں. پتلی سوپر مین والی شرٹ اور نیچے شارٹس میں ملبوس بچے نے گاڑی کو سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھا اور سڑک کی ایک طرف بھاگ نکلا،ازکان اور ہلال کی گردنیں اسکے تعاقب میں ہلیں. "ازکان میں نہیں چلا سکتی پلیز ...میں گاڑی روک رہی ہوں..."

"نہیں!"وہ اچانک بولا،اب تک ہاتھ اسکے لئے سٹیئرنگ کو قابو کر رہے تھے،اب کہ وہ گھما کر اسکو مین روڈ پر لے آیا تھا. "نہیں اترنا."

"پلیز..." اسنے منت کی.

"نہیں ستارہ! ڈرائیونگ لائف سکل ہے... تمہیں آنی چاہیے ہے، پکڑو اسے" وہ سٹیئرنگ چھوڑ کر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا. اور ہلال نے ہڑبڑا کر سٹیئرنگ وہیل پکڑلیا، انگلیاں کانپ رہی تھیں اور چہرے کی رنگت فق ہو چکی تھی. مین روڈ پر دھڑ دھڑ گاڑیاں آس پاس سے بھاگ رہی تھیں اور وہ حواس باختہ سی روڈ کو دیکھے جا رہی تھی.

کراچی کی جان لیوا سڑکیں.

"ہم مرجائیں گے..." وہ سرگوشی میں بولی تو وہ اب بھی پرسکون سا تھا جواب نہ دیا تو ہلال کلس کر چیخی،

"ہم مرجائیں گے از کان!"

وہ آہستہ آہستہ سے روڈ کے اس پار جانے کی کوشش میں تھی، سائیڈ ویو مرر میں دیکھتی وہ بولی جا رہی تھی اور وہ غیر محسوس سا مسکراتا ہوا سامنے دیکھ رہا تھا. "تمہارا دماغ خراب تو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں ہو گیا از کان.... پلیز... اب کہاں جانا ہے؟"اسنے راستہ پوچھتے ہوئے اسکو سو باتیں سنائیں،وہ تبیداری سے راستہ بتاتا رہا مگر اسکی اگلی پچھلی کسی بات کا جواب نہیں دیا.

"ہم مر جائیں گے ایسے... تمہیں میری نہیں تو اپنی جان کی بھی پروا نہیں ہے کیا؟ ٹھیک ہے مت دو جواب میں وہاں گاڑی روک رہی ہوں."

"نہیں ستارہ بیگم، تم گاڑی نہیں روکو گی آج، کراچی کے آخری کونے تک لے کر جاؤ گی اسکو، آئی بات سمجھ؟"

"از کان خالد! میری گاڑی کے آگے ایک انسان آ کر مرنے والا تھا... تمہیں کسی چیز کا احساس بھی ہے یا نہیں...؟"وہ تقریباً رو دی تھی."پلیز روکنے دو مجھے..."

اور یہ سلسلہ تقریباً مغرب تک چلتا رہا وہ روتے ہوئے گاڑی چلاتی رہی اور وہ غیر محسوس سا سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھا اسکو ڈرائیونگ کرتے دیکھ رہا تھا.

ڈش بورڈ پر بے میکس کا وہی مسکراتا ہوا بوبل ہیڈ جھوم جھوم کر اس تقریباً پھوٹ پھوٹ کر رونے والی ڈری سہمی لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا. تنقیدی، مذاق اڑانے والی مسکراہٹ.

دن کے آخر تک وہ مارے خوف کے پسینے میں ڈوب چکی تھی. سی ویو کے پاس جب اسکو گاڑی روکنے کی اجازت مل گئی تو اسنے کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر سیٹ بیلٹ کھولی اور دروازہ کھول کر سمندر کی جانب پوری قوت سے بھاگنے لگی تھی، پیچھے کھڑی گاڑی کا انجن ویسا ہی دھڑکتا رہا، اسنے کسی چیز کا خیال کئے بغیر سب ادھر کا ادھر چھوڑ دیا.

آنکھوں میں بے شمار آنسو تھے، اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا. ضبط سے روکے آنسو آبشار کی مانند بہ رہے تھے، وہ یہ سب نہیں کرنا چاہتی تھی... وہ تھک گئی تھی، بہت زیادہ!

سمندر کے پاس وہ ریت پر آ کر گری ہاتھ پیر ریت سے بھر گئے تھے، ایک ہچکی لینی تھی اور وہ چہرہ ہاتھوں میں دبا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، مٹیالے ہاتھ کہاں لگے، چہرے کا کون سا حصہ گندا ہوا گردن کپڑے کہاں ریت لگی اسے پرواہ نہیں تھی، شدّتِ ضبط نے اسکا سارا حوصلہ توڑ دیا تھا، قدرت ہر بار... ہر بار اسکو ایسے ہی توڑتی تھی، ایسے ہی کمزوری بے بسی لاچاری کا احساس دلاتی تھی.

چند لمحوں میں وہ اسکے عقب میں کھڑا جیبوں میں ہاتھ ڈالے سمندر کو تک رہا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دفع ہو جاؤ از کان!" وہ چیخ کر بولی تھی. آنکھیں کھولتے ہی اسے چبھن کے احساس پر انہیں واپس بند کرنا پڑا "نفرت ہے مجھے تم سے... آئندہ مجھ سے بات مت کرنا... میں نہیں آؤں گی تمہارے ساتھ کچھ بھی خریدنے... بھاڑ میں جاؤ..." وہ ہچکیاں لیتی روئی تھی وہ ویسا ہی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکے عقب میں کھڑا تھا، گہرا سانس لے کر ایک نظر اپنے قدموں کے آگے بیٹھی لڑکی کو دیکھا اور پھر اسکے برابر آ کر بیٹھ گیا. وہ ہاتھوں کی پشت سے ریت اور آنسو صاف کر رہی تھی. ہچکیاں سسکیاں ساحل پر بلند تھیں.

"اور تم وہ...." کھانس کر اسنے بات مکمل کرنے کی کوشش کی، "وہ منحوس بے میکس کی منڈی اتارو وہاں سے... مجھے کیسے ہنس ہنس کے دیکھتی ہے.... اٹھا کے پھینکو اسکو باہر !"

از کان ویسا ہی خاموش کن اسکے برابر میں بیٹھا اسے رونے کی اجازت دے رہا تھا. وہ چاہتی تھی اس حالت میں کہ سکتی تھی، وہ جیسے مرضی الفاظ استمعال کر سکتی تھی کیوں کہ وہ رو رہی تھی.

"بھاڑ میں جاؤ ازکان... تم سے تو میں کبھی بات نہیں کروں گی..." اسنے ازکان کو دھکے مارتے ہوئے کہا، "نہیں ہو تم میرے بھائی، نفرت ہے مجھے تم سے... بڑی ہو کر تم سے کبھی نہیں ملوں گی میں... جان چھڑا کر بھاگ جاؤں گی!"

ازکان ویسا ہی بیٹھا رہا، بس ایک دو بار اسکے دھکے دینے پر ادھر ادھر ہوا تھا مگر پھر ساکت بیٹھا رہا.

"تم کہتے ہو... ڈرائیونگ...." ہچکیوں پر ہچکیاں، "لائف سکل ہے... یہ کون سی لائف سکل ہے.... جس کو سیکھتے سیکھتے میری اپنی جان ہاتھ سے نکلنے والی تھی!" ایک بار پھر ازکان کو رکھ کے مقا لگایا تھا.

اب کے وہ ہچکیوں سسکیوں پر قابو پا چکی تھی مگر اسکی آنکھوں میں ویسا ہی غصہ تھا. وہ جانتا تھا وہ ایک سانس اوپر لیتا وہ اسکو کاٹ کھاتی. مگر وہ ازکان تھا، اور وہ ڈھیٹ تھا. جیب سے رومال نکال کر بے حد نرمی سے اسکا چہرہ ریت سے صاف کیا، وہ بھی منہ پھلائے ویسے ہی ریت صاف کروا رہی تھی... کام جیسی مرضی حالت میں ہوتا ہوا اچھا لگتا ہے.

رومال جیب میں واپس ڈال کر سیدھا ہوا.

"کیا ہوا؟"بڑی معصومیت سے پوچھا گیا سوال ہلال کے تن بدن میں آگ لگانے کے لئے کافی تھا. اسنے ایک مقا کس کر اسکے کاندھے پر دے مارا تھا.

"شرم نہیں آتی تمہیں؟"

"بڑا ہوں میں."

"بڑے ہو گے تم اپنے گھر میں"

"تم میرے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتی ہو."وہ دانت نکال کر مسکرایا.

"میں نہیں جانتی تمہیں."اسنے منہ موڑ لیا."پتا نہیں کون سے کچرے سے اٹھ کے آئے ہو ".

"پہلی اولاد کوئی کچرے سے نہیں اٹھاتا!"اسنے ہنس کر کہا.

"میں تمہیں نہیں جانتی!"وہ پھر چیخی.

"میں تو جانتا ہوں تمہیں تارہ،" اسنے اسکے کاندھے کے گرد بازو ڈال کر اسکو اپنے قریب کیا، اس بار کسی قسم کی مزاہمت نہیں ہوئی، وہ بھی اسکے کاندھے سے لگ کر بیٹھ گئی، وقفے وقفے سے گیلی سانس اندر کھینچتی رہی۔

لہروں کا شور تھا کانوں میں گیت بن کر سارے میں غم ہلکا کر رہا تھا۔

"تم ڈرائیونگ سے نہیں ڈرتی، تم اسکے ساتھ جڑی مضبوطی سے ڈرتی ہو۔" کچھ وقت بعد وہ ذرا سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔

"تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ دنیا ڈرائیونگ شوقیہ طور پر سیکھتی ہے اور تم سروائیو کرنے کے لئے سیکھ رہی ہا ہو۔ تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ سروائیو کرنا بہت مشکل ہے... تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ سروائیو کرنے کا مطلب اکیلے سب کچھ سر کرنا ہے... تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ زندگی تم پر مہربان کبھی نہیں ہوگی..." وہ اپنی دھن میں سمندر کو دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

"تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ تمہارا سفر بہت لمبا ہے... اس بات سے ڈرتی ہو کہ تمہارا سفر ایک اندھیر راستے سے ہے..."

اسنے اسکا سر سہلایا،وہ گنگ سی اسکو سنے گئی،"میں جانتا ہوں کہ تم ایک لڑکی ہو...ایک لڑکی ہو اور میرے نزدیک لڑکیوں کا زندگی کے سب سے خوبصورت حصے پر حق ہوتا ہے، اور تمہیں... تمہیں زندگی کا وہ خوبصورت رنگ نہیں ملا."ہلال نے ہچکی قابو کی."جب میں تمہیں آج سے دس بارہ سال بعد دیکھوں گا تو میرا دل دکھے گا،اور خوش ہو گا... کہ تم جو ایک لڑکی تھی...بس ایک لڑکی...اب وہ اندھیر سفر سر کر آئی ہو،اور تم از کان خالد کے بغیر جی سکو گی."

ہلال نے گردن اٹھا کر اسکو غصے سے دیکھا.(پاگل!منہ بند رکھو)

مگر وہ خاموش نہیں ہوا،"میں چاہتا ہوں کہ کوئی مرد تمہیں مکمّل کرنے کی حثیت نہ رکھتا ہو، تم خود ایک مکمّل عورت بن جاؤ،اور تمہارے حصے میں وہ مرد آئے جو ایک عورت سے مکمّل ہونے سے نہ ڈرتا ہو."

"لاتخاف!"وہ مسکرایا."لاتخاف ستارہ بیگم!"

ہلال کا میدہ اچانک الٹ کر رہ گیا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہلال"(عذا حیات)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

and let him be courteous

قسط:سوم" وَلْيَتَلَطَّفْ"

(باب اول: حصہ آخر)

"مجھے رنگ دکھتے ہیں...سیاہ،سرمئی،اور سفید!"

"سنا ہے بھوری آنکھیں سورج ہوتی ہیں سنا ہے نیلی آنکھیں سمندر ہوتی ہیں"

شاید بارش—

آسمان کی کوشش ہے

کہ آہستہ روئے

اتنا آہستہ

کہ ہم اُسے خوبصورت کہہ سکیں۔

اگر وہ تیزی سے گرتی،

ہم ڈوب جاتے۔

پھر وہ اوپر اٹھتی—

مگر کبھی کبھی

ہلکی پھوار ہی آسمان کا آخری آنسو ہوتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خاکستری پھیلتی ہے جب تک کہ پھٹ نہ جائے،

وہ سوجھتی ہے ان لفظوں سے

جو کہنا چاہتی ہے۔

کبھی گرج اجازت نہیں لیتی—

بس چمکتی ہے،

چٹختی ہے—

جیسے غم،

جیسے یادیں،

جیسے وہ اداسی

جو چیخنے کے لیے بہت خاموش ہو چکی ہو۔

پھر بھی ہم نیچے کھڑے رہتے ہیں—

سر پر ہڈ،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہتھیلیاں آسمان کی سمت—

ایسا ظاہر کرتے ہوئے

جیسے یہ صرف موسم ہے۔

(بادل کیوں خون رستے ہیں؟-"مارسی")

ناولز کلب

الباسٹر سٹون لیمپ کی مدھم پر سکون روشنی کے گھیرے کے نیچے پڑی الٹی ترچھی ادویات ساکت جامد سر کے ہوئے پردوں کے پار سر چڑھے دن کو تک رہی تھیں جو کہ اپنے وقت کے برعکس شام کا سما پیش کر رہا تھا، آسمان پر چھائے سرمئی بادلوں نے سورج کو ڈھانپ لیا تھا، ایسا لگتا تھا بادلوں میں غم چھایا تھا...

جیسے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے کی تیاری میں ہوں...

مڑا تڑا کمبل، سرد بستر اور وہی کاغذات. جن میں اسی شانسا نام کی لکیریں تھیں،

اشراقات خالد.

سفید ہیلز کے برابر میں ہی کہیں چھپا پڑا کاغذ کا ٹکڑا. سرد منجمد فضاؤں میں اڑتے بھورے پرندے تھے اور آسمان کی گہرائی.

گھنٹہ گھر کی مختصر سی ٹن ٹن اور پھول گلی میں اٹھتی پھولوں اور چائے کی وہی معمول کی مہک. اسی آسمان کے بادلوں میں سفر کرتے آؤ تو کراچی کی نم فضاؤں کی حدود میں داخل ہوتی بلیک سیوک اپنی دھن میں زوں سے بھاگ رہی تھی.

گاڑی کی ونڈ سکرین سے دیکھو تو وہ کانپتے ہاتھوں سے سٹیئرنگ وہیل پکڑے اندر ہی بیٹھی تھی، ایکسلریٹر پر ذرا سا دباؤ ڈالے اسنے اپنے آبائی شہر میں نظریں دوڑائیں.

پھر چہرہ جھکا کر سٹیئرنگ وہیل کے عقب میں موجود انسٹرومنٹل کلسٹر میں چمکتے فیول indicator کے برابر میں ٹائم کو دیکھا، ابھی تو بس دو ہی بج رہے تھے، میں بہت جلدی

آ گئی ہوں... وہ سوچ رہی تھی. پھر نظریں واپس روڈ پر جما لیں، جہاں سفید دھاریاں اسکی گاڑی کے نیچے آتی جا رہی تھیں.

اور پھر کسی چیز کا احساس ہونے پر اسنے کراچی کے رش میں فٹ پاتھ پر کھڑے لاپرواہ سے آدمی کو دیکھا، وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے چہرہ بڑے ہی... بڑے ہی مخصوص انداز میں جھکائے سڑک پر قدم رکھ چکا تھا، ایسے میں ہلال کے دل پر کسی نے پیر رکھ دیا. اسے احساس ہوا کہ سٹیئرنگ وہیل اسکے کپکپاتے ہاتھوں کے کنٹرول میں نہیں رہا اب.

"نہیں..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسنے لرزتے ہاتھوں سے سٹیئرنگ وہیل تھامنا چاہا، خون... خون... خون...

سارے میں بس ایک ہی رنگ پھیلتا جا رہا تھا، نہیں نہیں نہیں...

اسکے ہاتھوں میں جان نہیں بچی تھی، کیا تھا جو اسے روک رہا تھا، پوری قوت سے ہلال خالد نے بریک پر پاؤں رکھ کے سٹیئرنگ وہیل تھام کر یک دم اسکو پورا گھما دیا.

لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکی نگاہیں بھٹک کر ڈیش بورڈ پر دندناتے بابل ہیڈ پر ٹھہر گئیں.

وہی... وہی تنقیدی نگاہیں، وہی تنقیدی مسکراہٹ. وہی مذاق اڑاتی سرد سا کت بے میکس کی بے تاثر آنکھیں.

گاڑی ایک ہی لمحے میں پوری گھومی، ایک سکریچ سی آواز نے جیسے سارے جہاں کو اپنی گونج میں لپیٹ لیا، سڑک پر گاڑی کے ٹائر رگڑ کر اپنے نقش چھوڑ گئے اور ایک جھٹکے سے گاڑی دوسری پار آ کر کھڑی ہو گئی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ارد گرد چلتی بھاگتی دنیا جیسے اس گاڑی کے جھٹکے سے رک جانے پر تھم سی گئی.

اندر بیٹھی ہلال جھٹکے سے آ کر سٹیئرنگ وہیل پر زور سے لگی، اسے لگا تھا اس شدّت سے اسکا سینا کھل گیا ہے.

بالوں کی لٹیں اڑ کر چہرے سے آ لگیں اور سیٹ پر پڑا پرس بھی دھپ ایک طرف کو نیچے گر گیا.

ساکت جامد دنیا میں ہلال کو لگا تھا وہ مر گئی ہے اور یہ اسکی زندگی کے آخری سات منٹ ہیں جب لوگوں کی نگاہیں اسکے جامد وجود پر رکی کھڑی ہیں... کیا وہ اسے افسوس سے دیکھ رہے تھے؟

یا وہ اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کوئی کسی مجرم کو خوف سے دیکھتا ہے؟

ایک سانس اوپر لینی اور اور ہلال کو احساس ہوا کہ ابھی ابھی کیا ہوا ہے.... تنقید بھری نظر بے میکس نے ہلال پر ڈالی.

سر ہاتھوں میں گرائے افسوس کرتے لوگ مسلسل اسکی گاڑی کو دیکھ رہے تھے. ہلال جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے سڑک کو تک رہی تھی، گھوم کر پہلو میں دیکھنے لگی،

"ازکان!" مگر پھر وہ ٹھہر گئی... اسے ٹھہرنا پڑا... آنکھوں میں آنسو ابل کر گرنے کو تھے. وہاں کوئی ازکان نہیں تھا اسکی مدد کے لئے... اسنے ٹھیک کہا تھا وہ ڈرتی تھی کہ اسکو مضبوطی کا یہ سفر اکیلے طے کرنا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

قطار در قطار مرد اور عورتوں کا ہجوم جمع ہونا شروع ہو گیا. ہلال کو لگا جیسے سارا بازار ہی اسکا تماشا دیکھنے آ گیا ہے.

چیخیں، بلند و بالا چیخیں... عورتوں کی آنکھوں میں چمکتے آنسو اور مردوں کے چہروں پر برہمی دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی تھی.

اسکے ڈھیلے ہونٹوں میں کپکپی تھی. برق رفتاری سے دوپٹہ سر پر ڈال کر وہ گاڑی سے باہر نکلی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایمبولینس بلاؤ ئے!"

ہلال کے قدم ڈگمگا گئے. لمحے کو رکی، لوگوں کی آنکھوں میں حیرت اور خوف دیکھ کر ہلال کا حوصلہ بالکل ہی ٹوٹ گیا. آنکھوں سے آنسو ٹپکنے والے تھے. خود کو حواس میں رکھتے ہوئے وہ آگے کو چلی.

گاڑی کی گرم جلد اسکے بازو کو لگتی رہی.

"اوہ بی بی یہ تم نے کیا کیا ہے؟"ایک مرد نے سر پر ہاتھ رکھ کر اسکو کہا. ہلال اسے دیکھ کر رہ گئی تھی،اسنے کیا کیا تھا؟

ہلال نے کیا کیا تھا؟اسکے سامنے کھڑے لوگ اسکو دیکھ رہے تھے اور وہ جیسے انکے لئے بہری ہو گئی تھی....

وہ آہستگی سے گاڑی کے بونٹ کے پاس آئی... کیا دیکھنا تھا... کیا دیکھنا تھا اسنے اس بڑے دن پر...؟

اور سامنے منظر دیکھ کر آنکھیں مضبوطی سے بند کر لیں.

سانس اکھڑنے لگا.

چہرے پر ہاتھ رکھے وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی.

آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں. دل سہم کر رہ گیا تھا...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خون آلود، زخمی آدمی، جسکا ظاہر ہے سر پھٹ گیا تھا. وہ اسکی گاڑی کے بونٹ کے پاس پڑا تھا... بے حس و حرکت...

بالکل اس جلی ہوئی لاش کی طرح...

بالکل اس جلی ہوئی لاش کی طرح...

ہاتھوں پر خون تھا، اور دور کہیں کوئی زور زور سے دھاڑیں مار کر رو رہا تھا... یہ میں نے نہیں کیا....

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

او نہوں! یہ تم نے کیا ہے... تم! تم ہو اسکی زمہ دار!

نہیں... میرا یقین کریں بابا... میں نے... میں نے امی کو نہیں مارا... وہ کہیں جھکی بیٹھی تھی، سر نفی میں ہلتا جا رہا تھا اور اسکی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں... بابا آئی پرومس میں نے نہیں کیا... پلیز، بابا میری طبیعت خراب ہو رہی ہے... میری مدد کریں پلیز... اسکے حلق سے کچھ باہر آنے والا تھا.

میں ایک قاتل کی مدد کیوں کروں،ہاں؟تم نے تو مار دیا نہ میری بیوی کو؟میں تمہاری مدد کیوں کروں گا؟

بابا میں نے نہیں کیا...بابا میں قاتل نہیں ہوں...!!

لوگوں کی چیخوں اور پولیس کے سائرنز میں ایمبولینس چیختی چنگھاڑتی وہاں پہنچ گئی تھی،مگر ملال اور گلٹ کی وجہ سے یہ سب ہنگامہ پس منظر میں رہ گیا،ڈبڈبائی آنکھوں سے وہ اسکے قریب جھکی تھی.میں قاتل نہیں ہوں...

تم قاتل ہو!

قاتل

جانور

بھیڑیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بال خون سے لت پت تھے، جن کی لٹوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے، لمبی پلکوں والی آنکھیں بند تھیں اور بازو چہرے پر دفاعی انداز میں رکھا تھا، اور تقریباً بے جان تھا، اسنے نفی میں سر ہلایا،

"نہیں... "لبوں پر ہاتھ رکھے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی چلی گئی، جیسے زمین بوس ہو گئی ہو... جیسے ہار گئی ہو.

گھٹنے زمین پر رکھے اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ خون اب اسکی قمیض پر جم رہا تھا.

وہ لاتعلق سی اس شخص کو دیکھ رہی تھی. یاسیت سے، کانپتے ہوئے انگلی کے پورے اس شخص کی شرٹ پر پھسل گئے تھے. ہونٹ ڈھیلے اور شکستہ تھے.

"اللہ تعالیٰ... میرے ساتھ ایسا مت کریں... میں ایک اور جان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی رحم فرما... رحم فرما... مجھ پر رحم فرما...."خود کلامی میں وہ کہتی بیٹھی بیٹھی اسکے وجود پر جھکی تھی، تکلیف سی تکلیف تھی... قیامت سی قیامت تھی.

مگر آنسو؟ وہ کہاں گئے؟ آنکھیں سختی سے بند کیے تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایسے میں ایک نرس نے ہلال کو ایک طرف کیا، آنکھیں کھول کر اسنے دیکھا تو اس شخص کو سٹریچر پر لٹا کر لے جایا جا رہا تھا. وہ تڑپ اٹھی تھی... اسے سب بھول چکا تھا... اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا.

"میم... اٹھیں، آپ کے کپڑے گندے ہو چکے ہیں... اٹھ جائیں..." افراتفری روش میں کہیں کھائی میں سے آواز آتی سنائی دی تھی... بلکہ یوں تھا کہ آوازیں اسکے کانوں میں نہیں پڑ رہی تھیں، ارد گرد موجود لوگ افسوس بھری نظروں اور دعاؤں کا کام کر رہے تھے.

وہ ایسے کسی کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی... وہ ایک ڈاکٹر تھی اسکی وجہ سے کسی کا خون بہا تھا، اسکی زندگی چکر کاٹ کر رہ گئی، وہ خون آلود آدمی اسکے سامنے سے ہوتا ہوا ایمبولینس میں لٹا دیا گیا تھا. وہ اسکی نگاہوں کے سامنے سے گزرتا گیا، جیسے چلتی فلم کا تیز دھار سین ہو جو رک کے ہی نہیں دے رہا تھا. اسنے ہاتھ بڑھایا... وہ دور تھا.

"میم روڈ پر سے اٹھ جائیں... آپ کے کپڑوں کو خون لگ گیا ہے..."

مگر وہ سن نہیں رہی تھی، اس شخص کا جسم ایمبولینس کی حدود میں غائب ہوتا چلا جا رہا تھا.

وہ دروازے بند کرنے ہی والے تھے کہ ہلال ایک ہی سیکنڈ میں اٹھ کھڑی ہوئی،

آسمان تیز دھار گرج کا شکار ہوا تھا،بادلوں میں بجلی کی کمانیں ظاہر ہوئی تھیں.

خود کو نرس سے چھڑا کر آگے کو بھاگی،اسی دوران بونٹ کے آگے موجود خون آہستگی سے

جمتا جا رہا تھا... ہلال کا دوپٹہ لہرا کر ایک طرف کو ہو گیا تھا،ہاتھوں پیروں پر خون لگا تھا،

سب کچھ جم رہا تھا. اسکا وجود... اسکا ذہن،سب کچھ.

جیسے ہلال کے جسم سے جان نکلتی جا رہی تھی.

"میری بات سنیں سسٹر!"ہلال نے اسکا بازو پکڑ کر اسے گھمایا،وہ رک کر اسکا چہرہ دیکھنے

لگی،وہ جانتی تھی اسکے پاس وقت تھا نہ ہلال کے خود کے پاس،"میں بھی چلنا چاہتی ہوں

...یہ میری وجہ سے ہوا ہے... میں... اسکی ذمہ دار ہوں میں!"

وہ جو ایمبولینس میں چڑھنے لگی تھی اسکے پاس بحث کا کوئی وقت نہیں تھا ہلال کو راستہ دے

کر وہ خود آگے والی نشست پر جا بیٹھی تھی اور ہلال خالد کی کالی گاڑی اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی

رہ گئی تھی. پولیس اسکی گاڑی کے گرد حدود مارک کر چکی تھی. پیلی پٹیاں اب لوگوں کو بلیک سیوک سے الگ کر چکی تھیں اور وہاں کھڑا ہجوم ایک ایک کر کے ٹوٹتا جا رہا تھا.

آسمان پر بھورے پرندے ویسے ہی اڑ رہے تھے اور بادلوں میں اچانک ہی ایک زوردار بجلی نے راستہ بنا کر آسمان کاٹ ڈالا، آسمان اسکی روشنی سے لمحے بھر کو منور ہوا تھا. اسکے غائب ہوتے ہی برابر میں ہی اسکے دھاڑنے نے کراچی کو دہلا کر رکھ دیا تھا.

تڑ تڑ بھاگتی گاڑی میں نرسیں اس آدمی کا جگہ جگہ سے خون روک رہی تھیں، اندر سے موت جیسی سفیدی ہلال کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی....

لرزتے وجود کو سمبھالتی ہلال نے اسکی ادھ کھلی آنکھوں میں دیکھا... سرمئی تھیں وہ. بادلوں جیسی سرمئی آنکھیں...

ایمبولینس زوں سے بھاگتی ہوئی دور چلی گئی، خون سے لت پت وہ شخص جیسے ادھ کھلی آنکھوں سے ہلال کو ہی تکے جا رہا تھا.

تقریباً پانچ منٹ میں وہ ہسپتال میں تھے اور اس شخص کو ایمرجنسی سیکشن لے جا چکے تھے. سارا راستہ ہلال نے

صرف اسکی زندگی کی دعائیں مانگی تھیں. وہ نہیں جانتی تھی یہ کون ہے، مگر وہ اسکی اذیت دیکھ کر تڑپ اٹھی تھی.

شاید یہ انسانیت کا تقاضا تھا.

ہسپتال کے کترتے ماحول اور طرح طرح کی اٹھتی کیمکل کی بو میں وہ بے چینی سے ادھر ادھر گھوم رہی تھی.

وہ کسی کی موت کی ذمہ دار نہیں ہونا چاہتی تھی، وہ اس بوجھ سے واقعی مر جائے گی. وہ ایک اور لاش کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی تھی.

بیشانی سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتا پسینہ وہ اپنے کریم کلر کے کوٹ کی آستین سے صاف کر لیتی تھی. ہاتھوں پر البتہ جگہ جگہ اسی آدمی کا خون لگا تھا. منہ رگڑا تو چہرے پر بھی خون کے دھبے لگ گئے.

قطار در قطار لوہے کی کرسیوں پر بیٹھے افراد اسکو ایک تیکھی نظر دیکھ لیتے پھر سر جھٹک کر اللہ اللہ کر لیتے.

انتظار کی گھڑیاں آہستہ آہستہ اسکے جسم میں بچا خون کا ایک ایک گرم قطرہ چوس رہی تھیں، اسکے ہاتھوں کی لرزش اور بڑھ گئی، "مجھے اتنی لاپرواہی نہیں کرنی چاہیے تھی... میں اتنی لا پرواہ کیوں ہوں...؟" وہ خود کو کوس رہی تھی.

"میں ہر چیز میں اتنی لاپرواہ کیوں ہوں...؟ میری طبیعت خراب ہو رہی تھی... میں ڈاکٹر سے ملنے نہیں گئی... میں ہر بار اپائنٹمنٹ مس کر دیتی ہوں... میں ادویات صرف ضرورت کے وقت لیتی ہوں، میں تو ایسے مر جاؤں گی!"

آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے اور وہ گرم گرم اسکے سرد گالوں پر نہیں ٹپکتے تھے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آہ بھر کر رہ گئی تھی.

ہاتھ میں فون تھا جس پر کالر لسٹ کھلی تھی، جو نام اوپری جگہ پر جگمگا رہے تھے وہ اناشہ داؤد اور ہادی کے تھے.

موبائل پر انگلی پھیرتی رہی مگر اسکو کچھ سمجھ نہیں آیا، ہلکے بھورے بال اسکے چہرے کے اطراف سے اسکی سامنے گرے تھے، ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے موبائل کی نیلی کرنیں شہد بھوری آنکھوں سے ٹکرا جاتیں.

اس لمحے ہلال کو احساس ہوا وہ صرف ازکان ہی کو مشکل میں پکارنے کی ہمّت رکھتی تھی. وہ اور کسی سے مدد نہیں مانگ سکتی تھی. کون ہوتے ہیں وہ لوگ جو مدد مانگنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟

ہلال کی آنکھیں ایک بار پھر بھیگ گئیں. شدّتِ بے بسی میں اسے آج احساس ہوا تھا اسکے پاس تو کوئی تھا ہی نہیں.

وہ تو بہت اکیلی تھی...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اکیلے پن کا یہ احساس...

وہ کمزور، نڈھال لوہے کی کرسی پر بیٹھ گئی. ہاتھ اٹھا کر وہ بس دعا کر رہی تھی. دعا کرنا اتنا مشکل کیوں لگتا ہے؟

"میرے اللہ... میرے اللہ..." اس سے زیادہ وہ کچھ بول نہیں سکی. اسکی آواز ٹوٹ رہی تھی. گلے میں پھندے لگتے جا رہے تھے، ہسپتال کی سفید چیر دینے والی راہداریوں میں خالی نگاہیں بھٹکتی رہیں.

اور وہی مخصوص شور. بچے کا رونا... دعائیں صدائیں، اور سٹریچر کی پہیوں کی سڑ سڑ...

لرزتے ہونٹ اور بھڑکتا دل اسکو حواس باختہ کر رہے تھے.

آنکھیں بند کر کے اسنے ازکان کی کہی باتوں کو یاد کرنے کی کوشش کی، کچھ یاد نہ آیا، اسے کچھ سمجھ بھی نہیں آیا. بس...

جلی کوئی لاش... وہ تھی جو آنکھوں میں گھومتی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جلی ہوئی جلد... مردہ آنکھیں... ایک غیر شانسہ چہرہ اور موت.... سارے میں موت!

نہیں!.... اسنے تیزی سے آنکھیں کھولیں، ہاتھ بے اختیار سینے پر جا لگے، سانس پھولتا چلا گیا، شہد بھوری آنکھوں میں سرخی اتری تھی، سر نفی میں ہلاتی وہ گہرے گہرے سانس لے کر اسنے اپنی رنگت بحال کرنے کی کوشش کی.

پھر جیسے نظر سرخ کپڑوں پر لگے خون پر پڑی...

"قاتل کو کہیں سکون نہیں ملتا!"

کانوں میں ایک اور گونج بلند ہوئی، حدید مومن کی مردہ آنکھیں... اشراقات... اوہ خدایا!

"ہلال خالد، کدھر ملیں گی؟"

کچھ دوری پر اپنا نام سن کر چونکی. سوچوں کی مالا ٹوٹ گئی. مالا سے پھول الگ الگ ہو کر زمین بوس ہوئے.

سر اٹھا کر دیکھا تو پولیس کی وردی میں ملبوس دو مرد اور ایک لیڈی اٹینڈنٹ کھڑے تھے.

معاملہ اتنا بگڑ گیا تھا؟ اسکا دل دھڑکنا بھول گیا. وہ بے حد خوف زدہ تھی. اپنا نام سن کر اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا.

لیڈی اٹینڈنٹ کی نگاہیں ہلال کے بھیگے چہرے پر پڑیں تو وہ جان گئی تھی کہ انہوں نے اسے پہچان لیا تھا.

لوہے کی کرسی پر بے چینی سے بیٹھی کریم کلر کے لونگ کوٹ میں اور سرخ رنگ میں زائل خون کا رنگ، میں ملبوس وہ عورت. انہوں نے اسکو فوراً ہی پہچان لیا تھا.

وہ تھر تھراتی کھڑی ہوئی. گود میں رکھا فون تھاہ کی آواز مارتا زمین پر جا لگا، دو پلٹیاں کھا کر فون ایک طرف کو ساکت ہو گیا. ارد گرد دنیا تو جیسے رک ہی گئی تھی. اسے لگا ساری دنیا اسے ہی دیکھ رہی تھی، اور اسے بالکل ٹھیک لگا تھا. وہاں موجود ہر بندہ اسے دیکھ رہا تھا.

پولیس؟ وہ بھی ایک عورت کی تلاش میں؟ چچ چچ... کیا وقت آ گیا ہے...

اب رہی سہی کسر سامنے سے آتے لوگوں کی رفتار نے پوری کر دی، ہلال کی زرد رنگت بھی اڑ چکی تھی. اسنے ایک ایک کر کے ان تینوں کے کرخت چہرے دیکھے. آنکھوں میں منظر دھندلا رہا تھا. پلکیں تک کانپ رہی تھیں.

"بی بی، ہلال خالد؟" دراز قد والا آدمی بولا.

اسنے اثبات میں سر ہلایا.

"کراچی کے بازار میں ہونے والا حادثہ رائٹ؟" ہاتھ میں نوٹ پیڈ لئے اسنے ایک انگلی کے اشارے سے پوچھا تھا.

وہ ڈھیلے لبوں سے اسے تکے جا رہی تھی.

"میرا یقین کریں... میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا..." وہ ہکلا کر بولی تھی. "وہاں بہت... رش تھا..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جانتے ہیں، بی بی." عورت نے ہاتھ اٹھا کر اسکو چپ ہونے کا اشارہ کیا "اور معاملہ کتنا گہرا ہے، یہ متاثر فرد کے جاگنے کے بعد ہی پتا چلے گا. فی الحال آپ ہمارے ساتھ تھانے چلیں." رعب تھا، حکم تھا، ماننا تھا.

تھانے کا نام سن کر ہلال کی ہوائیاں اڑ گیئں.

اسنے زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی تھانے کی بھی ہوا کھائے گی. خوف زدہ ہو کر وہ بت کی طرح کھڑی رہی. عورت نے اسکو بازو سے پکڑ کر گھسیٹا. وہ سرد تھی.

"جلدی چلو... ٹائم نہیں ہوتا ہمارے پاس، تمہارے جیسے سو اور دیکھنے ہوتے ہیں ہمیں."

باقی دو افسران ہلال کو قدرے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے.

ہلال بس اتنا جانتی تھی کہ جو عورت تھانے کا چکر لگا آتی ہے، گویا اسکی عزت کا جنازہ اٹھ گیا ہو. وہ ڈھیلی پڑھ گئی تھی. وہ عورت اسکو بڑی بے دردی سے ساتھ گھسیٹ رہی تھی. وہ کچھ کہ نا سکی. وہ دھواں دھواں سی انکے ساتھ چل رہی تھی. اسکے چہرے پر جیسے برسوں کی خشکی ہو... کیا تھانے جا کر وہ ہر لاش کا حساب دے گی؟ آنکھیں سرخ تھیں.

سینے میں دھڑکتے دل نے اپنی قسمت کو قبول کر لیا.

"میرے مالک... اپنے اس گناہ گار کی..." ہونٹوں سے صدا نکلی، جو بھیج میں ہی نہیں ڈوب گئی.

سیڑھیوں کو اپنے سامنے دیکھ کر ہلال ہر طرح کی امید ہار چکی تھی، ارد گرد دیکھا تو لوگ اسکو بغور دیکھ رہے تھے. چہرے پر اتنی خشکی تھی کہ جیسے وہ کسی لاش کو پکڑ کر لے جا رہے ہوں.

"جلدی چلو!" لیڈی اٹینڈنٹ نے اسکو جھڑکا، وہ سہم کر رہ گئی تھی. اس جھٹکے نے اسکو ریلنگ کے پاس گرا دیا، وہ زمین بوس ہوئی تو کاندھے پر لٹکا دوپٹہ ریت میں گری شہزادی کی پوشاک کی طرح آہستہ آہستہ سے ہسپتال کی سرد ٹائلوں پر اسکے برابر گر گیا.

پاکستان کے سب سے بڑے مینٹل ہسپتال کی وائس ہیڈ کو پہلی نظر میں پہچانا جا سکتا تھا، مگر اسکے چہرے پر اڑی ہوائیاں اسکا چہرہ غیر شناسا بنا گئی تھیں. اب کہ لیڈی اٹینڈنٹ اکتا کر اسکو اٹھا رہی تھی، "اتنی زور سے بھی دھکا نہیں مارا میں نے تمہیں... کیسی کیسی نازک

عورتیں ہیں... اٹھ جا اب!"اسنے اسکا بازو تھام کر اسکو ایک بار پھر جھٹکا دیا،ہلال کی آنکھیں تذلیل سے خشک ہوتی چلی گئیں. ساتھ کھڑے مردوں نے بیچ سے ہلال کو دیکھا.

"ہلال خالد"نرس بھاگتی ہوئی واپس آی،"ہلال صاحبہ!"

لیڈی اٹینڈنٹ اسکا نام سن کر ٹھٹھک کر رکی تھیں.

کیا دعائیں اتنی جلدی بھی قبول ہوتی ہیں؟ کیا اللہ واقعی دلوں میں رہتا ہے؟

اسنے تو ابھی سوچا بھی نہیں تھا. اس نرس کے چہرے کی چمک دیکھ کر ہلال کا دل کچھ ہلکا ہوا. آس پاس لوگ خاموش تماشائی بنے دیکھ رہے تھے. نرس ریلنگ کے پاس رکی.

"ہلال صاحبہ! انکی حالت سمبھل گئی ہے."وہ کپکپاتی ہوئی نرس کو دیکھ رہی تھی.

"شکر ہے! شکر ہے!"

"شکر ہے میرے رب!"دل نے پھٹ پھٹ کر صدائیں لگائیں. نرس نے جھک کر ہلال کو اٹھنے میں مدد دی.

اگلے دس منٹ میں نرس افسران کو ساری تفصیلات بتا چکی تھی۔

"بازو دفاعی طور پر سر پر رکھا گیا تھا جسکی وجہ سے سارا خون انکے سر پر پھیل گیا تھا۔ سر پر ذرا سی خراش کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے، بازو پر مرہم پٹی کر دی گئی ہے۔ باقی معاملہ سنگین نہیں ہے۔" وہ بہت ہلکے لہجے میں بتا رہی تھی۔

ہلال نے سکھ کا سانس لیا۔ افسران کاپی پر نوٹ کرتے کرتے ہلال کی طرف مڑے۔

"ٹھیک ہے جی! گرفتاری نہیں بنتی لیکن، جرمانہ ادا کرنا ہو گا۔" اسنے اثبات میں سر ہلا دیا، جبکہ لیڈی اٹینڈنٹ اب بھی نقاہت زدہ نظروں سے ہلال کو دیکھ رہی تھی، جیسے اسکے کچھ پرانے حساب رہ گئے ہوں۔

اگلے آدھے گھنٹے میں ہلال جرمانے ادا کر کے واپس آئی تھی۔

اسکی گاڑی کو ہسپتال کے آگے چھوڑ دیا گیا تھا،جہاں سے اسنے اسکو مزید ہاتھ لگانے کی کوشش بھی نہیں کی. وہ اسے پارکنگ لاٹ میں چھوڑ کر پیدل ہی گئی تھی. ہسپتال کی سفید راہداریوں میں واپس آئی تو چہرے کو ایک بار پھر رگڑا.

سامنے ہی اسے نرس مل گئی تھی.

نرس اس سے گرم جوش انداز میں ملی تھی،اور ہلال نے اس شخص سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ اسکو اسکے کمرے تک لے آئی تھی. "خدا آپ کی مدد کرے صاحبہ." جانے سے پہلے نرس نے نرمی سے کہا اور ہاتھ میں اسکو اسکا فون تھمادیا. تو وہ پہلے تو اسے دیکھتی رہی ،پھر آہستگی سے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے،اور اسنے دیکھا کہ وہ شکریہ وصول کئے بغیر ہی اپنی راہ ہولی. سر جھکا کر فون کو موڑ موڑ کر دیکھا،اسکی سکرین پر صرف ایک کریک آیا تھا.

کوئی بات نہیں!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس شخص کا کمرا تھوڑا آگے تھا. دروازہ کھٹکھٹا کر وہ اندر داخل ہوئی. چہرے پر زمانوں کی تکان تھی.

اسکے قدموں کی چاپ سن کر اسنے آنکھیں کھول لیں. گھنی پلکوں کے نیچے سہر زدہ کر دینے والی سرمئی آنکھیں.

ہلال کا چہرہ دیکھ کر ماتھے پر بل پڑے مگر پھر وہ سمبھل گیا.

الجھی ہوئی نگاہوں والا ایک حسین چہرہ تھا... جو قدم قدم چلتا اس پار آرہا تھا... اس کنارے آرہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خون سے لدے کپڑے...

کاندھے پر زرد پرس اور کلائی میں ایک چمکیلی بریسلیٹ.

بس یہ تھی وہ.

"کیا تم اب ٹھیک ہو؟"وہ اسکے سر پر کھڑی تھی، آواز دھیمی اور ایسی کہ وہ مرہم رکھنے کی قوت رکھتی ہو.

"ہوں..."وہ اس اتنا ہی کر سکا.

وہ سر جھکائے اسکے دائیں جانب کھڑی رہی. اسکے بازو کو بغور دیکھ رہی تھی. پھر چہرہ گھما کر اسکے ساتھ لگی تاروں کو دیکھا،وہ جگہ جگہ پٹیوں میں لپٹا تھا. ہلال کو بہت سارا افسوس ہوا تھا.

"معافی چاہتی ہوں..."وہ شرمندہ نظر آئی، گالوں پر شرم سے سرخی نمودار ہوئی،اسکے بھی چہرے پر خون کے دھبے تھے.

پلکیں جھکی تھیں اور آنکھیں اس قدر افسوس میں ڈوبی تھیں جیسے وہ ڈبڈبا کر بہت سارے آنسو بہا جائیں گی.

خاموشی...اسنے جواب نہیں دیا. وہ بھی مزید کچھ نہیں بولی.

وہ اسے دیکھتا رہا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اسے نہیں دیکھ سکی.

وہ سانس لیتی رہی.

وہ سانس نہیں لے سکا.

اس خالی کمرے جہاں دو جانیں تھیں بس، ایک کی پلکیں نہیں اٹھتی تھیں اور ایک کی پلکیں نہیں جھکتی تھیں. خاموشی کی جیسے زنگ آلود زنجیریں انکے گلوں میں پھندا صورت بندھ گئی ہوں. اسنے تھوک نگلا.

"شکل سے خڑوس پولیس والی لگتی ہو." سماعت میں ایک بھاری آواز گونجی.

ہلال نے سر اٹھا کر اسکو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا. شہد آنکھیں سرمئی آنکھوں کے حصار میں آئیں.

وہ اس طرح کے جواب کی توقع نہیں رکھتی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ ہی گھنٹوں پہلے وہ ایک غیر آدمی کے لئے دعا مانگ رہی تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح بچ جائے، مگر اب اسکو ہسپتال کے کپڑوں میں دیکھ کر ہلال کو اس پر ذرا بھی ترس نہیں آرہا تھا.

سرمئی آنکھیں اسکو اچانک ہی بہت بری لگیں.

"اچھا ہی ہوا تم میری گاڑی کے نیچے آگئے! کاش سر بھی پھٹ ہی جاتا، اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم جیسی بلا میری گاڑی کے نیچے آئے گی تو میں اس بات کو یقینی بناتی کہ تم اچھی طرح سے کچلے جاؤ، شتر مرغ!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بظاہر وہ خاموش ہی رہی. غصہ ضبط کر کے اسنے اپنے پرس کی سٹریپ زور سے پکڑی اور "اچھا" کہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتی باہر چلی گئی. شہد آنکھوں نے سرمئی آنکھوں کا حصار چھوڑ دیا تھا.

اسکو ابھی بھی پولیس کا خوف تھا ورنہ اسکے پاس بھی کم جواب نہیں تھے.

"عجیب جاہل! بچ گیا تو شوخا ہو رہا ہے۔" اسنے خود کلامی میں کہا۔ ہلال نے اس بات کو یقینی بنایا تھا کہ وہ اپنے پیچھے دروازے کو ایسے ٹھاہ سے مار کے جائے کہ آدھا ہسپتال اسکی نفرت پر گواہ بن جائے۔

اگر دعائیں مادی صورت میں عرش پر جاتیں تو ہلال خالد کا بس نہ چلتا وہ عرش پر جا کر اپنی ساری دعائیں واپس لے آئے۔ دروازہ ٹھاہ سے لگا اور باہر بیٹھے ہر فرد نے چونک کر اس سمت دیکھا، عجیب عورت ہے، کبھی غم سے بے حال کبھی غصے سے بے قابو؟

"اب اسکے بلز بھی مجھے ہی دینے پڑیں گے۔ ہو گا کوئی بے روزگار ماں کا لال۔"

سب کام نمٹا کر وہ باہر آئی، ہسپتال کے سامنے ایک باغ تھا۔ تھکی ہاری وہ وہاں کسی بینچ پر بیٹھ گئی۔ انگلیوں پر موجود سونے کی انگوٹھیاں اتار اتار کر واپس پہن رہی تھی، دن غروب کر رہا تھا اور وہ ویسے ہی خون آلود کپڑوں میں ملبوس تھی۔ ایسے میں گزرنے والوں نے مڑ مڑ کر اسکی حالتِ زار کو دیکھا، مگر اسے فرق نہ پڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سورج کی ترچھی کرنیں اس سے ٹکرا رہی تھیں اور کراچی کا شہر ایسے ہی بھاگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی ہلال کی زندگی الٹی ترچھی ہو کر ختم نہیں ہونے والی تھی... اوف یہ دنیا!

آنکھوں میں آئے آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کر صاف کیے، البتہ چہرے پر اب تک داغ تھے.

وہ ہر چیز سے تھک گئی تھی، وہ گھر جا کر بہت سارا رونا چاہتی تھی.

دور بلیک سیوک اپنی شان میں کھڑی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کانفرنس روم میں کھڑا وہ جلا کٹا سا ارد گرد چل رہا تھا اور تمام ڈاکٹرز اسکو یوں چکر کاٹتے دیکھ رہے تھے، اسکے بائیں جانب سے سورج کی ترچھی کرنیں کمرے کو منور کر رہی تھیں.

ایسے میں اناشہ قدرے پریشان نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور ساتھ ہی کھڑی ہادیل سینے پر بازو لپٹائے زبان گالوں پر پھیرتی اسکو قدرے تیکھی نظروں سے تک رہی تھی،وہ ہادی تھی، بے نیاز اور بے لگام تھی.

جبکہ داؤد اکتایا ہوا کھڑا تھا،باقی ڈاکٹرز کے بھی کچھ یوں ہی حالات تھے.

گہرے سانس لیتے وہ اس بے معنی میٹنگ کے برخاست ہونے کے انتظار میں تھے،انہیں عارف کے غصہ سے کوئی سروکار نہیں تھا،بہت سے ڈاکٹرز کی ڈیوٹی آف ہونے لگی تھی اور عارف کے برابر میں لگی کھڑکی سے انکے دل کے قریب،انکا لاڈلا clematis cafe اپنی سہانی بیلوں میں جگمگ کرتا جھلک رہا تھا.

"وائس ہیڈ ہلال خالد صاحبہ کی اس وقت غیر موجودگی میری سمجھ سے باہر ہے!"وہ بلآخر پھٹ کر بولا اور ابرو اٹھائے ہادی نے آنکھیں سکیڑ لیں،باقی لوگ خاموش رہے."ہم اس وقت ہسپتال کی شفٹنگ میں مصروف ہیں،ہمارے پاس بہت سے مہاجر ہیں،ہسپتال میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک بہت بڑا سوشل ایونٹ ہونے والا ہے اور یہ میڈم چھٹیاں منانے کراچی پہنچ گئی ہیں، مجھے اس چیز کی امید نہیں تھی ان سے۔" اسنے تاسف بھرے تاثر سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"یہ ہمارے ہسپتال کی تاریخ میں دوسرا سال ہے جب ہلال صاحبہ نے میرے ساتھ تعاون نہیں کیا،

I dont get the point of her being a Vice Head

اس بات سے بہت سے ڈاکٹرز کے چہرے خفت سے پھر گئے...

"میں یقین سے یہاں کسی کو بھی گواہ بنا سکتا ہوں انکی نااہلی پر!" پیشانی شکن آلود تھی۔

ہلال خالد ایک بہت اچھی لیڈر تھی۔ جس طرح سے اس اسائلم کی مینجمنٹ ہلال نے سمبھالی تھی شاید ہی کوئی اور سمبھال سکتا۔ اپنے کام سے مخلص اور اپنے کورکرز کا احساس کرنے والی انکا تجربہ حاصل کرنے میں حوصلہ افزائی کرنے والی۔ ڈاکٹرز کے دلوں میں ہلال کے لئے بے پناہ رفاقت تھی، عزت تھی اور احترام تھا۔ وہ اسکی پیٹھ پیچھے بھی اس جیسی عورت کی برائی نہیں کیا کرتے تھے۔

میڈیکل ڈائریکٹر صدیق صاحب کا کہنا ہے کہ "جیسے گھر ماں کے بغیر بے نور اور بے رنگ ہوتا ہے، یہ ہسپتال ہلال کے بغیر بے نور بے رنگ ہے. کیوں کہ وہ اسکی ماں ہے!"

اور تمام ڈاکٹرز عارف کی بات کے برعکس ہلال کی رفاقت، اسکی دانش مندی پر ضرور گواہ بن سکتے تھے.

ہادی کا ضبط ٹوٹ گیا، پاس میں ہی کہیں ڈاکٹر سانیا نے کچھ کہنا چاہا،

"سر اب تو وہ یہاں نہیں ہیں، اسکے آگے کی کیا حکمتِ عملی ہے؟" وہ بلا طنز بولی تھی، "سوشل ایونٹ میں اب آپ ہی پرڈیپینڈ کرتا ہے یہ کتنا اچھا یا کتنا برا جاتا ہے."

ہادیل کے حلق تک کڑواہٹ بھر گئی، "یہ شو پیس اپنا منہ کھولنے سے باز کیوں نہیں آتی؟"

اسنے ساتھ کھڑی اناشہ کے کاندھے پر ترچھی ہو کر سرگوشی کی تو اناشہ نیم رخ بدل کر اسکو خفت سے گھورنے لگی، "شش ہادی!"

"ظاہر سی بات ہے ڈاکٹر سانیا، ہر بار کی طرح مس خالد کے کاموں کا بوجھ میرے کاندھوں پر آگرا ناں! انکے پاس ایونٹ کے ڈاکومینٹس تھے، پلانرز، سوشل پرسنالیٹی، سب کا رابطہ ہلال

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے ہی ہے۔"وہ جل کر بولا، جیسے جتا رہا ہو کہ وہ کتنا سچا ہے، اور کس قدر ایمان داری سے اپنا کام کر رہا ہے۔

"ڈاکٹر مصطفیٰ!" گردنیں گھومیں۔

عارف نے نگاہ اٹھا کر صدا کی سمت دیکھا،"میرا نہیں خیال کہ آپ کی پوزیشن میڈیکل ڈائریکٹر کی ہے۔"

عارف نے ایک دلچسپ نظر ہادیل پر ڈالی تو داؤد سیدھا ہوا، اناشہ نے ہادی کے قیمتی بوٹ پر پیر رکھا۔

"ڈاکٹر ہلال اپنی لیو کی ایپلیکیشن چند ماہ پہلے ہی دے کر گئی تھیں، اور اس بات کا علم پورے گدو بندر کو ہے، خیر! آپ تو ان باتوں سے بھی واقف ہیں جن سے ہم واقف نہیں، پہلے علم ہونے کا مطلب یہی تھا کہ جانے کے بعد تمام ایکشنز کے ذمہ دار ہم سب خود ہوں گے۔"

اسنے جیسے ڈاکٹر سانیا کی بات کو بھی کینسل کر کے رکھ دیا، سانیا کی باتوں سے لگتا تھا جیسے "جو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوا سو ہوا، اب آگے کا سوچو۔" جبکہ ہادی کی بات سے ظاہر تھا، "جو ہونا تھا وہ پہلے سے پتہ تھا، آگے کا سوچ کے رکھنا تھا!"

"اور گزشتہ سالوں کی اینورسریس کو یاد کر کے آپ کو بالکل اچھا نہیں لگے گا۔" پرسنل اٹیک نمبر ون۔

عارف ایک مسکراتی نظر سے دو قدم اسکے قریب آیا، گو کہ وہ اندر تک جل کر سوا ہو چکا تھا۔

ارد گرد بیٹھے کھڑے ڈاکٹرز نے حیرت زدہ نگاہ ہادیل پر ڈالی... یہ کہنے والی بات نہیں تھی۔

جہاں ہادی نے تھوڑی مزید اٹھائی، وہیں داؤد ہادی کے کاندھے سے آگے کھڑا تھا اب،

"مسز داؤد! کیوں نہ آپ اپنے کام پر فوکس کریں اور میں اپنے پر؟ کیوں کہ میرا نہیں خیال یہاں دوستی کی بنا پر کسی کا بھی دفاع کرنا ٹھیک ہو گا، نہیں؟"

"ہادی... بس کرو!" اناشہ نے اسکا بازو تھاما تو اسنے فوراً اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ ابھی کسی کی لگام میں نہیں آنے والی تھی۔

"نہیں ڈاکٹر مصطفیٰ! کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ ہم وہ کام کریں جو ہمیں assigned ہے نہ کہ دوسروں کی غیر موجودگی میں ان میں سے کیڑے نکالیں، آپ جیسے مرد پر یہ بالکل سوٹ نہیں کرتا جو ناواقف سے بھی واقف ہے، نہیں؟"

ترکی بہ ترکی آنے والے جوابوں پر عارف کا پارہ آسمان کو چھو رہا تھا، مگر چہرے پر وہی میٹھی تیکھی عقاب جیسی مسکان تھی. "بہت خوب ڈاکٹر ہادیل!" اسنے سر جھٹکا، پھر کچھ مزید جھک کر اسکے قریب ہوا تو داؤد نے انگلی اسکے سینے پر رکھ کر اسے دور کیا، "تمیز سے عارف."

"پلیز ماحول کو پروفیشنل رہنے دیں ڈاکٹر عارف اینڈ ڈاکٹر ہادیل!" ڈاکٹر شعیب نے بیچ میں ناکام جملہ ادا کیا.

مگر دوسری طرف سے صرف نظر اندازی کا جواب آیا تھا، ہادیل نہ عارف نے گردنیں موڑ کر دیکھا.

آہستگی سے کہے جانے والے اس جملے پر وہ رکا اور پھر مسکرایا، اناشہ نے داؤد کی طرف تنبیہی نگاہوں سے دیکھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(تم دونوں وبال کھڑا مت کرو پلیز!)

"اپنی بیوی سے کہو مجھے دھمکانے کی ضرورت نہیں ہے،ورنہ ڈاکٹر ہلال کو اچھا نہیں لگے گا."

یہ کہ کر اسنے ہاتھ بلند کر کے کانفرنس روم میں باقیوں کی توجہ حاصل کرنی چاہی،اس سے پہلے کہ داؤد کچھ کہتا ہادی عقب سے پھر بولی.

"ہم کس سے کہیں کے تمہاری لگا میں لگائیں؟ تمہاری تو طلاق ہو چکی ہے نا عارف؟"وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی تھی.

اوہ خدایا ہادیل تم اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتی کیا؟

کمرے میں سکوت طاری ہوا. سر مئی بالوں والے ڈاکٹر شعیب تک اپنی جگہ پر نمک کا مجسمہ بن گئے.

موت سا سناٹا.

ڈاکٹر سانیا تک خاموش ہو گئیں...اور اناشہ وہ تو بالکل ہی شل رہ گئی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عارف کی نظریں برف سی زنجیر ہو گئی تھیں. وہ ہادی کو ایسے گھور رہا تھا جیسے اسکو کاٹ کا کچا کھا جائے گا، پکانے کی بھی زحمت نہیں کرے گا. ہادی کی کشمیری آنکھوں میں خوف کی ذرا سی بھی لرزش نہیں دوڑی.

اناشہ نے خطرے کی بو سونگ لی، "ڈاکٹر عارف... میرا خیال ہے ہمیں ایونٹ پر فوکس کرنا چاہیے..."

اسکی لرزتی کانپتی آواز کو عارف نے نظر انداز کیا.

"کیا کہا تم نے؟" وہ واپس پلٹا. ہادی کی مسکراہٹ گہری ہوئی، "کیا... کہا.. تم نے؟" چبا چبا کر بولا تو ہادیل دل سے مسکرائی، "یہی، ڈاکٹر مصطفیٰ! کہ آپ کی بیوی تک آپ کے ساتھ رہنے میں ناکام ہو گئی، خدا جانے آپ کتنا ستاتے ہوں گے انکو!"

"ہادیل! پرسنل اٹیکس مت کرو" اناشہ پھر چلائی. وہ خود کو اس وقت شیر چیتے کی لڑائی میں خرگوش سا محسوس کر رہی تھی.

عارف نے ایک ہی لمحے میں اسکی کلائی ہاتھ میں پکڑ کر اسکو جھٹکا دیا،ہاتھوں کی رگیں نمایاں ہوئیں.

ہادی نے بے یقینی سے اسکی عقاب آنکھوں میں دیکھا،"تمہاری ہمّت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی... چھوڑو مجھے...!"

"کیا کہا تم نے....!"عارف پھر چیرنے والے انداز میں غرایا."ہادیل... میں...."

ایک سانس اوپر لینی تھی کہ ایک گوشت چیر دینے والا مقا اسکے منہ پر آلگا تھا،وہ شل سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی،اسکی کلائی سے عارف کی گرفت ہٹی،ایک سانس نیچے لینی تھی کہ اسے احساس ہوا وہ داؤد کے پیچھے کھڑی ہے اور عارف کا ہونٹ پھٹ کر رہ گیا تھا،وہ ڈگمگا کر پیچھے ہٹا تھا،ایک ہاتھ سے ہونٹوں سے خون کی بوندیں صاف کیں.

ایسے میں کانفرنس روم میں حیرت سے سانس رکے تھے.اناشہ کی آنکھیں نم ہوئیں.وہ اب ہادی کی طرف متوجہ نہیں تھی،اسکی نگاہیں عارف اور داؤد کے درمیان ٹکر ٹکر گھوم رہی تھیں، جبکہ ڈاکٹر سانیا داؤد کو مضطرب سی دیکھ رہی تھیں.

"ڈاکٹر عارف اینڈ ڈاکٹر داؤد پلیز اسٹاپ!"ڈاکٹر شعیب کی آواز پر کمرے کا سکتہ ٹوٹا.

"تمہاری ہمّت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی!"وہ چلایا،ایک اور مقا اسکے جبڑے کے دوسرے حصے پر جڑ دیا گیا تھا،عارف کراہ کر پیچھے ہوا."تم مارتے ہو گے اپنی بیوی کو ...دوسروں کی بیویوں سے دور رہنا سیکھو عارف مصطفیٰ!"

اس سارے میں کمرے کے ماحول میں بے چینی اور لیڈی ڈاکٹرز کی چیخیں بلند ہوئیں ،جبکہ مرد حضرات لڑائی روکنے کے لئے میدان میں کود پڑے.

سانیا نے داؤد کو روکنے کے لئے قدم بڑھائے.وہ حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثر سے اسکے قریب ہوئی.

ایسے میں دفاعی طور پر عارف نے بھی ایک مقا رکھ کر داؤد کے چہرے پر لگا تھا،مگر وہ ڈ گمگایا نہ پیچھے ہٹا،"میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی ہمّت کیسے کی تم نے!"وہ اس پر چڑ دوڑا تھا اور داؤد کے عقب میں ہادی کھڑی بے یقین سی تھی.

دل میں کسی شے نے ڈپکی لگائی.

"داؤد...!"اناشہ گھبرائی ہوئی اسکا بازو تھام کر اسکو دور کرنے میں مصروف تھی جبکہ دوسرے ڈاکٹرز عارف کو قابو کرنے میں مصروف تھے،"ڈاکٹر مصطفیٰ...!ہٹ جائیے ....ایسے مت لڑیں،صدیق صاحب کو پتہ چلا تو اچھا نہیں ہو گا،رک جائیں...!"

"اپنی بیوی کو لگا میں ڈالو داؤد.... پھر دوسروں پر ہاتھ چلانے کا سوچنا!"اسنے ایک ضرب لگائی.

مگر ان میں سے کوئی رکنے کو تیار نہیں تھا.سب گتھم گتھی کی حالت میں کہ اناشہ نے داؤد کو گھسیٹ کے پیچھے کیا اور دوسری طرف سانیا کھڑی اسکو روک رہی تھی،"ڈاکٹر داؤد..!رک جائیں پلیز."مگر اسنے سانیا کا بازو جھٹک کر ایک آخری مقا عارف کے جبڑے پر لگایا،سانیا دور ہٹی تھی،اسے لگا تھا وہ پیچھے کو جا گرے گی.

اور ڈاکٹر شعیب نے اسکو گھسیٹ کے دور کیا دوسری طرف چیختا چنگھاڑتا عارف کانفرنس روم کے دوسرے دروازے کی طرف سے باہر گھسیٹا گیا تھا."میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں داؤد!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس سارے قیضے میں ہادی تھی جو بس جامد سی اپنی جگہ پر کھڑی اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی.

ایسا لگتا تھا اس ہانپتے کانپتے آدمی اور ساری دنیا کے درمیان پردے حائل ہو گئے ہیں اور اسے جو نظر آرہا تھا وہ بس یہ آدمی تھا، جو غصے میں تھا... جسے سانس چڑھا ہوا تھا اور جسکا ہونٹ پھٹ چکا تھا، خون کی بوندیں قطرہ قطرہ اسکے سفید کوٹ میں جذب ہوتی گئی تھیں.

"داؤد... آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا." سانیا نے اسکے بازو پر نرمی سے ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ پلٹ کر ہادیل کی طرف گیا، سانیا کا ہاتھ ہوا میں رکا رہ گیا، لب ہلتے ہلتے رکے تھے.... جسے آنکھ کے کنارے سے اناشہ نے دیکھا تھا.

اناشہ خود بھی شل اور شکستہ حالت میں تھی، بال بکھر کر کاندھوں کو چھوتے تھے.

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سرد آسمان کے نیچے، جو بادلوں کے حصار میں ڈھکا تھا، بیٹھے داؤد اور ہادی آمنے سامنے تھے.

"میں نے تم سے کہا بھی تھا اپنا منہ بند رکھا کرو ہادی.... تم بھی کسی سے بھی منہ ماری کرنے نکل جاتی ہو..."

برابر میں کھڑی اناشہ ہادیل اور داؤد کو ڈانٹ پٹکار رہی تھی، کیوں کہ اسکی سمجھ میں یہی آیا تھا ...وہ سر پکڑ کر رہ گئی تھی.

"عارف سے نہیں لڑنا... پلیز یار... ہلال اس وقت سیٹ پر نہیں ہے اسکی لاج رکھ لیتے تم لوگ... اب یہ خبر صدیق صاحب تک پہنچ گئی تو بہت برا ہو گا، تم دونوں میاں بیوی اس بات کو کاؤنسل میں ہی بیٹھ کر حل کر لو ورنہ بورڈ تک بات گئی تو داؤد صاحب.... باکسر داؤد جمیل! تمہیں فزیکل اسالٹ پر عارف سسپینڈ کروا سکتا ہے ڈیوٹی سے."

داؤد نے ہاتھ کے اشارے سے بات رفع دفع کی، "بھاڑ میں جائے جو کر سکتا ہے کرے ...اسنے میری بیوی کو پہلے ہاتھ لگایا. اس وقت مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے مار مار کے اسکی شکل کیوں نہیں بدل کے رکھ دی."

"داؤد فار گاڈز سیک!" اناشہ نے سر پیٹا، "ٹھیک ہے... تم میں بہت غیرت ہے..."

ہادی نے نظریں اٹھا کر اناشہ کو دیکھا. "غیرت."

اسکے بالوں کی لٹیں ہوا میں اڑیں، سردی سے ناک سرخ تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہت غیرت ہے تم میں... باکسر داؤد، لیکن تم نے اسکو پہلے مارا ہے یہ سب کانفرنس روم کے کیمرے کی آنکھ میں بند ہو چکا ہے، اسکا کیا کرو گے تم؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھے اب اس عقل مند آدمی کو دیکھ رہی تھی، "بتاؤ؟"

"تو اچھا ہے سب دیکھیں میں نے عارف کا کیا حال کیا ہے... کوئی میری بیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا پھر، ویسے بھی اب اگر وہ مجھے دوبارہ نظر آیا تو میں اسکی کھال بھی اتار دوں گا."

"داؤد!" اناشہ کا دماغ گھوم گیا وہ اس قدر ڈھیٹ آدمی کو کیا سمجھاتی، کہیں دور بیٹھا غلام بخت چھلی پر دانت گاڑے بیٹھا، اسی سمت دیکھ رہا تھا، اور اسی کے عقب میں سمیر درخت کا تنا چھیل چھیل کر کھا رہا تھا.

سر جھٹک کر وہ ہادی کی طرف پلٹا جو آج عام حالات کے مقابلے میں خاموش کن سی تھی.

اسکی کشمیری سبز آنکھوں سے لگتا تھا وہ انتظار میں بیٹھی تھی کہ داؤد کی سیاہ آنکھوں میں کب وہ شوہروں والا رنگ آئے اور اسکو لپیٹ ڈالے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہادیل تم اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتی؟ پاگل عورت ہو؟"

"گھر بیٹھ جاؤ اب... مردوں سے ڈیل نہیں کرنا آتا تمہیں."

"بے شرم عورت تمہاری وجہ سے بھرے مجمے میں مجھے لڑنا پڑا!"

یا پھر...

"خود کو مردوں کے مقابلے میں کیا سمجھتی ہو تم؟"

"زیادہ پھنے خان بننے کا شوق ہے تمہیں؟"

نہیں.

اس موقعے پر بھی داؤد نے اپنی بیوی کو کچھ نہیں کہا، بس جھکے چہرے سے ہی ہادیل کی گود میں رکھی کلائی اٹھا کر موڑ موڑ کر دیکھی اور پھر آہستگی سے... بہت نرمی سے... بہت محبت سے اسکو تھپکا، وہ شل تھی، دل میں پھر سے کسی چیز نے ڈپکی لگائی تھی. پھر ایک حوصلہ افزا نگاہ اسکی سبز آنکھوں پر ڈالی اور چہرہ واپس جھکا لیا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیاہ آنکھیں سبز آنکھیں چھوڑ گئیں تو یک دم ہادیل کو احساس ہوا کہ اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے ہیں.

ٹائیگر ہادیل کبھی بھی خوف زدہ نہیں ہوتی تھی... آج کیوں یہ کشمیری طرز کی آنکھیں سیاہ آنکھوں کے گھیرے سے نکل کر بھیگ گئی تھیں؟

بہت سارا رونا اپنے اندر دبا کر وہ خاموش سی رخ موڑ گئی تھی. اناشہ کب سے بول بول کر جا چکی تھی، اسکی غیر موجودگی نہ داؤد نے محسوس کی نہ ہادی نے... اس سے فرق نہیں پڑتا تھا.

اچانک ہی دل نے کہا لپٹ کر رو دو.

مگر ذہن کے تن فن پردوں نے اسکا سارا گوشت نچوڑ کر اسکو دور کر دیا تھا.

"خبر دار!" ذہن نے صدا لگائی. "کمزور عورت ہو کیا تم؟ خبر دار جو کسی مرد کے سامنے ٹوٹنے کا سوچا بھی تو."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ہچکی لئے دور ہو گئی تھی. ہادیل کے ہاتھوں پیروں میں خون نے گردش کرنا بند کر دیا تھا

ماں کشمیر تو جنّت ہے نا

جنّت میں طوفان ہے کیوں

حق تو حیوانوں کے بھی ہیں

درد میں پھر انساں ہے کیوں

اب تو ہے آزاد یہ دنیا پھر میں کیوں آزاد نہیں...؟

کشمیر کی سر سبز وادیوں سے ہوتی ہوئی ہوا نے ایک تیز جھونکا لگا کر پرندوں کی سی کمان پکڑی. روئی کے گالوں کی مانند بادل کچھوے کی رفتار میں آسمان کی جھیل پر تیر رہے تھے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسے میں اسی بن ستون کھڑے آسمان کے سائے تلے دو شاندار خدا کی جلالیت سے بنے پہاڑوں کے قدموں میں ایک تیز رفتار دریا گزر رہا تھا.

ایک خاموش لقیر تھی جو خدا نے کھینچی تھی دو قوموں کے درمیان. یہ خدا کی بنائی لقیر شفاف پانی اور روح کو سکون دینے والی دھار تھی جبکہ اسی رحیم خدا کے بندوں نے لقیریں بندوقوں سے کھینچی تھی.

خون سے کھینچی تھیں.

نفرت سے کھینچی تھیں.

ظلم سے کھینچی تھیں.

تیز دھار دریا اپنے رب کی بلندی، اسکی جلالیت کا پیغام لیتا اپنی راہ کو چل رہا تھا، ایسے میں اس لقیر کے دونوں پار چلتے ایک رنگ خون کے مختلف انسان جا بجا چلتے جا رہے تھے. معمولِ زندگی تھا... اور سروں پر دو مختلف پرچم لہرا رہے تھے، انڈیا اور پاکستان.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہزاروں سال ساتھ رہنے والی دو قومیں جو بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کی طرح آپس میں کبھی زم نہ ہو سکیں.

دو عظیم قومیں.

دو مختلف قومیں.

دو ایک جیسی قومیں.

ہندوستانی اور پاکستانی.

ہوا کے جھونکے میں شدّت آئی چند ایک بادل رخ پھیر کر آسمان کے دوسرے کنارے سے جا لگے،وادیوں کے سر پر گولائی میں گھومتی چیلیں خدا کا ذکر کرتی رہیں،اور ہم انہی دو قوموں کے سب سے بڑے اختلاف کشمیر پہنچ گئے.

کشمیر کا گاؤں تیتوال.

لائن آف کنٹرول کی لکیروں میں بہتا دریا نیلم.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایسے میں کچھ اوپر وادیوں کے درمیان جاؤ تو بازار کی خاموش رونک میں قدم پڑتے ہیں. ہوا کا جھونکا ایک ہی جھٹکا لگا کر بھاگا، چند ایک کشمیری خواتین کی شال میں سے ہوتا ہوا، کچی مٹی سے بنی کپڑے کی دکان پر کھڑی بچی کے گال سے جا لگا، بچی کے بھورے بال ذرا کے اڑے اور ان پر گلابی پن بڑھ گیا. وہ کافی چڑچڑی نظر آ رہی تھی. سبز آنکھیں روئی روئی محسوس ہوئی تھیں، جیسے انہیں بہت تکلیف ہوئی تھی. جیسے ان میں بہت سا صدمہ تھا.

کھلے پھیرن میں ملبوس وہ منہ میں انگلی ڈالے دکان میں چمکتی روشنیوں کو دیکھ رہی تھی. آنکھیں سوجی ہوئی تھیں، اور سہمی سہمی سی نگاہ وہ گاہے بگاہے پیچھے کھڑے فوجی لباس میں موجود ہیبت ناک آدمی پر ڈال کر واپس پلٹ جاتی تھی.

ساتھ کھڑی دراز قد عورت ایک کے بعد ایک شال اٹھا کر دیکھتی اور پھر دکان دار سے بحث ہو جاتی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی یہ تو بہت مہنگی ہے... اسکی سلائی بھی کچھ خاص نہیں کی گئی، سستا دام لگاو نہ." وہ اب حقارت اور شاید دور کہیں حسرت بھری نظروں سے خوبصورت شال میں سے نکلے دھاگے کو انگلیوں کے پوروں میں مسلتی کہ رہی تھیں.

منہ پر شال کا پلو رکھے انکی سبز آنکھیں بے حد چمکیلی تھیں، مگر وہ بہت تھکی ہوئی لگتی تھیں.

"نہیں باجی جی...!" صاف انکار. "ہاتھوں سے بنایا ہے ہمارے استاد نے اسے، اور دھاگے تو بی بی تمہاری شال میں سے بھی نکل رہے ہیں، دھاگہ تو ہر کپڑے سے نکلتا ہے... پیسے دینے ہیں تو دو ورنہ جاؤ باقیوں کو بھی آنے دو." اسنے ہاتھ کا اشارہ کچھ ایسا دیا کہ جیسے مکھیاں اڑا رہا ہو. "جاؤ بی بی..." وہ اب دھیما ہو کر بے دھیانی میں بولا تھا.

انگلیوں کے پوروں نے وہ نفیس دھاگا چھوڑ دیا، سرخ رنگ کی خوبصورت شال پر لگے شیشے سے ٹکڑے اسکے عقب سے آتی سورج کی کرنوں سے جگ مگ کر رہے تھے. وہ گہرا سانس لیتی پلٹ گئیں.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایسے میں انکے ساتھ کھڑی چھوٹی بچی اب بھی پل پل مڑ کر وردی والے آدمی کو دیکھ کر سہم جاتی تھی، ایسے جیسے وہ کوئی بھیڑیا تھا جو اسے اٹھالے جائے گا. "چلیں ناماں... گھر چلیں ..." بچی اکھڑ کر بول اٹھی تو دراز قد عورت کے ذہن کے پردوں سے اب سرخ شال بھاپ کی طرح اڑ کر تحلیل ہو گئی.

ایسا خواب جو پورا نہیں ہو سکا تھا.

اب وہ تیز تیز چلتے گلیوں میں جا رہے تھے، انہیں میں کہیں دور انکا چھوٹا سا گھر تھا. ہر گلی کوچے میں کوئی وردی والے بھیڑیوں جیسی شکلوں والے آدمی موجود تھے. دراز قد عورت بچی کو اپنے ساتھ لگائے منہ پر دوپٹے کا پلو مضبوطی سے رکھے تیز تیز چل رہی تھی، سرد موسم کے باوجود اسکی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا اور ہاتھ گیلے ہو رہے تھے.

کہیں ان میں سے کوئی انہیں روک نہ لے...

کہیں ان میں سے کوئی اسکی سبز آنکھوں والی بچی کو نا دیکھ لے...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یوں ہی تیز تیز تیتوال گاؤں کی گلیوں میں چلتی عورت نے بچی کی طرف دیکھا تو اسے احساس ہوا وہ چل چل کر تھک چکی ہے اور کسی بھی وقت دھاڑیں مار مار کر رونے لگ جائے گی، اسکی گھبراہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا.

وہ اسکو بہلانے رکتیں تو کسی کی نظر میں آجاتی.

ایک گلی دور تھا گھر اور راستے میں سو بھیڑیے تھے. ایک گہرا سانس لے کر انہوں نے پلو منہ سے لگا کر لمبے لمبے ڈگ بھرنا شروع کیے. نگاہیں مکان کے اونچے ستونوں پر جمی تھیں، اسے کسی بھی طرح وہاں جانا تھا بس...

"اے!" مردانہ آواز آئی.

قدم سست پڑتے گئے... بہت سست... کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی، اور جسم میں خون کی گردش تک رک گئی.

شال سفید چہرہ کاندھے سے موڑ کر دیکھا تو وہ... وہ... وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا. سبز آنکھیں نا بینا ہونے کو تھیں. شال کو مضبوطی سے تھاما یہاں تک کہ ناخنوں سے گلابی پن اڑ گیا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ادھر آنہ مہیلا... اے... تجھے میں نے آواج دی رے...!"وہ ہندی طرز کی بولی میں بے حد غضب سے کچھ کہ رہا تھا.

ایسے میں کاندھے پر مڑے چہرے نے دیکھا کہ وہ کسی اور خاتون کا ہاتھ پکڑے اسکو جھنجھوڑ رہا تھا،ایسے کہ منہ پر دیا پلو ہاتھ سے چھوٹ کر اسکی ٹانگ کے ساتھ جھول گیا،اسنے آگے کا منظر دیکھنے کی زحمت نہیں کی.

بچی کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر وہ ایک طرف ہولی، پیچھے ہو ہوہا کرنے کی آوازیں برابر آرہی تھیں،اور انہی میں سے ایک چھوٹی سی صدا،مدد کی صدا،آنکھیں تکلیف سے بند کیے عورت نے بھاگ جانا بہتر سمجھا.

"مجھے چھوڑ دو... خدا کے لئے رحم کرو..."

"ایسا مت کرو... خدا کے لئے میرے ساتھ ایسا مت کرو...!"ایک زناٹے دار تھپڑ گلی کے حصار میں گونجا،اور ایک دبکی کوئی ہچکی جو صرف اسکے کانوں نے سنی تھی. ایک ہی پل

میں اسنے سامنے موجود بڑے ستونوں والی عمارت کے ادھ کھلے دروازے کو دھکا لگایا اور بچی کو اندر کھینچ کر دروازہ ٹھک سے دے مارا.

پھیرن میں ملبوس بچی دھکا کھا کر زمین پر جا لگی اور اچانک ہی زور زور سے رونے لگی. ایسے میں دراز قد عورت صدمے کے سے عالم میں دروازے سے لگی صحن میں دیکھ رہی تھی. جہاں چارپائی پر چونکڑی لگا کر بوڑھی عورت نے سر اٹھایا، نگاہیں تیکھی اور شاطر.

"وے تو کہاں گئی تھی نوشی؟" انہوں نے بچی کی دہائیوں سے بے نیاز ہو کر نڈھال عورت سے پوچھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی جی، بازار گئی تھی." نوشین نے فوراً ہاتھ کی پشت سے پسینہ صاف کرتے ہوئے چہرے سے پلو ہٹایا، تو ایک بہار جیسا حسین چہرہ کھل کر آسمان کی جھیل پر نمایاں ہوا تھا.

بوڑھی عورت نے کوفت بھری نگاہ اس روتی دھوتی کملی ہوتی بچی کی طرف ڈالی، "اسکو چپ کرا، سر کھائی چلی جا رہی ہے میرا..." نوشین نے سبز آنکھوں والی بچی کو دیکھا اور اسے

اٹھائے صحن کے پار کمرے میں لے گئیں،جہاں انکی چھوٹی بیٹی تانیہ بیڈ پر پڑی رو رو کر نڈھال ہو کر سو گئی تھی.

بے اختیار ہی نوشین کو بہت دکھ ہوا گود میں بیٹھی بچی کو تھپک تھپک کر چپ کروانے کی کوشش کی مگر وہ تھی کہ چپ ہو کر ہی نہیں دے رہی تھی،"بس میرا بچہ... بس بس..."اسنے تھپکا.

آہستہ آہستہ بچی خود بھی رو رو کر تھکی تو خاموش سی ماں کے سینے پر سر رکھے خلاں میں گھورنے لگی،البتہ یہ کہ اسکے سینے سے اب بھی ایک دو ہچکی اٹھ اٹھ کر آتی تھی.

"بس میرا بچہ... توتے شیر ہے... میری بچی،میری پیاری بیٹی ہے توتے..."نوشین نے اسکے گالوں پر سے آنسو کے داغ صاف کیے،"جب تو بڑی ہو جائے گی تو بہت بڑی افسر بن جائے گی. جگہ جگہ تیرا نام ہو گا،کسی کی محتاج نہیں ہو گی تو."

کمرے کے کھلے پٹ سے وہ چارپائی پر بیٹھی بوڑھی عورت کو بڑبڑاتا دیکھ رہی تھی.

"تجھے کوئی دبانے کی کوشش کرے گا تو میری، شیر بیٹی اسکو چیر پھاڑ کے رکھ دے گی، اتنی بہادر ہو گی تو. آئندہ ایسے نہیں رونا میرا بچہ، میرا دل ٹوٹتا ہے... تو تے بہت بہادر ہے!"

ایسے ہی سینے سے لگائے وہ اسکو تھپکتی رہیں، یہاں تک کہ انکی گود میں بیٹھی ٹائیگر ہادیل ارمان سو گئی.

ماں کی دعاؤں میں سوئی یہ بچی رفتہ رفتہ سال گزرنے پر جوان ہوتی گئی.

کشمیر کی سر سبز وادیوں میں پروان چڑھنے والی خوبصورت سبز آنکھوں والی ہادیل. جیسے جیسے اسنے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا ویسے ویسے اسکے لئے باہر آنا جانا مزید خوف ناک ہوتا جا رہا تھا. آہستہ آہستہ اسکی جوان ہوتی دوستوں کے فوجیوں کے ساتھ ایسے خوف ناک قصے مشہور ہونے لگے کہ دل دہل جاتا تھا. کشمیر، جوان لڑکیوں کی خوبصورت دوزخ.

زندگی بہار نہیں تھی کبھی بھی، اسے لگتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے خزاں میں پھنس چکی ہے.

کشمیر خوبصورت تھا، مگر بے حد خوفناک تھا، اکیلا تھا، اور جکڑا ہوا تھا.

چنار کے رنگین درختوں میں جوان جہاں ہادیل ہندوستانی رنگوں سے آگے پاکستان کے سبز رنگوں کو دیکھا کرتی تھی،

ہلال اور ستارے والا پرچم.

کہتے ہیں اس پرچم کے آگے ایک ایسی دنیا بسی ہے جہاں ہر جذبے کے لئے ایک شہر موجود ہیں. ہر جذبے کے لئے کھانے موجود ہیں اور ہر رنگ سے منسلک ایک سورج ڈھلتا ہے وہاں.

محبت کا شہر لاہور... روشنیوں کا شہر کراچی... موتیوں کا شہر حیدرآباد... پاکستان کا مانچسٹر فیصل آباد... یہاں تک کے پہاڑوں کے بھی نام تھے. ملکہِ کوہسار، مری.... اور The Savage Mountain کے ٹو.

کشمیری شال اور اپنے کا مدار پھیرن میں کھڑی وہ ایک نظر پاکستان کے آسمان کو دیکھ لیتی تھی. سینے سے کتابیں لگائے وہ اپنا راستہ بناتی ہوئی اپنی اسی جیل میں واپس جا بیٹھتی تھی جہاں وہ پیدا ہوئی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہ صحن میں آئی ہی تھی کہ کسی نے چیخ کر اسے پکارا،

"ہادیل! کہاں تھی تم؟"

حسبِ معمول چارپائی پر بیٹھی سلائی کڑھائی کرتی دادی نے اسکو دیکھا، وہی برہم محبت سے خالی آنکھیں، کیا انکی آنکھیں لاہور جا کر محبت سے بھر جائیں گی؟ جواب دینے کے بجائے وہ یہ سوچتی کھڑی رہی.

تو کسی احساس کے تحت گڑبڑا گئی، "دادی وہ میں ابھی اسکول سے واپس آئی تھی. راستہ بدلنا پڑا تھا... اس لئے دیر ہو گئی." وہ سر جھکائے انکے پاس سے جانے لگی تو اپنے عقب میں آواز سن کر سست پڑ گئی، "نوشین! ہادیل کا رشتہ دیکھا ہے پھر کہیں؟ سنا ہے یہ لڑکیاں بے لگام ہو جاتی ہیں جب زیادہ دیر مرد کی سرپرستی سے ہٹ جائیں."

تکلیف سے آنکھیں میچ کر اسنے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے بند کر ڈالا. دادی اور کچن میں کام کرتی نوشین نے سنا تھا. اس حرکت نے دادی کی بات کو اور دھول دی تھی. آنکھیں کمرے میں آ کر بھیگ گئی تھیں...

کیوں دادی ہر وقت اسکے سر پر کوئی "لگام ڈالنے" والا مسلط کرنا چاہتی تھیں... کیا خدا عورتوں پر جانوروں کی طرح لگامیں ڈالنے کی بات کرتا ہے؟

پانچ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہادیل ارمان اسکول جاتی تھی، اور شاید صرف وہی تھی جو شوق سے اسکول جایا کرتی تھی، جس کو علم کے دروازے اپنی آزادی کے پروانے لگتے تھے. جبکہ چھوٹے بھائی فائق اور فرقان کو پڑھائی میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہوتی تھی. یہ دونوں دن بھر باہر وادی میں گھوڑے چلا کر واپس آجایا کرتے تھے اور گھر آکر گدھوں کی طرح کھانا کھا کر سو جایا کرتے تھے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبکہ دوسری طرف اسکی بہنیں تانیہ اور سامیہ کبھی اسکول چلی جاتیں کبھی نہیں جاتی تھیں، بس ایک ہادیل تھی جو دل لگا کر جاتی تھی... ان دہلا دینے والے قصوں سے بے نیاز ہو کر. اور یہ بات دادی کے دل کو کھٹکا دیتی تھی.

اسکی زندگی بہت بندھی ہوئی تھی، بہت مشکل سی تھی جسکی سمجھ نہ آتی تھی.

"کشمیر اتنا خوبصورت ہے . . . یہ سب خوبصورت چیزیں اتنی تکلیف دہ کیوں ہوتی ہیں؟" یہ ایک ایسا خیال تھا جو ہر وقت اسکے ذہن میں گردش کرتا تھا.

اسکی دادی انیقہ بیگم ایک بیوہ خاتون تھیں، ایک ہی بیٹا ارمان ہوا تھا جب بیوہ ہو کر رہ گئی تھیں. زندگی بھر سلائی کڑھائی کرتی ارمان کو بڑا کیا، اور اب سوئی دھاگا ہاتوں سے ایسا لگ گیا گویا جسم کا ہی ایک حصہ ہو. دوسری طرف ارمان، اسکے ابا، بے حد جلالی آدمی تھے، وہ دن بھر باہر کام میں مصروف ہوتے تھے اور واپس اکر کھانا کھا کر سو جایا کرتے تھے، ایسے میں انکے پاس کسی دوسری چیز کا وقت نہ بچتا تھا، بیشانی ہمہ وقت شکن آلود رہا کرتی تھی.

انہیں شور پسند نہیں تھا.

تانیہ اور سامیہ دن بھر اپنے کمرے میں بیٹھی نجانے کیا کرتی رہتی تھیں.

صحن میں آگے دلان میں جا کر چار کمرے تھے، ایک تانیہ ہادیل اور سامیہ کا تھا اسی کے ساتھ فائق اور فرقان کا کمرہ موجود تھا، مقابل طرف دادی اور امی ابو کا کمرہ برابر برابر تھا. ایسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں یہ ستونوں والا گھر مکمل ہو جاتا تھا، صحن میں ایک کھلا کچن تھا اور اسی کے ساتھ لگی چھت تک جانے کے لئے سیڑھیاں موجود تھیں. جنکا استمعال نا ہونے کے برابر تھا.

ایک شام وہ نہا کر باہر آئی تھی، بال کھولے اور گلے میں دوپٹہ پہنے وہ صحن میں بیٹھی ہی تھی کہ دادی نے ایک انگلی مار کر اسکو اٹھنے کا اشارہ کیا، وہ بلبلا کر اٹھ کھڑی ہوئی.

"بال باندھ!" انہوں نے اسی تلخی سے کہا، ہادیل نے گہرا سانس لیا، ضبط سے ایک نظر انکو دیکھا اور گلے میں موجود دوپٹہ سر پر رکھ لیا... اب ایسے انہیں اسکے بال نظر نہیں آئیں گے. گیلے بال بھی بھلا کوئی باندھتا ہے؟ ہونہہ!

"بڑا اسکول جانے لگی ہے تو، لڑکیوں کے ایسے تیور نہیں ہوا کرتے، تجھے یہ سکھایا ہے اسکول نے کہ بال کھول کر کھلے آسمان میں بیٹھ جاؤ؟" ہاتھ میں پکڑی سوئی تیزی سے کام کر رہی تھی، ہادیل کا حلق کڑوا ہو گیا.

"نہیں دادی... نہا کر آئی تھی. اس لئے سوچا صحن میں بال سکھا لوں." وہ خاموش سا بولی، ایسے کہ کاش دادی نہ سنیں.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر انہوں نے سن لیا، "تو بال کمرے میں سکھا کر باہر آنا! باہر کھلے آسمان میں کس کو یہ ادائیں دکھانی ہیں؟"

ہادیل کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا، ابھی انکی بات ختم نہ ہوئی تھی، "پہلے ہی تو تو باہر اپنی ادائیں دکھا آتی ہے، ماں دادی کے سامنے تے شرم کر لے!"

"ایسا نہیں ہے دادی!" سینے میں جلن ہوئی. اور آنکھیں ضبط سے نم متورم، اسے لگا تھا وہ یہیں رو دے گی.

دادی نے چہرہ اٹھا کر اسکے تقریباً بھیگتے چہرے کو دیکھا تو آنکھیں جیسے پھٹ گئیں.

"اب یہ تو رو کر کس کو دکھانے لگی ہے، ہاں؟"

ہادیل نے فوراً آنسو ہتھیلی کی پشت سے صاف کیے، "میں رو نہیں رہی دادی... اور میں باہر کوئی ایسی حرکتیں نہیں کرتی... میں بس پڑھنا چاہتی ہوں، نفسیات کی ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں. خواب پورے کرنے جاتی ہوں، ابا کے منہ پر کالک ملنے نہیں." اسکا گلہ رندھ چکا تھا، جبکہ سینے میں غصہ بھر رہا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خواب پورے کرنے جاتی ہوں... ہونہہ!" دادی نے طنزً سر جھٹک دیا. ہادی نے لب کاٹے.

اسی اثنا میں کچن سے آواز آئی.

"ہادیل! اپنے کمرے میں جاؤ تمہارے ابا آنے والے ہیں گھر." آج نجانے کیا تھا کہ اسکا پارہ آسمان کو چھو گیا، ایک غصیلی نگاہ ماں پر ڈال کر اسنے پھر دادی کو دیکھا، "کیوں!" وہ چلائی. "کیوں جاؤں میں اندر؟"

صحن میں کھیلتے فائق اور فرقان نے بھی رک کر سرخ چہرے والی لڑکی کو دیکھا، نوشین پہلے تو حیرت زدہ ہوئیں، پھر قدرے دھیرے سے بولیں، "کیونکہ سامیہ اور تانیہ بھی اس وقت کمرے میں چلی جاتی ہیں. جاؤ بچہ."

انہیں لگا وہ ایسے سن لے گی. ہادی نے غصے سے آئے آنسو آنکھوں سے صاف کیے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"وہ پھر چیخی،دادی نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے نوشین کو مجرمانہ نظروں سے دیکھا،

"تانیہ سامیہ اور میں،ہم کیوں جائیں کمروں میں جب ابا گھر آتے ہیں؟فائق اور فرقان بھی تو بیٹھے ہیں ناں؟وہ کیوں نہیں جاتے صرف ہم کیوں؟"

امی اب غصے میں آگئی تھیں،کچن سے باہر آئیں اور اسکے عین مقابل کھڑی ہو گئیں.

"ہادیل!"وہ غیض و غضب سے بولیں،"تمہارے باپ کو شور نہیں پسند.دفع ہو جاؤ کمرے میں...ایک بار میں سمجھ نہیں آتی؟"انہوں نے اسکو جھنجھوڑا تو وہ بے یقین سی نظروں سے ماں کو تکے جا رہی تھی.

"کیوں ابا کے آنے پر مجھے ایسے کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے کیوں....!"وہ اور زور سے چلائی،پورا محلہ سنے ارمان کیسے اپنی بیٹیوں کو غلاموں کی طرح کمرے میں بند کر دیتا ہے،سب سنیں!"فائق اور فرقان ہم سے زیادہ شور کرتے ہیں،تب ابا کی شور کی ناپسندیدگی کہاں غائب ہو جاتی ہے!"

"ہادیل!"دادی نے تیز لہجے میں ٹوکا.ہادیل نہیں رکی،"میری بات سنیں نادا..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک زناٹے دار تھپڑ ہادیل کے گال سے لگا۔

سارے میں سکوت چھا کر رہ گیا۔

وہ دم بخود بے یقین سی آنکھوں سے ماں نوشین کی آنکھوں کو تکتی رہ گئی، یہی تو تھیں وہ سبز آنکھیں جو ہادیل کے پاس تھیں، تو پھر ایک جوڑے میں اتنی ہمّت اور دوسرے جوڑے میں اتنی پستی کس واسطے؟

لب ڈھیلے رہ گئے، اسے امید نہیں تھی وہ اسے ماریں گی، فائق اور فرقان نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبائی۔

"اس لئے۔" وہ دھیما سا بولیں، مگر وہ پھر بھی سہم گئی۔

"اس لئے تمہیں کمرے میں بند کیا جاتا ہے۔ تاکہ تمہیں یاد رہے کہ بغاوت نہیں کرنی۔ تمہاری جگہ چار دیواری میں ہے۔ کھلے آسمان میں نہیں۔ جو جگہ خدا نے تمہارے لئے پسند کی ہے، وہاں تک محدود رہو تم۔ آئی سمجھ؟" انہوں نے اسکی کلائی یک دم موڑ کر اسکی کمر کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پیچھے کی،وہ بلک کر رہ گئی،"آئی سمجھ،ہادیل؟"آواز تیز تھی.اسنے اثبات میں سر ہلایا تو گرفت سے کلائی باہر نکل آئی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے.

"تانیہ اور سامیہ کے ساتھ بھی یہی سب ہوتا ہے،وہ اس طرح کا واویلا نہیں کیا کرتیں تو تم انوکھی پیدا ہو گئی ہو؟ کمرے میں دفع ہو جاؤ!"نوشین نے بازو لمبا کر کے کمرے کی طرف اشارہ کیا،وہ پلٹی اور صحن سے بھاگ گئی.

کمرے کا دروازہ بند ہونا تھا کہ ہادیل بستر پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.

یہ کون سا خدا ہے....یہ کون سا خدا ہے جو اپنی سب سے اچھی مخلوق اپنی سب سے اشرف مخلوق کو کہتا ہے چار دیواری میں بند رہو...یہ کون سا خدا ہے!وہ دھاڑیں مار کر روئی تھی.

چار دیواری تو جیل کی بھی ہوتی ہے....

چار دیواری تو جیل کی بھی ہوتی ہے!اسے لگا تھا اسکا دل سینے سے باہر آ گرے گا یا پھر اسکی آنکھیں آنسوؤں سے خشک ہو جائیں گی.گیلے گیلے سانس لیتی وہ ہچکیوں پر قابو پاتی اپنی جگہ پر جامد سو گئی تھی.

زندگی ایسے ہی گزرتی گئی تھی.

لائن آف کنٹرول میں اکثر گولیاں چلنے کی آوازیں گونجا کرتی تھیں اور ہادیل کا جی چاہتا تھا وہ بھی انہی گولیاں میں سے کسی ایک کی ضد میں آجائے.

ایسا لگتا تھا پاکستان کا آسمان اسکے لئے نہیں بنا تھا... وہ کبھی بھی اس ہلال ستارے والے پرچم کے آگے محبت کے شہر لاہور نہیں جا سکے گی... اب ابا کے آنے کا انتظار نہیں رہتا تھا، وہ ہر وقت اپنے کمرے میں ہی رہا کرتی تھی. اسے دادی اور ماں کی شکل دیکھنے کی کوئی تمنا نہیں تھی. دوستوں کے منہ سے نکلتے کالجز کے نام اب اسکے دل پر بھاری ضربیں لگاتے تھے. کتابیں اب گھنٹوں پڑی رہتی تھیں مگر ہادیل ارمان انہیں ہاتھ لگا کر دل زخمی نہیں کیا کرتی تھی. شاید خدا نے اسکے لئے قید لکھی تھی.

ایسے میں ایک شام ابا گھر آئے تو ہادیل کو بلانے کا کہہ کر کمرے میں چلے گئے.

ہادی جب چوکھٹ میں کھڑی ہوئی تو اسکے عقب سے نکل کر نوشین ارمان کے برابر آ بیٹھی تھیں.

انکے تاثرات سے لگتا تھا کہ وہ نہیں جانتی بات کیا ہے. تخت نما صوفے پر دادی تسبیح کے دانے گراتی نظر آئیں.

"بیٹھو بیٹا." ابا نے سامنے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا.

ہادیل خاموش کن انکے مقابل آ بیٹھی تھی. ارمان نے ایک نظر ماں پر ڈالی جو کہ اسی کے انتظار میں بیٹھی تھیں، بیٹے کی نظریں خود پر پا کر انہیں سمجھ آ گیا کہ وہ چاہتے ہیں بات وہ شروع کریں.

"دیکھو بیٹا، تم اب جوان ہو گئی ہو. اسکول بھی تمہارا ختم ہونے کو ہے. تمہارے ابا تمہارا رشتہ کرنا چاہتے ہیں."

ہادیل کے سینے میں کچھ چھناکے سے ٹوٹا. تکلیف سے نہیں خوف سے.

اسنے گردن موڑ کر باپ کا چہرہ دیکھا، ایسے میں نوشین کی بھی حیرت سے بھویں اٹھی تھیں، وہ فکر مند سی ہو گئی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایسے کیسے امی جی..." وہ مسکرانے کی کوشش میں سیدھی ہوئیں، پہلو بدلے، جبکہ ہادی سکتے میں تھی.

"ہادی ابھی بچی ہے... اسکول تو ختم نہیں ہوا اسکا ابھی..."

"لے!" دادی نے ہاتھ اٹھا کر اسکو جھٹکا، انکا ایسے کرنے سے تسبیح کے دانے چھن چھن کرتے گئے، "بچی ہے؟ یہ کون سی بچی ہے جو بچے پیدا کر سکتی ہے اب؟" ہادی کے کانوں میں اسکی چھن چھن گونجی، یہ کون سے خدا کی تسبیح پڑھتی ہیں؟ ذہن میں خیال گزرا.

انکی اس قدر تلخ کلامی پر نوشین نے کوفت سے چہرہ موڑ لیا، وہ انکو کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں، مگر ہادیل میں پھر سے کچھ ٹوٹ پھوٹ سی ہوئی تھی.

بچے پیدا کر سکتی ہے... وہ بچے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں آئی تھی... پر... پر مجھے تو ابھی کھانا پکانا بھی نہیں آتا... میں تو ابھی زندگی میں ایک بار کرکٹ کھیلنا چاہتی ہوں کشمیر کی سرسبز وادیوں میں... میری اسکول کی دوستیں آگے کالج جانے کی باتیں کرتی ہیں... میرا تو دل کٹ رہ جائے گا....

"ارمان..." نوشین نے انکے کاندھے پر ہاتھ رکھا، مگر وہ ہادیل کے الجھے دنگ تاثرات کو دیکھ رہے تھے، ماتھے کی چمڑی سمٹ رہی تھی، وہ کیسی کشمکش میں تھی؟ کیا یہ بغاوت کے تاثرات تھے؟

"لڑکا کون ہے؟" نوشین ہار گئیں.

"وڈیرہ ہے, سوہیل نام ہے اسکا. عمر تقریباً ہی چالیس برس ہے اور مرحوم بیوی سے ایک بیس سالہ بیٹا ہے بس. یہی ہے اسکا خاندان. وہ اپنے لئے رشتہ ڈھونڈ رہا ہے، بیٹے نے کوئی اور لڑکی پسند کر لی ہے." وہ بڑی سہولت سے بولے تھے. نوشین کا رنگ اڑ گیا. "اور عمر کے فرق سے کیا ہوتا ہے؟ یہ تو سنّت ہے." دادی نے اضافہ کیا.

ہادی اپنے "ہونے والے شوہر" کی عمر کا سن کر دنگ رہ گئی، مطلب وہ اسے پٹخنے کے ارادے سے یہاں بیٹھے تھے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں ابا..." ہادی نے سرگوشی میں سر نفی میں ہلایا، "ابا میں شادی نہیں کرنا چاہتی... مجھے تو شادی کی الف بے بھی نہیں آتی... ایسا نہ کریں..." ہادی کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے ہاتھوں میں لرزش تھی.

"تمہارا شوہر تمہیں شادی کی الف بے سب سکھادے گا. میں سوہیل کو ہاں کہ آیا ہوں. اب یہ میری غیرت اور عزت کا معاملہ ہے." انہوں نے یہ کہ کر حتمی بات کہ دی اور رخ پھیر گئے.

کیوں... کیوں مرد کی غیرت اور عزت کی بھینٹ عورت کو ہی چڑھنا ہوتا ہے؟ کیوں گدھے گھوڑے کی طرح اسکو ایک مرد سے دوسرے مرد کے حوالے کیا جاتا ہے کہ مرد عورت کی بغاوت سے اتنا خوف زدہ ہوتے ہیں. کیوں اسکی لگامیں ایک مرد کے ہاتھ میں ہیں ؟

کیا خدا نے انسانوں کو بھی رسیاں پٹیاں ڈالی ہیں؟ وہ تو اشرف لمخلوقات ہے نا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھ ارمان میں کب سے کہہ رہی تھی اسکی شادی کروادے، تیری اولاد میں منہ کالا کرنے کی صلاحیت بس اسی لڑکی میں ہے" منہ کے مختلف زاویے بھی کیا باپ کا منہ کالا کر دیتے ہیں؟" سوہیل بہترین رشتہ ہے اسکا. بڑی عمر ہے تو کیا مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا."

مرد بوڑھا نہیں ہوتا... لیکن مرد ساری عمر جوان دل رہتا ہے کیا؟ نو عمر دل بھلا چالیس سال کے جسم میں دیکھا ہے کسی نے؟ ہادی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، "نہیں ابا! میں شادی نہیں کرنا چاہتی. میں صرف پندرہ سال کی ہوں. میں اتنے بڑے آدمی کے ساتھ نہیں رہ سکتی."

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر چلی گئی. "ہا! دیکھ رہا ہے تو ارمان... کیسے تیرے منہ پر جواب مار کر گئی ہے. لڑکیوں کے بھی بھلا تیور ایسے رہے ہیں؟ یہ ساری خرافات اس میں پڑھائی نے ڈالی ہے. لڑکی کو پڑھا کے کیا کر لیا تو نے ارمان. بول نا! الٹا باغی ہو گئی ہے. سمجھ آنے لگا ہے نہ اسکو بہت... اسکو اسکول سے ہٹا اور اسکی شادی کر."

اس شام نوشین کمرے میں آئیں تو ہادی نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک ہی سانس میں بول اٹھی، "میں شادی نہیں کروں گی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوشین نڈھال بستر پر بیٹھ گئی۔"میں شادی نہیں کروں گی ماں۔۔۔ کیا شادیاں لگا میں ڈالنے کے لئے کی جاتی ہیں؟ کیا شادی پنجرہ ہے؟ میری ہر آزادی میری ہر خواہش میری ہر تمنا کا پنجرہ ہے تو ماں میں ایک آزاد پرندہ ہوں۔۔۔ مجھے اڑنا ہے مجھے اللہ کا بنایا آسمان دیکھنا ہے مجھے کشمیر سے آگے جانا ہے، مجھے جھیل دیکھنے ہیں، سمندر دیکھنے ہیں۔۔۔ یہ دنیا صرف مردوں کے لئے بنائی گئی ہے کیا؟ رنگوں سے عاری مرد جنکو آدھے رنگ نظر نہیں آتے۔۔۔ یہ تو میرے لئے بنی ہے۔۔۔ مجھے رنگ نظر آتے ہیں۔۔۔ میں انسان ہوں۔ میں لڑکی ہونے سے پہلے انسان ہوں میں دیکھ سکتی ہوں، سن سکتی ہوں بول سکتی ہوں، میں گا سکتی ہوں، میں چیخ سکتی ہوں۔ میں جب ایسے خوش ہوں ماں تو میں کیوں شادی کروں؟"وہ رو دی۔

نوشین تحمل سے سنتی رہیں۔"بیٹا۔۔۔ شادی سب کی ہو جاتی ہے۔"

"اور میں شادی کے خلاف نہیں ہوں۔"وہ چلائی۔"میں اس چیز کے خلاف ہوں جو شادیاں عورتوں کے ساتھ کرتی ہیں، میں آپ کی طرح کسی مرد کی بھینٹ چڑھ کر عمر سے پہلے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بوڑھی ہونے کو تیار نہیں ہوں... ان بزدل مردوں کو بغاوت کا اتنا خوف ہے کیا؟"وہ استحزائیہ ہنسی تھی، آنسو اب بھی آنکھوں میں تھے.

نوشین نے پھٹی پھٹی آنکھیں دروازے پر ڈالیں اور پھر اس لڑکی پر. "تم سے تو بات کرنا ہی بے کار ہے!"وہ پیر مارتی ہوئی باہر کو چلی گئی تھیں.

وقت گزرتا گیا اور باغی ہادیل اسکول برابر جاتی رہی، اور پھر ایک وقت آیا جب اسکا کالج شروع ہو گیا تھا، وہ جی جان سے پڑھ رہی تھی. اسے ہلال ستارے والے پرچم کے آگے جانا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے محبت کا شہر دیکھنا تھا... روشنیوں کا شہر... موتیوں کا شہر...

وہ کچھ بھی کر کے یہاں سے جانا تھا چاہتی تھی کہ اس شام تانیہ کو بھی ایسے ہی بلایا گیا اور پھر اندازہ ہوا کہ سوہیل اب بھی ارمان کی بیٹیوں پر نظریں جمائے تھا.

ہادیل کا دل رک گیا تھا، تانیہ کے پیچھے پیچھے وہ اس کمرے کی دیوار کے اوٹ میں کھڑی رہی، وہ باتیں سننے کے لئے اکثر ایسے ہی کھڑی ہو جایا کرتی تھی. منہ پر ہاتھ رکھے وہ کمرے سے آتی بنبناہٹ سن رہی تھی.

"تانیہ... بتاؤ تمہیں منظور ہے؟"

(ہادیل بتاؤ تمہیں منظور ہے؟)

خاموشی چھائی رہی، وہ اس طرف سے تانیہ کا جھکا شکست خوراچہرہ دیکھ سکتی تھی.

(وہ اس طرف سے ہادیل کا جھکا شکست خوراچہرہ دیکھ سکتی تھی)

کمرے میں اب ایک لمحے کے سکوت میں اسنے دادی کے گرتے دانوں کی آواز سنی، سب منتظر تھے کہ وہ کیا کہتی ہے.

"تمہاری بڑی بہن تو اس قدر ناچار رہے گی پوری عمر، اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے شادی تو وہ کون ہوتی ہے بغاوت کرنے والی ہاں؟ بے غیرت، بد نصیب لڑکی."

یہ سننا تھا کہ تانیہ کا چہرہ شرم، شکستگی اور دکھ سے مزید جھک گیا، آنکھیں مضبوطی سے بند کیں کہ آنسو ہاتھوں پر گر گئے۔

ہادی ایک طرف کھڑی اپنی چھوٹی بہن کے آنسو دیکھتی رہی تھی۔

"مجھے منظور ہے!"

(مجھے یہ منظور نہیں!)

ہادی کا سانس تھم گیا، نوشین کی آنکھیں جیسے ڈبڈبا کر رہ گئی تھیں۔ انہیں لگا تھا وہ بھی ہادی کی طرح انکار کر دے گی مگر وہ ایک فرمانبردار لڑکی نکلی، جسے اداکاری کرنی آتی تھی، جسکو باپ کی خاطر دل مارنا آتا تھا، وہ ہادی جیسی خود غرض نہیں تھی۔ ہادی کا دل بکھر گیا۔

وہ بھاگ کر کمرے میں آ گئی۔ وہ جانتی تھی ابا دادی اور نوشین نے اسکو ایسا کرتا دیکھ لیا ہے، کمرے میں آ کر اسنے دروازہ زور سے دے مارا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بیڈ پر بیٹھی سامیہ نے اسکو نا سمجھی اور فکر مندی سے دیکھا،

"کیا ہوا؟"وہ حیرت زدہ تھی،"باہر کچھ ہوا ہے؟"

ہادی نے پیشانی سے ہاتھ ہٹا کر اسکی معصوم شکل کو دیکھا اور پھر اسے بے اختیار اور رونا آ گیا،

"سامیہ!تانیہ نے سوہیل کے لئے ہاں کہ دی ہے...وہ ایسا کیوں کر رہی ہے اپنے ساتھ ..."وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے سے خود کو روک رہی تھی،جبکہ سامنے بیٹھی سامیہ کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا،جیسے مقدر قبول کرنے والی بات ہو.

"تو کیا ہوا آپا...ایسا ہی ہونا تھا.سوہیل اچھے آدمی ہیں...ہو سکتا ہے اسکی قسمت کھل جائے."

"ایسی باتیں مت کرو سامیہ!"وہ اسکو جھنجھوڑ کر بولی،"تانیہ خوش نہیں ہے...وہ مر جائے گی،ہم سب کو لگے گا وہ زندہ ہے...لیکن وہ اندر کہیں دور مر جائے گی اور ہمیں پتا بھی نہیں چلے گا تانیہ کے جسم سے بو آنے لگے گی...وہ اندر ہی اندر اپنی قبر میں گل سڑ جائے گی،اسے سوہیل نہیں پسند...وہ مجھ سے کہا کرتی تھی وہ کسی جوان آدمی سے شادی کرنا چاہتی ہے ...جسکی کوئی پہلی اگلی اولاد نہ ہو...وہ اپنے جیسے زندہ دل آدمی سے شادی کرنا چاہتی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

... تانیہ اپنے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہے۔"سامیہ نے بے اختیار رخ پھیر لیا،اسے یہ باتیں نہیں سمجھ آتیں۔

"کیوں دل جلانے والی باتیں کرتی ہو..؟ قرآن کہتا ہے ماں باپ کی فرمانبرداری کرو۔"

"اور خود مرجاؤ؟"

سامیہ خاموش ہوئی،

"ایسا کہاں لکھا ہے؟"

"فرمانبرداری میں ایسا ہی ہوتا ہے آپا... آپ اب بہت باغی ہو گئی ہیں۔ آپ کو یہ سب سمجھ نہیں آئے گا۔"

ہادی کو لگا اسکا دل ٹوٹ کر بکھر گیا ہے۔"ایسا مت کہو سامیہ...!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ وقت بعد کمرے میں سوجی ہوئی آنکھوں والی تانیہ واپس آئی تھی. ایسا لگتا تھا وہ ایک بہت اہم جھنگ ہار آئی ہے، انکے چہرے دیکھتے ہی تانیہ مسکرا دی. تو تانیہ بی تم ابھی سے اداکاری کرنے لگی ہو؟

"یہ تم نے کیا کیا تانیہ؟" ہادی نے اسکو پکڑ کے جھنجھوڑا، وہ بہت غصے میں تھی.

"کیا کیا؟" وہ گم صم تھی... ہادی کو لگا اسکے مرنے کا عمل شروع ہو گیا ہے. وہ گھبرا گئی، غصہ زائل ہوا.

اسے ایک طرف بیڈ پر بیٹھا دیا اور سامیہ بھی اٹھ کر اس طرف آ گئی تھی.

"تانیہ... میری جان میری بات سنو..." ہادی نے اسکے چہرے بازوؤں پر پیار سے ہاتھ رکھ کر اسکے آنسو صاف کیے.

"تم سوہیل کے لئے انکار کر دو..." وہ بہت محبت بہت حوصلے سے بولی تھی، "میں تمہارے ساتھ ہوں. میں تمہیں چوٹ نہیں پہنچنے دوں گی، کسی بھی طرح کچھ نہیں ہو گا تمہیں ... میرا یقین کرو."

تانیہ نے سر جھٹک دیا، "میں خوش ہوں، میں راضی، ایسی بات نہیں ہے۔" ہادی کی پلکیں بھیگ گئیں۔

"تانی اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں بھی ہمارے گھر کے مردوں جیسی ہوں ظاہری شکل دیکھ کر اور تمہاری آنکھیں پڑھے بغیر میں تمہاری اس بات پر یقین کر لوں گی تو ایسا نہیں ہے! میں تمہاری بہن ہوں... میں تمہارے دل کا حال جانتی ہوں... اسے سمجھتی ہوں، اسے سنتی ہوں، میں جانتی ہوں تم مر جاؤ گی، میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی... تمہاری بڑی بہن ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے تانیہ..." وہ رو رہی تھی اور تانیہ بھی رو رہی تھی۔ سامیہ نے گیلی سانس اندر کھینچی۔

"میں راضی ہوں، ہادی آپا..." وہ روئی... ہادی کو تانیہ کے جسم سے گلنے کی بو ابھی سے آنے لگی۔ کیا لڑکیاں اتنی جلدی مر جاتی ہیں۔

"ایسا مت کہو!" وہ بھی رو دی تھی، ہچکیاں قابو نہیں ہو سکیں۔ تانیہ کے گھٹنے کے پاس بیٹھی وہ سر جھکا کر روئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسا مت کہو تانیہ... ایسا مت کہو...!" شکست سے اسکا سینہ چار ہو رہا تھا.

"میں راضی ہوں ہادی..." وہ بھی رو رہی تھی، "میں راضی ہوں..." آنسو اسکی آنکھوں سے گر کر ہادی کے بالوں میں جذب ہوتے گئے، گم ہوتے گئے. دل تھک کے چور ہو گیا تھا.

وہ ایک مشکل رات تھی جو ہادیل نے تانیہ کو مناتے مناتے گزار دی تھی. تانیہ نہیں مانی ... وہ ایسے ہی روتے ہوئے مسکراتی رہی، اپنی شادی کی تقریب کے خواب سناتی رہی مگر اس رات ہادیل نے اپنی آنکھوں کے سامنے کسی کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھا تھا. اپنی آنکھوں کے سامنے کسی کو مکمل طور پر تحلیل ہوتے دیکھا....

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ادویات کے ڈبوں کو ٹٹول کر دیکھتی وہ مسکرا رہی تھی، جیسے یہ اسکی فتح کی ٹرافی ہو... جیسے یہ اسکی کمائی ہوئی جیت ہو.

ایک بھری بھری مسکراہٹ سے ان ڈبوں کو دیکھا اور پھر ایک ایک کر کے انہیں دور کمرے میں اچھال دیا.

الباسٹار سٹون لیمپ حسرت سے اپنے ٹوٹتے ساتھیوں کو ساکت دیکھتا رہا، کچھ شیشیاں ٹوٹ گئیں، اور کچھ بچ گئی تھیں.

ٹانگ پر رکھا فون اچانک ہی زوں زوں کرتا بج اٹھا تھا.

جبکہ سامنے واک ان کلوسیٹ کے دونوں پٹ کھلے تھے. اندر کی بتی جلی تھی اور روشنی کی کرنیں چھپ چھپ کر جھلکتی تھیں.

اسنے فون اٹھایا تو اس پر "ازکان" چمکتا دیکھ کر تلخ سا مسکرا دی. بیڈ کے کراؤن پر سر ٹکا لیا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں ادویات کی بو پھیلتی گئی... عجیب سی ناک ساڑ دینے والی بو، واک ان کلوسیٹ میں کھڑی آصفہ نے کانچ کے کھنک کر ٹوٹ جانے پر سر باہر نکال کر دیکھا، ٹوٹی ہوئی شیشیاں اور فون کان سے لگاتی زیبہ، سر جھٹک کر وہ واپس اندر کو ہو لی.

"ہیلو؟" انگلی پر لٹ لپیٹتی مسکرائی.

"میرے باپ کو فون دو۔" دوسری طرف انداز بالکل سپاٹ تھا۔

"اپنی ماں سے بات کر لو۔" شائستگی سے کہا۔ دوسری طرف آگ لگی تھی، آگ لگانا زیبہ کا مشغلہ تھا!

"کون؟" جواب اتنی ہی سنگ دلی سے آیا تھا۔ زیبہ نے کوفت آنکھیں بند کیں۔ البتہ نگاہیں اب ٹوٹی ہوئی شیشوں پر جمی تھیں۔ آگ کی گرمی خود کو بھی تو لگتی تھی۔

"بابا فون کیوں نہیں اٹھا رہے؟"

"اتنی بھی کیا جلدی ہے از کان بیٹا؟ سانس تو لے لو لگتا ہے بہت گھبرائے ہوئے ہو۔"

وہ ہنسی تھی ہاتھ چہرے کے آگے لا کر اسنے پہلے اپنے ناخنوں کو دیکھا اور پھر بکھرے ہوئے کمرے کو۔ چچ چچ... بے چاری ہلال۔ اسکی گود میں مدھم روشنیوں میں چمکتی چابیاں رکھی تھیں جو اسنے آصفہ کی مدد سے تالا ساز بلوا کر ہلال کے پورشن کے تالے کی بنوالی تھیں۔

"تمہاری سات نسلیں گھبرانا بھول جائیں گی اگر تین سیکنڈ کے اندر اندر تم نے فون میرے باپ کے ہاتھ میں نہ دیا۔"

وہ محسوس کر سکتی تھی کہ وہ اکتا رہا ہے۔ دوسری طرف کاغذات کی کھڑ کھڑ سنائی دے رہی تھی... یوں لگتا تھا وہ آفس میں بیٹھا ہے۔

زیبہ کو لگا اسکا تذلیل سے رنگ اڑ گیا ہے، یہ وافیہ کی اولادیں ایسے ہی چیخ کر بکواس کرتی تھیں کیا؟ یہ ہے اسکی تربیت؟

"ایک..." دوسری طرف ورق الٹایا گیا۔

"دو..."

"خالد صاحب گھر پر نہیں ہیں۔" تین بولنے سے پہلے وہ ہڑبڑا کر بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے یہ جملہ ادا کرتے ہوئے لگا جیسے وہ ہار گئی ہے اس آدمی سے، اوف خدایا! واک ان کلوسیٹ میں اچانک کسی چیز کے دھپ سے زمین پر آ لگنے کی آواز سنائی دی. زیبہ نے اس جانب دیکھا.

"صبح سے؟" درشتی سے سوال ہوا، پھر جیسے زیبہ کے منہ نہ لگنے کے لئے اسنے جواب کا انتظار نہیں کیا. "آج شام میرے گھر پارٹی ہے ابا کو کہ دینا انکا وہاں ہونا ضروری ہے."

سننے میں آیا تھا ازکان بے حد پر کشش آدمی ہے، آواز ایسی کہ دھڑکنوں میں سما جایا کرتی تھی، مگر زیبہ کو کسی نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ ازکان ہر حال میں پر کشش تھا.

"شیور!" اسنے اگلی بات کو نظر انداز کر دیا. کیا خاک جائیں گے وہ اسکی پارٹی میں!

وہ کال رکھنے لگا تھا.

"ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں، بیٹا!"

جواب نہیں آیا، جیسے وہ اس عورت سے اتنا کوفت زدہ تھا کہ ہاں یا ناں بھی نہیں کہتا تھا، کال کاڈیڈ نہ ہونا اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ پوچھ سکتی ہے. دوسری طرف سے جیسے کسی فائل کے بند ہونے کی آواز آئی. لوگوں کی باتوں کی بنبناہٹ، انگلش، اردو ہر طرح کی زبانوں کا استمعال، دوسری طرف واقعی بڑا پر تعیش ماحول محسوس ہوتا تھا.

"تم اور تمہاری بہن مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہو؟" سوال افسردگی سے نہیں کیا گیا تھا، تجسس سے کیا گیا تھا.

"ہمیں تم سے نفرت نہیں ہے." وہ سرسری سا بولا.

"پھر؟"

"اب نفرت نہیں ہوتی تم جیسوں سے."

زیبہ کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ساری عمر دیکھی ہیں تم جیسی عورتیں، گھر اجاڑنے والی، زندگیاں تباہ کرنے والی. اب عادت ہو گئی ہے زیبہ کفیل."

زیبہ اب بھی واک ان کلوسیٹ کو دیکھ رہی تھی... البتہ اب اسے احساس نہیں تھا وہ وہاں دیکھ رہی ہے. ازکان کے الفاظ نے اسے بہت بری طرح زخمی کیا تھا، خون جگہ جگہ سے رسنے لگا.

"تو مطلب تمہارے باپ نے مجھ سے پہلے بہت سی خواتین کے ساتھ وقت گزارا ہے!" اسکا گلہ رندھ گیا.

"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا زیبہ..." اب اسکا انداز نرم سخت ہو گیا تھا. وہ کرسی سے اٹھ رہا تھا، ریوالونگ چیئر کے پہیے گھسٹ کر پیچھے ہوتے سنائی دیے. "میں بس اتنا جانتا ہوں... کہ تمہاری نسل کی عورتوں نے ہمارا بہت نقصان کیا ہے." ایک اور زخم.

"خدا حافظ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کال رکھنے والا تھا اور زیبہ کو محسوس ہوا کہ آخری جملے نے زیبہ کے جسم سے خون کے فوارے چھوڑ نکالے ہیں.

زیبہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی، اگلا حملہ اس پر کشش آدمی کے گھٹنے توڑ دے گا. وہ زخمی تھی تو سارا عالم زخمی ہونا تھا.

"عزیر فرار ہو گیا ہے."

دوسری طرف لمحے بھر کو سناٹا چھا گیا. کچھ دیر کو زیبہ دوسری طرف سے آنے والی صرف آفس کی آوازیں سن سکتی تھی.

"تم بکواس کر رہی ہو...." جملہ سرگوشی میں ادا ہوا. "تم بکواس کر رہی ہو!"

"دوسری طرف کوئی بھڑک گیا تھا، تو یہ پر کشش آدمی بھڑک بھی جایا کرتے ہیں؟ نئی بات ہے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تصدیق کر لو از کان بیٹا..." وہ کاندھے اچکا کر بولی تھی، اسنے اپنا زہر آلود تیر اسکے ذہن میں اتار دیا تھا. مگر کیا فائدہ..؟

وہ تو خود بھی لہولہان بیٹھی تھی... کسی اور کا لہو بہانہ ضروری تھا. کہتے ہیں مصیبت خود کو اکیلے آجائے تو اچھی نہیں لگتی، کسی اور کے گلے ساتھ ہی پڑ جائے تو حوصلہ ہو جاتا ہے.

"اور تمہارا باپ... از کان خالد... تمہارا باپ، جسکو لے کر تم اتنا غرور کرتے ہو... وہ اسی دو ٹکے کے لڑکے کے پیچھے گیا ہے. دیکھو ڈھونڈ لاتا ہے یا نہیں...؟" زیبہ نے آخری الفاظ گویا ہوا میں تحلیل ہونے چھوڑ دیے.

"تم ہر چیز کی بھاری قیمت ادا کرو گی زیبہ کفیل!"

لائن ڈیڈ ہو گئی... بیپ بیپ...

زیبہ نے فون کان سے ہٹایا، حلق سے ایک قہقہہ پھوٹ نکلا، زخمی لومڑی، بہت زور سے ہنسی تھی. فون ایک طرف بیڈ پر اچھال دیا تھا. برابر میں پڑے ایک کھلونے کو دو انگلیوں میں اٹھالیا تھا، کھلونا ایک لڑکے کی صورت میں بنا تھا، وہ کسی پٹری پر بھاگ رہا تھا، مگر ایسا لگتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا وہ وقت میں کہیں گم ہو گیا ہے . . . اور فضاء میں مقید ہو کر رہ گیا ہے . سرمئی آنکھوں نے مسکرا کر اس کھلونے کو پلٹا پلٹا کر دیکھا .

اسنے بھاگتے لڑکے کے اثار دیکھے تھے ،پیشانی پر پسینہ تھا اور شکل پر مشقت کے اثار . پٹری کے پاس لگی چھوٹی سی چابی تھی . وہ مسکرا دی .

"زوہیب !" قد آدم شیشوں کے عین سامنے کھڑے ازکان نے بالوں میں ہاتھ پھیرا ،سارے میں پھولوں سے آراستہ کمرہ اور چھت کے عین درمیان میں لٹکتے شیشے کے فانوس کی گرم روشنی اس کے ہینڈ سم نقوش کو منور کر رہی تھی ،وارم لائٹ سے اٹھتی ہلکی ہلکی گرمی کمرے کے ٹمپریچر کو نارمل رکھے تھی ، کہیں دور ہی آفس کے کمرے میں عود اور بخور کی مہک اٹھ رہی تھی .

مگر اس وقت ،اس لمحے ازکان کے لئے ہر طرح کی مہک ،خوشبو ،اور خوبصورتی مر گئی تھی . . . وہ پریشان تھا .

آصفہ کلوسیٹ سے باہر نکلی تھی، لڑکے نے بھاگنا شروع کر دیا، پٹری گھومتی گئی، جیسے ٹریڈ مل کی پٹی گھومتی ہے، لڑکے کی ٹانگیں حرکت میں آئیں اسکے جسم میں چنگاری سی آئی اور وہ زندہ بھاگنے لگا.

"باجی..." آصفہ کمزور سا بولی، تو وہ متوجہ ہوئی تھی، انگلی کے پورے سے آنکھ میں آیا پانی صاف کیا تھا، "مجھے کچھ ایسا ویسا نہیں ملا، بس یہ کچھ تصویریں ہیں... میرا خیال ہے یہ..." وہ خاموش ہوئی، تصویر چہرے کے نزدیک اٹھی تھی.

"یہ کون؟" زیبہ اب پوری طرح سے متوجہ تھی.

اسکے پوچھنے پر بھی وہ کچھ دیر خاموش رہی. پھر سر اٹھا کر جواب دیا.

"یہ ٹینا ہیں!"

سکوت. زیبہ کے ہاتھ سے بھاگتے لڑکے کا کھلونا چھوٹ کر گر گیا تھا. ایک لمحہ لگا تھا اسکو سب سمجھنے میں برق رفتاری سے تصویریں اسکے ہاتھ سے اچک لیں. "کیا؟" وہ حیرت زدہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھی. تصویریں ایک ایک کر کے پلٹتی ادھر ادھر کرتی وہ بغور انہیں دیکھ رہی تھی. "ٹینا؟" وہ ہانپتی کانپتی بولی تھی.

"ٹینا... خالد صاحب کی پرانی گرل فرینڈ رہ چکی ہیں... وہ ان سے بہت پیار کرتے تھے. یہ ہلال صاحبہ کے ہسپتال کے مناظر ہیں. میرا خیال... ٹینا اسی ہسپتال کے کسی وارڈ میں موجود ہیں...!"

زیبہ بغور ان تصویروں کو دیکھتی رہی...

بائیں ہاتھ میں رکھی تصویر میں ایک عورت برف میں کھڑی لونگ کوٹ میں ملبوس تھی، گوری رنگت، بلونڈ بال اور مغربی طرز کی خوبصورت آنکھیں، وہ اس تصویر میں ہشاش بشاش محسوس ہوتی تھی. دائیں ہاتھ میں رکھی تصویر میں اسنے دیکھا کہ یہی عورت ایک وارڈ میں منہ لٹکائے، کمزور اور بالکل بے جان سی پڑی ہے، جسم پر پتلی سی سفید قمیض تھی، گویا کسی اسائلم کا یونیفارم ہو. اور اسکے اطراف میں ویسی ہی سفیدی تھی... مگر وہ برف نہیں تھی. اور ٹینا خوش نہیں تھی.

"آصفہ... مجھے اس سے ملنا ہے... آج ابھی اسی وقت!" زیبہ نے سر نہیں اٹھایا.

"زیبہ باجی کیسی باتیں کر رہی ہیں...؟" وہ دور ہوئی، "میں آپ کو انکے ہسپتال نہیں لے کر جا سکتی. ہلال صاحبہ کے بہت چاہنے والے دوست ہوتے ہیں ادھر... وہ انکا ہر راز رکھتے ہیں اور انکو ہر چیز سے باخبر رکھتے ہیں... آپ وہاں گئیں تو ہلال صاحبہ مجھے چھوڑیں گی نہیں...!" وہ بہت پریشانی سے بولی تھی.

"اسکے باپ کی بیوی ہوں میں!" وہ چلائی، "میرے آگے ہے کیا وہ؟ پاگلوں کی ڈاکٹر؟ یہ پاگلوں کے ڈاکٹر خود بھی آدھے پاگل ہوتے ہیں آصفہ..." کمرے میں ادویات کی بو پھیلتی جا رہی تھی... آصفہ کو بہت برا لگا... بہت زیادہ.

"زیبہ باجی، ڈاکٹر ہادیل پورا ہسپتال سر پر اٹھا لیں گی. آپ نے انکے رنگ ڈھنگ نہیں دیکھے ابھی."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بکواس مت کرو!" وہ چلائی. "مجھے آج ہی... آج ہی ملنا ہے اس عورت سے." وہ سر واپس جھکا کر بولی، بیڈ پر گھٹنوں کے بل اٹھی وہ بے حد عجلت والے انداز میں حرکت کر رہی تھی. "اور رہی یہ ہادیل اور ہلال کے چاہنے والے، میں ان سب کو دیکھ لوں گی!"

"صرف ایک ہی انسان آپ کو ان سے ملوا سکتا ہے." آصفہ نے ہار مان لی.

زیبہ نے منتظر سی نگاہوں سے دیکھا،

"عارف مصطفیٰ."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمئی آنکھوں والے بھوت کو سر سے جھٹک کر اسنے آنکھیں مسلیں.

ہوٹل کے عجیب سے بستر پر لیٹے ہلال کو اچانک سبز آنکھوں والی وافیہ بہت شدّت سے یاد آئی. زیبہ کی تیکھی نگاہیں، دوستوں کی محفلوں میں اکیلے پن کا احساس، از کان سے جدائی، اور ایک لاش کا بوجھ کاندھوں پر دھرا محسوس ہوا.

اس سب میں ہلال کہیں دور دبتی چلی جا رہی تھی.

اسنے کلائی پر بندھی ٹائیگر آئی سٹون بریسلیٹ اتار کر پرس کے پاس پھینک دی، عجیب سی گھٹن کا احساس تھا. کمبل وجود سے اتار کر دور پھینک دیا، وہ اٹھ بیٹھی تو اکڑوں بیٹھ گئی، ٹانگیں پیٹ سے لگائے چہرہ جھکا کر. اسکے سر میں پھر سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں... اسکا ذہن کبھی خالی کیوں نہیں ہو سکتا تھا...

بچپن میں وافیہ اسکے پاس بیٹھا کرتی تھیں... جب تک وہ سو نہیں جاتی تھی، مگر اب کوئی نہیں تھا... وہ اس ٹیس مارتی درد کو خود ہی اکیلے ہینڈل کرتی تھی مگر آج ہلال خالد کو ماں بہت یاد آئی...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بہت شدّت سے . . . بہت عجیب سے احساس کے ساتھ . . . جیسے دنیا ختم بھی ہو جائے تو ایک جھلک وافیہ کی مل جائے.

بستر کے ساتھ دیوار میں نسب کھڑکی اسکے عقب میں تھی، جس کے پردے ہلال نے مضبوطی بند کر دیے تھے. کہاں کبھی ہلال کو سورج سے محبت ہوا کرتی تھی. آج عجیب سی کوفت تھی . . . وہ چاہتی تھی یہ ڈھل جائے ہمیشہ کے لئے،

and she never misses the sun again.

ہر چیز اسکے ذہن سے تحلیل ہوتی گئی، ہر محبت آنکھوں سے نکل کر ختم ہو گئی . . . جو بچی تھی وہ ماں تھیں . . .

ہاتھ میں پکڑی تصویر ٹٹولتی رہی . . . ازکان اور وافیہ نورہ.

سبزے جیسی سرسبز آنکھیں. کیا ماؤں کی آنکھیں واقعی ایسی جگمگاتی ہیں؟ کیا واقعی وہ ایسی ہی زرخیز نظر آتی ہیں؟

ٹانگیں پیٹ سے مضبوطی سے جوڑلیں،لب بھینچ کر اسنے بہت سارو نا ضبط کیا تھا. اسکے ہاتھ پیر خون سے لدے تھے.

سرخ دھند سارے میں لپٹ گئی اور ہلال کو ایک دوسرے جزیرے کے سفر پر لے گئی تھی ، کراچی کراچی نہیں رہا تھا، مگر وہ کراچی ہی تھا... ایک پرانا خوبصورت کراچی، گہرے رنگوں والا کراچی.

کلیمٹس کی بیل سے پھول چنتے وہ وہاں کھڑی تھیں.

لان چیئر پر بیٹھی وہ پیر اوپر کیے تھی سامنے ہی ٹیبل پر سنیکس رکھے تھے جو اسنے بد مزہ سی ہو کر ابھی رکھے تھے.

اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا، بھلا اتنی گرمی میں کوئی اے سی والا کمرہ چھوڑ کر یہاں لان میں دھوپ میں سڑنے آتا ہے؟

اب کہ وہ سامنے کھڑی دبلی پتلی عورت کی پشت کو دیکھ رہی تھی.

سورج کی کرنیں اس عورت کے خوبصورت بھورے بالوں سے ٹکراتی تو وہ یک دم چمک کر سنہرے ہو جاتے تھے. بالکل کسی پری کی طرح.

نازک انگلیوں کے پورے آہستہ آہستہ کلیمٹس کے جامنی پھول چن رہے تھے.

"کیا کر رہی ہیں آپ؟" اسنے اکتا کر پوچھا، تو سامنے کھڑی عورت نے مسکرا کر سر ہلایا، وہ پلٹی نہیں تھی.

"دیکھ رہی ہوں کہ مجھے کتنے پھولوں کی ضرورت پڑے گی." خوش گفتار آواز... کیا آواز تھی.

"کیا کرنے ہیں آپ نے اتنے پھول؟ جب دیکھو پودوں کے پیچھے پڑی رہتی ہیں."

ایسا کرخت انداز؟ کیوں؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سامنے کھڑی عورت کا مزاج کیا کمال تھا اب تک نہیں بگڑا. وہ پلٹی تو ایک خوبصورت سفید گلابی چہرہ سورج کی کرنوں میں نمایاں ہوا تھا. سرسبز آنکھیں... اس جہاں سے الگ ہی مسکراہٹ اور ایسی پرسکون آواز.

وہ چلتی چلتی اسکے مقابل رکھی کرسی پر آ بیٹھی تھیں، تنقیدی نظریں اب تک اس عورت پر جمی تھیں جن کی مصنوعی مسکراہٹ اسکو اب الجھا الجھا رہی تھی.

"پھولوں کی مالا بنا رہی ہوں." انہوں نے مسکرا کر کہا تو سامنے بیٹھی لڑکی نے گہرا سانس لیا، اسے اب تک سمجھ نہیں آیا کہ کیوں اتنی محنت کی جا رہی ہے؟ اتنی گرمی میں یہاں بیٹھنے کی تک بنتی ہے؟ اندر اے سی میں بھی تو بیٹھ سکتے تھے. وافیہ نے اسکے بگڑے مزاج پر ہنسی دبائی.

جامنی پھول انکے ہاتھوں میں حرکات کے ساتھ ساتھ گھومتے گئے، پتلی سی تار میں ایک ایک کر کے پھول ڈلتے ڈلتے گئے، "جب میں چھوٹی تھی نا، میں پھولوں کی بہت ساری مالائیں بنایا کرتی تھی." پتلی تار میں ایک اور پھول کھسکایا،

"یہ میری ہابی تھی... پھولوں سے مجھے ہمیشہ سے بہت ہی لگاؤ تھا،پتا نہیں کیوں مجھے لگتا تھا ہم ہر چیز پھولوں کی مدد سے کرتے ہیں،اس دنیا کا ہر رنگ پھولوں سے لیا گیا ہے. اور مجھے...رنگوں سے بے پناہ محبت ہے."

سامنے بیٹھی لڑکی نے جیسے سحر کے سے عالم میں اس عورت کو دیکھا جو مالا بنا رہی تھی. ایک ایک کر کے کھسکتے پھول واپس جیسے بیل کی شکل اختیار کر رہے تھے.

"اسکول میں مجھے جو بھی پسند آجاتا تھا میں اسکو ایک مالا بنا کر دے دیا کرتی تھی. وہ مالا میں اسکی کلائی پر باندھ دیا کرتی تھی خواہ میں اسکو جانتی بھی ہوں یا نہیں."وہ مسکرائیں.

لان چیئر پر پیر اوپر کیے بیٹھی لڑکی نے بھویں سکیڑ کر اس عورت کو دیکھا جسکی آنکھیں مالا پر جھکی تھیں،تاثر ایسا کہ کتنا عجیب ہو یہ سب.

"کیا مطلب آپ کسی کو بھی دے دیا کرتی تھیں؟"وافیہ کو یہ سوال اچھا لگا،" کتنا عجیب لگے، کوئی بھی آکر آپ کی کلائی پر پھولوں کی مالا باندھ کر چلا جائے، کیوں کہ وہ مجھے دور دور سے

پسند کرتا ہے! یہ آپ کیا کرتی تھیں مما؟" ظاہر ہے وہ طنز کر رہی تھی، جیسے اسے انکے اس انداز پر کتنی کوشر مندگی اٹھانی پڑی ہوگی. "میں تو اتار کے پھینک دوں..."

وافیہ کے حرکت ہاتھ اچانک سست ہو گئے... پھر جیسے تھم گئے. انہوں نے بمشکل اس بچی کو پیار سے دیکھا اور پھر واپس سر جھکا لیا.

"لیکن کیوں؟"

"کیوں کہ کسی کی محبت قبول کرنا مجھ پر فرض نہیں ہے." کاندھے اچکا دیے، "اتنا عجیب کانسپٹ ہے یہ."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاں، کسی کی محبت قبول کرنا ہم پر فرض نہیں... اور یہ شے کتنی تکلیف دہ ہے... نجانے کن کن کی محبتیں اس وجہ سے ادھوری رہ گئی ہوگی کہ... ہر کسی کی محبت قبول کرنا ہم پر فرض نہیں...

"لیکن بیٹا... کیا زندگی اسی چیز کا نام نہیں؟ کہ انسانوں سے محبت بانٹی جائے اور ان سے محبت لی جائے. ہم نہیں جانتے کون کتنا ٹوٹا ہوا ہے کون کتنا بکھرا ہوا ہے... یہ ہمیں

جاننے کی ضرورت نہیں. جو بات ہمیں پتا ہے... وہ یہ ہے کہ سب کو محبت کی ضرورت ہوتی ہے. مذہب نسل رنگ سے بالاتر ہو کر سب سے پہلا رشتہ انسانیت کا ہے..."

پھر ایک بار دھیما سا مسکرائیں،"انسانیت سب سے پہلا سبق ہے!"

وافیہ کتنا دھیما بولتی تھیں، کتنا پیارا بولتی تھی..."جب اللہ نے وَلْيَتَلَطَّفْ فرعون کے لئے کہا ہے تو باقی انسانیت سے تو عشق کرنا چاہیے..."وہ آنکھیں ترچھی کیے ہنس کر بولیں.

سورج کی کرنیں وافیہ کے چہرے کو دمکا رہی تھیں. تار کے سرے کو مضبوطی سے گرہ لگا کر انہوں نے اسکو گولائی صورت کر دیا،مالا یقیناً انکے سفید گلابی ہاتھوں میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی.

"اللہ نے ہمیں انسان بنایا ہے... اور محبت کرنا سکھایا ہے. کسی کا دل مائل کرنا ہو یا کسی کا دل جیتنا ہو... یہ سب محبت سے ہوتا ہے. بے لوث،بے حساب،بے پناہ محبت سے ہوتا ہے."

"اور ستارہ بیگم... تاج ہم انکے سروں پر رکھتے ہیں..." وہ آگے کو جھکیں اور اس سامنے بیٹھی لڑکی کے سر پر تاج صورت وہ مالا رکھ دی، "جن سے ہم محبت کرتے ہیں."

وہ مسکرا کر پیچھے ہوئیں، ایک ستائش بھری نظر اسکے چہرے پر ڈالی.

وہ پیاری تھی، اسکے سر پر جامنی پھولوں کی ہاتھ سے بنائی مالا یوں لگ رہی تھی جیسے وہ فلورا کی پری ہو.

"پیاری لگ رہی ہو..." وہ ہنسی. وہ جس کا موڈ اس جھلسا دینے والی گرمی سے خراب ہوا تھا آہستہ آہستہ بحال ہونے لگا. ہولے سے ہاتھ سے سر پر رکھی مالا کو چھوا.

"تھنکس..." شرمندہ شرمندہ سا تھنکس کہ کر اسنے سر جھکا دیا. سورج کی ترچھی کرنوں میں آمنے سامنے بیٹھی وافیہ نورہ اور ہلال خالد. "اگر تم ایک عظیم انسان بننا چاہتی ہو... تو ہمیشہ انسان بننے کو ترجیح دینا."

سرخ دھندلاہٹ سے چھٹ گئی اور کانوں میں فون کی گھنٹی کی آواز گونجی. سر جھٹک کر وہ عقب سے آتی کرنوں کو نظر انداز کیے ویسے ہی بیٹھی رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

. آنکھیں نیند سے خالی اور فون جو مسلسل بج رہا تھا،اسکو نظر انداز کئے وہ اپنی ازلی حالت میں ہی بیٹھی رہی تھی.

وائبریشن کی زوں زوں کمرے کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس کانوں میں گونج رہی تھی، مگر اسے شاید کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا،فون کی سکرین کی نیلی کرنیں پلّو کا ایک پہلو منور کرتا رہیں، حتمی نوٹیفکیشن "سات مسڈ کالز" اور فون کی سکرین بجھ گئی.

جیسے اسکی آنکھوں کی جوت بوجھ گئی تھی.

رفتہ رفتہ سورج مغرب کی دہلیز میں جا بیٹھا آسمان پر تارے ٹمٹمار ہے تھے،روشنی کی شعاؤں کی لہر ہلال کی ہلکی بھوری آنکھوں میں بیٹھتی جا رہی تھی،وہ پر سکون سا مسکرائی.

"لاتخاف!" کانوں میں ایک گرم جوش آواز گونجی. "لاتخاف ستارہ بیگم!"

آنکھیں گیلی ہوئیں،ازکان سے ملنے کی خواہش کو پر سے لگے اب... وہ آج ازکان کے پاس ہو گی،وہ اسکو اتنی زور سے گلے لگائے گی.... کہ.... اسکی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری پسلیاں توڑنی ہیں کیا!" وہ چیخا، چہرہ درد سے سکڑ گیا... "چھوڑو! نہیں لے کر دینی میں نے آئس کریم... آہ!"

گرفت اسکے جسم پر مضبوط ہوئی تو وہ درد سے کراہ کر رہ گیا، آنکھیں میچ کر اسنے ہلال کے بازوؤں کو ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ ہنستی کھلتی ویسی ہی مار دینے والی گرفت کے ساتھ اسکو چمڑی ہوئی تھی.

"اچھا! اچھا ٹھیک ہے!" وہ ہار مانتے ہوئے آخری بار چیخا، "اوکے! ہم جا رہے ہیں آئس کریم کھانے.... اب چھوڑ دو، پلیز" آنکھیں عجیب سی تکلیف سے گیلی ہو رہی تھیں اور ہلال نے ایک ہی جھٹکے میں اپنے سے لمبے از کان کو چھوڑ دیا، آنکھوں میں فتح کی خوشی اور چہرے پر مغرور مسکراہٹ، "یہ ہوئی نہ بات!"

ہلال کی آنکھیں بھیگ گئیں، ہاں... وہ اسکو ایسے ہی پکڑ لے گی جب وہ اس سے ملے گی، وہ اسکی پسلیاں توڑ دے گی!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دور پڑی ٹائیگر آئی سٹون بریسلیٹ اسکے وجود کے نور سے ماند پڑ گئی تھی.

اس شام وہ پیدل چلتی ہسپتال آ گئی تھی. باہر باغ میں ہی کھڑی تھی کہ اسکے فون پر ایک بار پھر کال آئی، اس بار اسنے فوراً اٹھالی، گہری سانس لی کہ

"ہالی! اوہ گاڈ.... تم فون کیوں نہیں اٹھاتی یار..."

ہادیل نے بلند سا کہا، اسے اس کی اس ادا کی وجہ سے ہمیشہ ہی فون کان سے ذرا دور کرنا پڑتا تھا.

"میں سو گئی تھی!" اسنے فوراً جھوٹ بولا.

"اچھا. "ایسا لگا وہ غصے میں ہے، "اس وقت کہاں ہو؟"

"ام..." ہلال نے اطراف کا جائزہ لیا... وہ ہسپتال باغ میں کھڑی تھی، کیوں؟ وہ اسکو کیا بتاتی. "میں... ہوٹل کے پارکنگ لوٹ میں" ایک اور جھوٹ. ہادی جھوٹ پکڑ لیتی تھی.

"مطلب تم نے اٹھتے ہی مجھے کال نہیں کی!" اسنے اس بار کوئی اور بات پکڑ لی.

"وہ... میں نے سوچا گاڑی میں بیٹھ کر کروں گی... اچھا ناراض کیوں ہو رہی ہو..." ہلال نے کھی کھی کرنے کی کوشش کی، جبکہ دوسری جانب اچانک ہی بہت ساری خاموشی محسوس ہوئی، "ہادیل؟ آریو دائر؟"

"تم گاڑی میں ہمیشہ کال کاٹ دیتی ہو ہالی." "اوف! کبھی کبر اسے ہادی کی حاضر دماغی زہر لگتی تھی.

کھی کھی...

"میرا مطلب! میں تمہیں از کان کی طرف جا کر کال کرتی نا... تم میری بات سمجھی نہیں. ایسا کرو تم کرو بتاؤ تم کیا کر رہی تھی؟" ایسی حرکتیں کرتی ہلال اب بے چارہ شوہر اور ہادی نخریلی بیوی لگ رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سونے پر سہاگا ہلال کے عقب میں ہی سے ایک بھاگتی ہوئی ایمبولینس گزری. ہلال تو جیسے سر پیٹ کر رہ گئی.

"یہ ایمبولینس کی آواز تھی؟ تم اس وقت کہاں کھڑی ہو ہلال؟" وہ سنجیدہ ہوئی.

"ہاں... وہ شاید یہاں آگ لگی تھی... چھوڑو تم اس بات کو، ہسپتال میں سب کیسا ہے؟"

ہادی مشکوک ہوئی مگر پھر اسکی ہسپتال والی بات سن کر بہت خوش، "تم یقین نہیں کرو گی آج کیا ہوا!"

ہلال جو جوتے کی نوک سے مٹی رگڑ رہی تھی، اچانک رکی، "کیا ہوا آج؟"

"عارف اور میرا دنگل!" وہ فخریہ بولی.

کچھ لمحے تو ہلال کو لفظ بنانے میں لگ گئے تھے... اسے سمجھ نا آیا کیا کہے، اور کیا ضرور کہے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہادیل! کیا مطلب؟ تم نے اسکا منہ تو نہیں توڑا نا؟ اوہ گاڈ... ہادی میں ہسپتال سے ذرا سے منہ موڑتی ہوں تم کسی نہ کسی کا منہ توڑ کر بیٹھ جاتی ہو... تم میں اور غلام بخت میں کوئی فرق نہیں ہے۔" وہ بولتی گئی۔

"اس بار منہ میں نے نہیں توڑا۔" وہ ویسی ہی ٹون میں بولی، ہلال کی فکر گئی تیل لینے۔

"تو کس نے توڑا ہے؟"

"گیس کرو!" وہ پر جوش ہوئی،

"پلیز سیدھی طرح بتاؤ ہادی، ان معاملوں میں میرے گیسس بہت برے ہیں۔" وہ مذاق کے موڈ میں نہیں تھی۔

"گیس کرو نہیں تو اچھا نہیں ہو گا ہالی!" اسنے ہار مان لی تھی۔ ہلال نے سوچنے والے انداز میں تھوڑی کھجای،

"ماہین نے؟"

ناولز کلب
Home of Quality Content

یک دم ایک سیکنڈ کی خاموشی کے بعد ہلال اور ہادیل پھوٹ کر ہنس پڑیں. "اچھا گیس ہے ہالی، ویری کلوز!"

ہلال کی آنکھیں اس بار حیرت سے کھلیں، وہ جو ہنس رہی تھی، اسے رکنا پڑا، "کیا مطلب؟" وہ زور سے بولی، پھر ذرا گھوم کر اطراف میں دیکھا، کوئی سن تو نہیں رہا.

"مطلب منہ تو اسکا اسی بات پر ٹوٹ گیا تھا. لیکن فزیکل نہیں نا..."

"مجھے اب واقعی فکر ہو رہی ہے." سانس چھوڑا. "بات فزیکل کب ہوئی؟"

"گیس کرو، باتیں نہ کرو!" ہادی نے وہی رٹ ڈال دی.

"میرے دماغ میں کوئی ایسا ہیرو نہیں آرہا." ایک بار پھر ہار مان لی.

"داؤد نے!" وہ فوراً بولی، جیسے اسی لمحے کے انتظار میں ہو.

"کیا....!"

"ہاں...!"ہادیل زور سے ہنسی تھی،"اور تمہیں پتہ سانیا چڑیل نے داؤد کو لڑائی کے وقت روکا اور وہ نہیں رکا!"

"لڑائی ہوئی کیوں تھی ہادیل؟"وہ عجلت میں بولی.

"وہ میں تمہیں تب بتاؤں گی جب تم حیدرآباد واپس آجاؤ گی. ابھی میں داؤد کے ساتھ ڈنر پر جا رہی ہوں."

اور کھٹ فون بند.

"ہادیل...ہادیل!"اسنے دیکھا کال ڈیڈ ہو چکی ہے..."اوف! پتہ نہیں کیا تحفہ تیار رکھا ہو گا میرے لئے وہاں اسنے."

وہ واقعی پریشان تھی.

کپڑوں پر سے خون دھویا ہوا محسوس ہوتا تھا. کریم کوٹ اب بس کاندھوں پر جھول رہا تھا،ہاتھ میں گفٹ ریپ شدہ شے تھامے وہ قدم قدم چلتی وہ اسکے روم میں داخل ہوئی.

وہ ایک عجیب سے تاثر کے ساتھ بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا،یوں جیسے اسکو اس کمرے سے الجھن ہو رہی تھی... عجیب سی نفرت. نرس اسکی تاریں اتار ہی رہی تھی کہ اسنے کھینچ کر الگ کر دیں،"ہٹاؤ یہ!"

"سر!یہ آپ نے..."اسکے الفاظ اسکے ہاتھ سے رستے خون کو دیکھ کر ٹوٹتے گئے،"سر میں اتار تو رہی تھی..."

لب اسکے رویے سے شکستگی کے عالم میں بند ہو گئے،کوئی فائدہ نہیں تھا اسکو بار بار سمجھانے کا.

آہٹ ہوئی تو چوکھٹ کی جانب دیکھا،وہ وہاں کھڑی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمئی آنکھیں بھوری آنکھوں کے حصار میں ایک بار پھر آئیں، فضا میں کرنٹ دوڑا جو اس شخص سے ہوتا ہوا ہلال کے وجود سے لپٹ گیا، وہ آنکھیں چرا گئی. اسنے سوچا تھا دوبارہ کبھی واپس نہیں آئے گی.

اسکے ہاتھ کو دیکھتی وہ قریب آئی، گہرا سانس لے کر پرس ایک طرف جمایا اور نرس کو پٹی لانے کا اشارہ کیا، وہ بکھلائی ہوئی سامنے موجود کبنٹ کی طرف گئی، ہلال نے کاٹن سے اسکے ہاتھ پر سے خون صاف کرنا شروع کیا، سرمئی آنکھوں والا آدمی اسے ہی دیکھ رہا تھا، "مجھے لگا آپ واپس نہیں آئیں گی." لہجے میں خوش گفتاری تھی.

"مجھے آنا پڑا." اسنے تین لفظوں میں مجبوری، کھچاؤ، سب بتا دیا.

"کیوں؟"

"کیوں کہ یہ انسانیت کا تقاضہ ہے... میری وجہ سے تمہارا اتنا نقصان ہوا ہے. میں اپنی ماں کی بات نہیں ٹال سکی."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا؟" وہ ہنس دیا، ہلال کو برا لگا مگر اسنے آنکھیں نہیں اٹھائیں. "کیا کہا آپ کی والدہ نے جو آپ ٹال نہیں سکیں؟" آنکھوں میں بلا کا تجسس تھا.

کاٹن نرم نرم انداز میں اسکا خون جذب کرتی گئی، ہلال نے گہرا سانس لیا، "اگر مجھے ایک عظیم انسان بننا ہے تو میں انسان بننے کو ترجیح دوں." اسنے وافیہ کی بات من و عن دوہرائی. اسے لگا اسکی ماں کہیں سے مسکرا دی ہو گی.

سرمئی آنکھوں والے شخص نے متاثر کن انداز میں سر ہلایا. کیا خوب فرمایا!

"تمہارا جسم اللہ کی امانت ہے، اگر تم اس امانت میں خیانت کرنے کا سوچ رہے ہو تو تمہاری مرضی ہے." اب کہ اسنے اسکے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا تو سرمئی آنکھیں جھک کر خون کی بوندیں نکالتی جلد پر پڑیں، اسنے بلا کا افسوس ظاہر کیا، جبکہ اسے کوئی افسوس نہیں تھا. فانی جسم.

"میم! میں تھک چکی ہوں انکو کل سے بتا بتا کر کہ انہوں نے ڈسچارج ہو جانا ہے مگر میاں کو سمجھ ہی نہیں آ رہی، تنگ کر کے رکھا ہوا ہے..." ڈبوں پر سے نام پڑھ پڑھ کر وہ ارد گرد

گھوم کر پٹی ڈھونڈ رہی تھی. "کہتے ہیں بس ابھی جانا ہے... ابھی تو ابھی اسی وقت جانا ہے ... میری سمجھ سے باہر ہے کہ اتنی جلدی کیا ہے انکو...!"

ایسا لگتا تھا اس نرس کا بس نہیں چل رہا وہ اس آدمی کو خود ہی اٹھا کے باہر پھینک دے.

جبکہ ہلال اسکے گہرے رنگ کے بھاری ہاتھ پر کاٹن سے خون صاف کر رہی تھی، سنہرے پتلے ہاتھوں کی انگلیاں بھاری گہرے ہاتھوں پر کاٹن سے صفائی سے گھوم رہے تھے.

"آپ نے اللہ کی امانت میں خیانت نہیں کی؟"وہ مسکرایا. اسنے اسکی جھکی پلکوں کو ایک بار پھر ویسے ہی گھورا. سرمئی آنکھیں اس بار بھی اٹھی تھیں اور شہد آنکھیں اس بات بھی جھکی تھیں.

ہلال کو پتا تھا وہ ایسی ہی کوئی تیکھی بات کرے گا،

"غلطیاں سب سے ہوتی ہیں، مگر ہاں انسان معاف نہیں کرتا. خیر!"اسنے کاٹن ہٹا کر ایک طرف رکھی، وہ پوری طرح خون سے بھیگ چکی تھی، وہ اسکی نازک انگلیوں سے لے کر اسکی آنکھوں تک سب کو دیکھ رہا تھا.

"ایسی بات نہیں ہے..." وہ آواز دھیمی کر کے بولا تو ہلال کے دل کو جھٹکا لگا، کیسی آواز تھی یہ؟ اتنی ٹھہری ہوئی... اتنی پر سکون... اسنے آنکھیں اٹھا کر سرمئی آنکھوں میں دیکھا. سرمئی آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں.

"ایسا نہیں ہے کہ میں نے معاف نہیں کیا، اگر آپ کو تسلی نہیں ہے تو میں آپ کے لئے کہ دیتا ہوں... ایٹس اوکے!"

"یہ لیں میم..." ہلال نے جھٹ گردن موڑ کر نرس کے ہاتھوں میں کریم اور پٹی دیکھی ... اسکا دل بھڑک رہا تھا.

نرس کے ہاتھوں سے وہ کریم اور پٹی لئے اب آہستگی سے اسکے ہاتھ پر لگا رہی تھی... انگلیاں کانپ رہی تھیں.

"میں نے تم سے معافی نہیں مانگی تھی..." وہ ویسے ہی انداز میں بولی، جیسے اسے فرق نہ پڑا ہو.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سامنے بیٹھے شخص نے قدرے نا سمجھی سے اسکو دیکھا،ہاتھ اب ڈھیلا ڈھالا ہلال کی گرفت میں چھوڑ دیا،"خود ہی کہا تھا آپ نے انسان معاف نہیں کرتا...؟"

"میں نے انسانوں کی بات کی تھی."نرس نے ہنسی دبائی.ہلال کریم ایک طرف رکھ رہی تھی آنکھیں سکیڑ لیں.

پٹی پکڑ کر لپیٹنا شروع کر دی،ہاتھ تھوڑا بلند کر کے وہ اسکے گرد پٹی گھماتی اختتام تک لائی اور پھر ایک گرہ لگا کر ہاتھ چھوڑ دیا،سرمئی آنکھوں والے کو اپنا ہاتھ بھاری محسوس ہوا.

وہ اسکو بہت غور سے دیکھ رہی تھیں،جبکہ شہد آنکھیں اپنی روانی میں کام کر رہی تھیں،چیزیں واپس نرس کو تھما دیں.وہ اسکی نظروں کا بھار محسوس کر سکتی تھی مگر اسکی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی تھی.

"میں انسان ہی ہوں ڈاکٹر صاحبہ!"اسنے منہ بسور کر کہا.(لگتے نہیں ہو.اسنے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا)

ہلال نے کاندھے پر سٹریپ ڈالا اور "میں تمہارا حال پوچھنے آئی تھی. اور تم بالکل ٹھیک لگ رہے ہو، ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا، خدا حافظ!"

جلدی جلدی کہتی وہ باہر نکل آئی، "ابھی آپ نے کہا تھا آپ مجھ سے معافی نہیں مانگ رہیں؟"

ہلال نے سنا تھا پر ظاہر یوں کیا جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو. دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے وہ باہر آجائے گا... کچھ لمحے دروازے کا ہینڈل اپنی پشت پر پکڑے وہ اس دروازے سے سر ٹکائے کھڑی رہی تھی.

آنکھوں میں زمانوں کی تکان تھی.

سنا ہے جو چیزیں ہم توڑ دیتے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے ہماری ہو جاتی ہیں، اور ہلال خالد کو یہ شخص اپنے ساتھ نہیں جوڑنا تھا.

وہ تیز تیز قدم چلتی وہاں سے نکل گئی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بارش کے قطرے ٹپ ٹپ کرتے گر رہے تھے، پریوں کے گھر میں کھڑی ماہین نے آسمان کے نیچے ہتھیلی کھول کر ذرا پریشان سی نظروں سے گہرے بادلوں کو دیکھا، اور پھر پیچھے کھڑے ملازموں کو جو ایسی ہی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے، فیری لائٹس پر ایک ایک کرتے قطرے گرتے رہے۔

"ایک شیڈ تیار رکھو شایا، بارش تیزی پکڑ سکتی ہے..." اسنے یاسیت سے کہا، کاش بارش نہ ہو... اور اسکا آنگن گیلا نہ ہو جائے، اور ہر جگہ کیچڑ کیچڑ نہ ہو کر رہ جائے۔

ایک قطرہ ٹپک کر زیبہ کی پتلی پر آ گرا تھا۔ وہ کاندھوں پر ہلکی سفید سی شال ڈالے تیکھی مسکان لئے گدو بندر ہسپتال کی حدود میں داخل ہو چکی تھی، سرد حقارت اسکے چہرے پر نمایاں نمایاں تھی۔ سیدھ میں نم نم سی روشنیاں اور اندرونی سڑکیں پھیلی تھیں۔

"تو اس بلا میں کام کرتی ہو تم؟"اسنے ہونٹوں کو ہلا کر خود کلامی کی،"تمہارا سٹینڈرڈ اتنا گراں ہے؟"

تلخی سی تلخی تھی جو چہرے پر چھائی تھی.

آصفہ نے زیبہ سے کہا تھا کہ وہ ہسپتال جا کر کسی قسم کی نظروں میں نا آئے،مگر یہ بات زیبہ کفیل کو اپنی شان کے بر عکس لگی تھی،اسکے عقب میں کھڑی land cruiserچمکتے دمکتے ہسپتال کی روشنیوں میں جگمگا رہی تھی. آسمان پر شام چھائی تھی،اور فیری لائٹس کی وجہ سے ہر درخت ہر پودا پریوں کی کہانیوں کی طرح جگمگ کر رہا تھا.

اس قدر بڑی گاڑی دیکھ کر اسکو گاڑی ہسپتال کی حدود میں لانے کی اجازت مل گئی تھی،ورنہ اکثر اجازت صرف ہلال اور ڈائریکٹر صاحب کو ہوا کرتی تھی.

"مجھے عارف مصطفیٰ سے ملنا ہے."اسنے سخت اکھڑے ہوئے انداز میں گارڈ سے کہا تو اسنے انکے ساتھ ایک آدمی بھجوا دیا،جو کہ موٹی جسامت والا گول مٹول سا شخص تھا.

اب قیمتی جوتوں اور نفیس کپڑوں میں ملبوس ناگن زیبہ اس آدمی کے ساتھ ہوتی ہوئی راہداریوں سے گزر رہی تھی. ترچھی پڑتی ہوا کی وجہ سے زیبہ کے بالوں اور کپڑوں سے لگتی پانی کی بوندیں اپنے نقش چھوڑ رہی تھیں. اسکی سفید شال نم نم سی تھی.

ان راہداریوں میں عجیب و غریب آوازیں گونج رہی تھیں، جن کو زیبہ اپنے حواسوں پر سوار ہونے سے روک رہی تھی. "میں مان ہی نہیں سکتی کہ ہلال کا یہاں کام کر کے ذہنی توازن ٹھیک ہے، ہونہہ!"

مختلف وارڈز سے ہوتی ہوئی وہ ایک آفس کے دروازے کے آگے سے گزری تو اسکو رکنا پڑا.

رکنا پڑا کیوں کہ اسکی تختی پر "Vice Head Hilal Khalid" لکھ رکھا تھا. اسکا آفس اندر باہر سے ایسا جگمگا رہا تھا کہ زیبہ کو داد دینی پڑی.

"اس طرف آجائیں مادام جی..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے چند لمحوں میں وہ ڈاکٹر عارف مصطفیٰ کے کمرے میں کھڑی تھی،اسے دیکھ کر پہلے تو عارف نے نا سمجھی سے ابرو اٹھائی،لگتا ہے سینئر ڈاکٹر کے مزاج آج کچھ اکھڑے اکھڑے ہیں.

زیبہ نے ایسے ہی شال کاندھوں پر رکھے ارد گرد کا جائزہ لیا،وہ بلا اجازت ارد گرد گھومی اور پھر ایک متاثر کن...یا پھر شاید استہزائیہ نگاہ عارف اور اسکے پھوٹے ہوئے ہونٹ پر ڈالی.

"نائس..."

"میں نے آپ کا استقبال نہیں کیا پھر بھی آپ میرے آفس میں گھوم رہی ہیں؟"

"آپ کا آفس تو ویسے نہیں سجایا گیا جیسے ہلال کا آفس سجا پڑا ہے،ایسا کیوں؟"وہ سوال پر سوال کر رہی تھی.

عارف نے تن بدن میں آگ بھڑکی...دانت پیس کر اسنے چوکھٹ میں کھڑے گول آلو کو دیکھا جو کاندھے اچکا کر واپس راہداری میں گم ہو گیا(تم جانو تمہارا کام جانے)

"کون ہو تم ؟"اسنے قدرے ناگواری سے پوچھا.

"آپ میرا استقبال ضرور کریں گے جب آپ کو پتہ چلے گا کہ میں ہلال خالد کی ماں،زیبہ خالد ہوں."بڑی شان سے ادا کیا جملہ تھا جو عارف کی سماعتوں سے ٹکرایا اور وہ فوراً مسکرا دیا، جیسے شیطان کے دماغ کے پردے کھلے ہوں.

"آئیے!"اسنے ہاتھ کے اشارے سے اسکو آفس میں موجود چمڑے کے صوفے پر بیٹھنے کی دعوت دی

."کیا خدمات پیش کر سکتا ہوں میں آپ کو ؟اور آپ بدلے میں میرے لئے کیا لائی ہیں ؟" وہ مسکرایا،ہاتھ میز پر باہم پھنسائے تھے.

"I like your attitude, Mr. Mustafa!"

اس بات پر عارف دل کھول کر ہنسا تھا،وجیہہ چہرے کا پھٹا ہونٹ بھی اتنا ہی خوبصورت لگ رہا تھا."بہت جلد آپ کو اس attitude سے نفرت ہو گی مسز خالد!"

"دیکھتے ہیں!" وہ شان نے اچکا کر مسکرائی، جبکہ اسے اسکا مزاج اور زیادہ مائل کر رہا تھا، ہوشیار مرد.

"کافی؟" عارف نے ساتھ رکھے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا، کہ زیبہ نے نفی میں سر ہلا دیا، عارف نے رسیور واپس رکھ دیا، وہ اس عورت کو کافی پلانے کے موڈ میں تھا، نا ہی وہ عورت اسکے زیادہ منہ لگنے کے موڈ میں تھی.

"سنا ہے آپ کی supervision میں ایک برطانوی عورت ہے." وہ انجان بنی بولی تھی. خالد کے برعکس زیبہ لمبی لمبی تمہیدیں نہیں باندھا کرتی تھی.

"میری supervision میں بہت سے لوگ ہیں، رنگ قوم نسل. آپ کس سے ملنا چاہتی ہیں؟" وہ ٹیک لگائے اب دلچسپی سے پوچھ رہا تھا. "جتنا مہنگا رنگ، جتنی نایاب نسل اتنا اونچا دام." تھوڑی کھجا کر اسنے ہاتھ لہرا دیا.

زیبہ شان سے مسکرائی، سمجھنے والے انداز میں، ہاں اسے سب سمجھ آ رہا تھا.

"ٹینا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عارف کی مسکراہٹ گہری ہوئی.

سیکنڈ فلور کے آخری کمرے کے سامنے کھڑی زیبہ کے جسم میں خون نے تیزی سے گردش شروع کر دی.

لوہے کے دروازے میں بہت ہی چھوٹا سا شیشہ نسب تھا، جس میں وہ اندر بیٹھے انسان سے زیادہ اپنا مدھم سا عکس دیکھ سکتی تھی... اور اسنے دیکھا کہ وہ اب خوف زدہ ہو رہی ہے.

راہداری ترچھی پڑتی بوندوں سے گیلی ہو چکی تھی، دفعتاً آسمان پر تیز بجلی کڑکی، زیبہ جھرجھری لے کر رہ گئی.

اندر اندھیرا تھا. بہت سارا اندھیرا. اور اسکے عقب میں کھڑے عارف اور نرس کمرے کی چابیاں ٹٹولتے ہوئے نظر آئے. جب چابی ملی تو عارف نے لوہے کے کی ہول میں چابی گھمائی.... کلک!

دروازہ کھل گیا، زیبہ کا دل مٹھی میں مقید ہونا شروع ہو گیا. اسکی بوڑھی صورت اب بوٹوکس کے باوجود بوڑھی لگنے لگی تھی. عارف کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی، ایسے میں راہداری کے آخر میں کھڑی زیبہ نے گردن موڑ کر ریلنگ کے پار بارش کو دیکھا. گہرے بادل کے جو آسمان پر کمبل صورت چھائے تھے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سردیاں اور چھوٹے دن.

ایک جھٹکے میں عارف نے دروازے کو دھکا لگایا اور وہ کھلتا کھلتا... پیچھے دیوار کو جا لگا تھا.

وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی... یوں ہی اندھیرے میں دیکھتی گئی، نرس اسکے پہلو سے نکل کر اب کمرے کی بتیاں جلا رہی تھی، ایک ایک کر کے بلب جلتے گئے، ایک ایک کر کے

کمرے کے مختلف حصے روشن ہوتے گئے... سفید منجمد دیواریں... وہی جو اسکے پرس میں پڑی تصویر میں تھیں.

آخری بلب روشن ہوا تو اسنے دیکھا ایک عورت اسی بلب کے عین نیچے بیٹھی ہے. زیبہ نے عارف کو مسکراتے دیکھا، کیا اس آدمی کے دل میں کبھی کسی چیز کی دہشت بیٹھتی بھی تھی یا نہیں؟

نرس اس وائٹ شال والی عورت کو اندر لائی، وہ اسکے لئے لوہے کی رکھی کرسی کھینچنے ہی والی تھی کہ عارف نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا، وہ رک گئی.

"بیٹھئے مسز خالد!" اسنے خود اسکے لئے کرسی کھینچ کر پیچھے کی. وہ کمزور سا مسکرا کر بیٹھ گئی، ٹانگ پر ٹانگ رکھی تھی.

عارف زیبہ کی لوہے کی کرسی کے پیچھے جا کھڑا ہوا. کمرے میں ایک عجیب سی بو تھی ... ناقابلِ برداشت قسم کی.

اسکے کان پر ذرا سا جھکا، زیبہ اسکی گرم سانس پر دہل کر رہ گئی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ زندہ ہے... اور یہ بالکل ٹھیک ہے. مگر میں عارف ہوں، میں بہت آہستہ آہستہ اسکا ذہنی توازن توڑ رہا ہوں. تمہارے پاس وقت ہے، اس سے جو پوچھنا ہے پوچھو، یہ تمہیں جواب دے گی."

اور پھر زیبہ کو احساس ہوا کہ وہ کس قدر سفاک آدمی ہے. پھر سیدھا ہو کر اسنے نرس کے ہاتھ سے لوہے کی زنجیر تھام کر زیبہ کی ہتھیلی میں رکھ دی، "ہماری ٹینا تھوڑی جذباتی ہے ... عورت جذباتی ہوتی ہے، یہ اسکی فطرت ہے. اور مرد...

مرد لگامیں ڈالتا ہے، یہ اسکی فطرت ہے." زیبہ کے لرزتے ہاتھ نے مٹھی میں زنجیر بند کی. سردی کے باعث ہتھیلی پسینے سے شرابور تھی.

"جتنا چاہو اسکو کھینچ کر قریب کرو... اور جتنا چاہو اسے دبا کر دور کر دو." زنگ آلود زنجیر ہاتھ میں پکڑے وہ کانپ گئی تھی، اسکے الفاظ نے زیبہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا، مگر وہ یہاں آچکی تھی، اب ڈر کس بات کا؟

سر اثبات میں ہلا کر اسنے ہاتھ ہوا میں بلند کیا، "تخلیہ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عارف سر کو خم دیتا وہاں سے نکل گیا، نرس بھی اسی کے پیچھے پیچھے کمرے سے غائب ہو گئی.

سر مئی آنکھیں اٹھا کر زیبہ نے سامنے آہستگی سے دیکھا، سرد سفید دیواروں کے حصار میں وہ ایک عورت کے ساتھ بیٹھی تھی جو مردہ بھی تھی اور زندہ بھی.

گال اندر کو دھنسے تھے اور مغربی طرز کی آنکھیں جیسے بالکل سیاہی مائل نظر آنے لگی تھیں، سر پر سے جگہ جگہ سے بال غائب تھے، جیسے کھینچ کھینچ کر جگہ جگہ سے اسکو گنجا کر دیا گیا ہو.

ہاتھوں پیروں میں زنجیر بندھی تھی، اور زمین پر بکھرے ذرا ذرا چاول کے دانے. اسکی مردہ جلد گھٹنوں پر چاول کے دانے چپکے تھے، جیسے اسنے ابھی زمین پر رینگ رینگ کر ان دانوں کو چنا ہو... بالکل پرندوں کی طرح.

پر کیا؟

پرندوں کو بھی تو انسان جانور کہتا ہے نا...؟

ہاں، بالکل جانوروں کی طرح...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زیبہ نے زنجیر کو جھٹکا دیا،اسکی آنکھوں کے سامنے خالد کی تصویر بنی...یہ عورت...اور خالد. کبھی نہیں!

اسنے زنجیر کو اس قدر زور سے جھٹکا دیا کہ کرسی پر بیٹھی عورت ایک جھٹکے میں زمین پر آ لگی.

اسکے جھاڑیوں جیسے بلونڈ بال اب سفیدی کی طرف سفر کر رہے تھے.

قیمتی بوٹس والا پیر زمین پر رکھا،وہ اسکو بغور دیکھ رہی تھی.

"ٹینا...آخر اتنے سالوں بعد مجھے تم سے ملنے کا موقع مل ہی گیا!"

زمین پر پڑی عورت کی آنکھیں مردہ تھیں،اور وہ کسی لاچار مردے کی طرح لیٹی تھی.

بادلوں سے ڈھکے آسمان تلے گاڑی کہیں دور پارک کر کے وہ اب اس عمارت کے سامنے کھڑی تھی جو پوری شان سے روشنیوں میں ڈوبی تھی،اخروٹی رنگ کی دیواروں سے چپکی ڈیولز

آئیوری چڑھائی میں مصروف نظر آتی تھی،اور اسی کی بیلوں میں نفاست سے فیری لائٹس یوں فکس کی گئی تھیں کہ گویا بیل میں ٹینکر بیل اپنی جادوئی افشاں بکھیر کر گئی ہو. وہ عمارت واقعی کسی غیر حقیقی کہانی سے نکلا پریوں کا گھر لگ رہی تھی.

دفعتاً اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی پانی کی بوندیں گرتی رہیں.

یہیں کہیں مین گیٹ کی برابر والی دیوار میں ایک تختی نسب تھی جس کو خاص چمکایا گیا ہو،

"خالد بیت."

.اچانک اسکو دیکھ کر ہلال کی آنکھوں کے آگے وافیہ کا چہرہ لہرایا...اسے لگا تھا وہ اندر جائے گی تو اسے وہاں وافیہ مل جائے گی. اور وہ یہاں ہنسی خوشی رہ سکے گی.

اس خوبصورت گھر سے مرعوب سی،وہ کتنے ہی لمحے اسکو ایسے ہی کھڑی شائستہ نظروں سے دیکھتی رہی. یہ ہلال کا گھر تھا،اسکی ماں وافیہ کا گھر تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لمحے کے ہزارویں حصے میں بنائی میں جلی ہوئی لاش کا منظر زوں سے بھاگ کر اسکے سینے کو خالی کر گیا تھا۔ بے اختیار ہی آنکھوں میں ڈھیر ساری نمی اتری۔ میں خود کو خوش کیوں نہیں رہنے دیتی۔۔۔؟

گھر کے داخلی دروازے کے پاس ایک چھوٹا سا گارڈ کا کیبن بن رکھا تھا اور دوسری طرف تین سے چار گارڈز کھڑے ادھ کھلے دروازے کا پہرا دے رہے تھے۔ ایسے میں وقفے وقفے سے بھاری قیمتی گاڑیاں رکتیں اور ان میں سے نایاب اور قیمتی لوگ باہر نکل آتے، چمکیلے گاؤن میں ملبوس عورتوں کو دیکھ کر ہلال نے ایک نظر اپنے کرتے پر ڈالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سالڈ سرخ کرتا اور ٹراؤزر۔ جسے خون کے دھبوں سے دھو دھو کر پاک کیے اسنے استری بھی نہیں کیا۔

وہ تو اتنی قیمتی اور نایاب نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ اسے اچانک ہی خوبصورت عورتوں سے حسد ہوا۔۔۔ وہ برتھڈے پارٹی میں کتنی آڈ لگے گی ازکان کے ساتھ کھڑی۔

سر جھٹک کر وہ ہاتھ میں گفت ریپ دبائے مضبوطی سے قدم قدم چلتی انکے قریب آئی تو وہ متوجہ ہوئے،اس سے پہلے ایک خاتون کو بڑی شائستگی سے اندر جانے کی اجازت مل گئی تھی.

"یس میم؟"

ان میں سے ایک دراز قد آدمی اسکے سامنے ہلکا سا جھکا گویا اسکو غور سے سننا چاہتا ہو. ہلال اسکی اس حرکت سے دو قدم پیچھے ہٹی،وہ تھوڑی بے چین ہوئی تھی،سر جھٹک کر وہ سیدھی ہوئی. ہاتھ میں ایک چھوٹا سا گفٹ ریپ تحفہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں رکھا."میں ...از کان خالد سے ملنے آئی ہوں."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسنے اسکے پرس کی طرف اشارہ کیا،اسی اثنا میں باقی گارڈز دوسرے آنے والے مہمانوں سے گرم جوشی سے ملتے انکے لئے مین گیٹ کے دروازے کھول دیتے،ایسے میں ہلال نے اندر عمارت کی چھوٹی سی جھلک آنکھوں میں قید کر لی ...ستاروں سا جہاں تھا اندر. پھولوں سے سجا گلستاں تھا ایک.

پھر جیسے متوجہ ہو کر اسنے سامنے کھڑے آدمی کو دیکھا،وہ تھوک نگل کر رہ گئی،از کان خالد کی بہن سے اسکا پرس مانگتے ہوئے شرم نہیں آئی؟اسنے یہ سوچا تھا کہا کچھ نہیں.وہ تو شاید جانتے بھی نہ ہوں اسکی کوئی بہن بھی ہے.مرے ہاتھوں سے اسکو پرس تھمایا.

"آپ نے بتایا نہیں آپ کون ہیں؟"وہ پرس پر گردن جھکائے اپنی روانی میں بول رہا تھا.

بے دردی سے اسکا پرس کنگھالتے ہوئے وہ ببل چبا رہا تھا.موبائل،والٹ،ایک سرخ ریڈ لپسٹک،سن گلاسس اور ایک بریسلیٹ کے علاوہ اسکے پرس میں کچھ نہیں تھا.اسے اس طرح پرس میں ہاتھ چلاتا پا کر میدہ ہی الٹ گیا.

"میں از کان کی بہن ہوں،انکی چھوٹی بہن."اسنے قدرے یقین سے کہا،"ہلال خالد."

گارڈ کا پرس میں جھانکتا ہاتھ اچانک رکا،پیچھے کھڑے آدمیوں کے بھی کان یک دم ہی کھڑے ہو گئے.آنکھیں خطرناک حد تک پھیلیں،اور پھر سب نے اسکو سر سے پیر تک دیکھا.وہ از کان جیسی تو بلکل بھی نہیں تھی.اسنے اسکو پرس واپس تھمایا.اب کہ انداز رو کھ گیا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا میں اندر جا سکتی ہوں اب؟"وہ کاندھے پر سٹریپ ڈالتے ہوئے اندر جانے کے لئے قدم بڑھانے لگی تھی. مگر اسنے ہاتھ اٹھا کر اسکو روک دیا.

"مسٹر خالد کی کوئی بہن نہیں ہے، آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہی ہیں تو نائس جوک، پلیز گھر جائیں اب."ہاتھ کے اشارے سے اسکو رفع دفع ہونے کا کہا،اور سامنے کھڑی ہلال کے گال غصے سے سرخ ہو گئے.

"میں مذاق نہیں کر رہی!"آنکھوں میں گرم گرم غصہ تھا."پوری دنیا میں مذاق کرنے کے لئے مجھے آپ ہی ملے تھے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیچھے کھڑے آدمی سینے پر ہاتھ باندھے اسکو بغور دیکھ رہے تھے، جیسے اسکا جائزہ لے رہے ہوں. عمارت سے اٹھتی موسیقی کی لہریں اسکے دل کو دھڑکا رہی تھیں، مگر وہ ایسی ہی پر جوش سی کھڑی تھی.

"اچھا؟ تو آپ کا کارڈ کہاں ہے؟"اسنے ایک بار پھر ہاتھ بڑھایا،وہ لوگ اب بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھے.

"ایک بہن کو کارڈ کی ضرورت نہیں ہوتی، جائیے اور جا کر ازکان خالد کو بتائیں کہ انکی بہن ان سے ملنے انکی پینتیسویں سالگرہ پر آئی ہیں!"

وہ ایک سانس میں گویا کاٹ دوڑنے کو بولی تھی. "میم! ہم ایسے ہی سر کو تنگ نہیں کر سکتے. ہماری جاب کا مسلہ ہے آپ ایسے مذاق کر کے اپنا اور ہمارا قیمتی وقت ضایع کر رہی ہیں."

"ہاں! اور جب میں یہاں سے جاؤں گی، اور بعد میں ازکان کو خبر ہو گی کہ اسکی بہن آئی تھی اس سے ملنے وہ بھی پورے چار سال بعد، اور اسکے گھر کے گیٹ پر کھڑے ہو کر اسکے گارڈز نے اسکو اتنا ذلیل کیا اور واپس بھیج دیا، جب تمہارے باس کو یہ بات معلوم ہو گی، تو مجھے یقین ہے یہ صرف تم لوگوں کی جاب کا مسلہ نہیں رہ جائے گا."

گارڈ لمحے بھر کو ساکت رہ گیا، اسکی مٹھی بند ہوئی، کیا بکواس ہے.... کتنا بولتی ہیں یہ عورتیں

.

اور چہرہ موڑ کر پیچھے کھڑے آدمی کو اشارہ کیا تو وہ ادھ کھلے گیٹ میں غائب ہو گیا.

وہ اب بے حد خوف زدہ سی کھڑی بے خوفی ظاہر کرتی سیدھ میں گم صم سی دیکھ رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اس سے ملنے بھی آئے گا یا نہیں؟ اسنے انکار کر دیا تو؟ کیا پتا وہ کہ دے کہ اسکی ہلال نامی کوئی بہن نہیں؟

اسکے برابر میں سے نجانے کتنے ہی لوگ گزرے تھے، بلا سوال جواب کے، انکے باقاعدہ بیگ اور گفٹس اٹھا کر لے جائے گئے تھے اور وہ ایک مشکوک سی یہاں گارڈ کی نظروں میں کھڑی تھی، اسے بہت برا لگ رہا تھا یہ سب.

"از کان صاحب کا کہنا ہے کہ انکی ہلال نامی کوئی بہن نہیں."

دروازے سے باہر نکلتے گارڈ نے بڑی سہولت سے کہا.

اور ہلال کا دماغ بھک سے اڑ گیا، وہ پسینے میں بھیگے ہاتھوں کو اٹھاتی آگے آئی، چہرے پر عجلت سی تھی مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہ سکتی دراز قد آدمی نے اسے روکا، ہاتھ میں پکڑے گفت پر گرفت ضبط سے مضبوط ہوئی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں!وہ ایسا نہیں کہ سکتا... ضرور اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی، آپ پلیز ایک بار پھر پوچھ لیں اس سے!"وہ یاسیت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی. اب کہ وہ گارڈ تھک ہار کر بیٹھ گیا تھا. "شاید آپ نے میرا نام ٹھیک سے نا بتایا ہو..."

"جاؤ بی بی سر نہ کھاؤ ہم نہیں جانتے آپ کون ہیں. جاؤ!"اتنی تلخی. وہ تھوک نگل کر رہ گئی، عمارت سے اٹھتی موسیقی اسکے کانوں میں سینے میں ہر جگہ گونج رہی تھی، تو کیا وہ اس گلستان کا حصہ نہیں تھی؟ادھ کھلے گیٹ سے جنّت جھلک رہی تھی. قمقموں کی روشنیاں اسکی شہد بھوری آنکھیں میں سما جاتیں.

وہ دیوانہ وار کچھ کہ رہی تھی... بے یقینی اسکے دماغ میں زہر کی طرح گھل رہی تھی،اور وہ اسکو گھلنے نہیں دے سکتی تھی، گھل جاتی تو صدمے سے مر جاتی،نہ گھلتی تو یاسیت سے. "میں ازکان کی چھوٹی بہن ہوں،یہ میرا آبائی گھر ہے!"

"پلیز ایک بار پھر پوچھ آئیں..."لفظوں کی زنجیر تب ٹوٹی جب اسے اپنی گردن پر کچھ محسوس ہوا...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پستول کی ٹھنڈی نال.

ہونٹ ڈھیلے چھوڑے وہ بس عجیب سے تاثر سے سامنے کھڑے گارڈ کو دیکھ رہی تھی، جسکی مٹھی کھل بند ہو رہی تھی. ٹھنڈی نالی اسکی جلد میں دھکیل کر اسنے جیسے ہلال کو برہمی سے دیکھا،

"تم جاتی ہو یا میں تمہیں شوٹ کر دوں؟" وہ ہاتھ ہوا میں بلند کیے بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی.

لب ہلے، "مجھے اپنے بھائی سے ملنا ہے..." اسنے ہاتھ گرا کر پرس میں کچھ ڈھونڈا،

"میرے پاس ثبوت ہے کہ وہ میرا بھائی ہے... میں آپ کو-" اسکے ہاتھ لرز رہے تھے، ایسے جیسے وہ کچھ نکال نہ دکھاتی تو قیامت تھی جو اسکے بعد ٹوٹنی تھی، کوئی حکمتِ خدا نہیں جس پر وہ یقین رکھتی، اسے لگا سب اسے ہی کرنا ہے... سب اسے ہی دیکھنا ہے...

"میں آپ کو اسکی بچپن کی تصویر دکھا سکتی ہوں..." آنکھیں نم تھیں. سامنے کھڑا گارڈ اکتا رہا تھا.

گیلی آواز میں سرگوشی ہوئی تو اچانک پیچھے سے ایک شور سا بلند ہوا.

"شہروز!... شہروز..." کوئی دیوانہ وار پکار رہا تھا، پیچھے کھڑے گارڈ نے ایک نظر گھوم کر دیکھا، آنکھوں میں بے زاری تھی، اور پھر ابرو اٹھائی. (بول.)

اسی اثنا میں ساتھ ہی میں ایک بوڑھی مغرور خاتوں گزر رہی تھیں، انکے احترام میں وہاں چند سیکنڈ خاموشی چھائی رہی، سروں کو خم دیا گیا اور جب وہ میں گیٹ کے پار ہوئیں تو.

"شہروز... وہ لڑکی... ہلال نامی لڑکی،" اسنے کہا تو وہ سامنے پستول کی نال پر کھڑی نظر آئی ...وہ سر پکڑے آگے آیا. اسکا بازو جھٹک کر دور کیا.

"کیا کر رہا ہے تو!" وہ چیخا، "پاگل ہے کیا؟ عورت پر پستول نکال لی بے غیرت، دور ہٹ."

اسے جھڑک کر وہ جلدی سے ہلال کی جانب گھوما جس کا سانس بحال ہوا ہی تھا کہ اس آدمی نے اس سے کہا،

"میں معذرت چاہتا ہوں آپ سے..." اسنے قدرے جھک کر سر ہلایا، ہلال نے نفی میں سر ہلا دیا گو کہ وہ کہنا چاہتی تھی (کبھی معافی نہیں کروں گی تم سب کو!) مگر اگلے کی لمحے اس آدمی کے لبوں سے مزید الفاظ نکلے،

"از کان صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" سانس رکی۔ وہ بے اختیار ڈ گمگائی تھی۔ شہروز نامی اس گارڈ کی تو شکل ہی اب غصے سے پھول گئی تھی، گو کہ اسکو اب اپنی فکر پڑ گئی... اگر یہ واقعی باس کی بہن ہوئی تو میں تو گیا...

چند ثانیوں میں وہ خالد بیت کی حدود میں کھڑی تھی۔ اسے سب بھول گیا تھا اور اسے سب یاد آ گیا تھا۔

ایڑیوں کے بل گھوم کر اسنے بہار سے اپنے پرانے گھر کو دیکھا، "اوہ خدا... کیا ایسی ہوتی ہے واپسی؟" اسنے خود سے سوچا، ہر چیز سے بے نیاز اسنے شہد بھوری آنکھیں گھما گھما کر سارے میں دیکھا۔

اس پر nostalgia کی لہر دوڑی، پرانا گھر اور پرانی یادیں، اسنے کبھی نہیں سوچا تھا وہ یہاں کھڑی ایک بار پھر ان ہواؤں کو محسوس کر سکے گی، اونچی بلند موسیقی شور برپا کر رہی تھی، چہل پہل تھی اور بہت ساری رونک، بھاگتے دوڑتے بچے اور خوشگوار آوازیں۔ ہلال کو یہ سب ہی بہت پسند تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھولوں کی لنکا سا خالد بیت اس قدر غیر حقیقی لگ رہا تھا، چھوٹے قد کے آدمی کے عقب میں چلتے وہ اسکے ہونے کا احساس سرے سے بھول گئی تھی جب اسنے دیوار کے عقب میں گارڈن دیکھا.

ہاں.

وہی آم کے درخت. بچپن میں چڑھ کر قلابازیاں دکھانے کا میدان. اور اسی کے قریب جامنی پھولوں والی سجی سنوری کلیمٹس کی بیلیں... سبز وافیہ کے پودے آج بھی ایسے ہی سر سبز تھے. وہ رکی کھڑی دور لگے ان درختوں کو دیکھ رہی تھی جو پھلوں سے خالی تھے... کہ اسکے ہونٹوں پر بارش کا ایک ٹھنڈا قطرہ آ گرا.

"اس طرف آجائیں." وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت سے باہر نکلی تھی، گردن موڑ کر اسکے ساتھ ہولی، پرس کے گولڈ واش ہینڈل پر بہت سی روشنیاں ٹکرا کر ارد گرد پھیلتی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اب خوف اور بے چینی کے مارے کمزور سی چل رہی تھی. جہاں سے وہ گزر رہی تھی وہ بیرونی تھا، ایک الگ تھلک حصہ تھا جو گھر سے بالکل کٹ کر تھا. یعنی خالد بیت کی حدود میں ایک مختلف عمارت.

وہ اس طرف کم ہی آیا کرتی تھی سو اب وہ بھول چکی تھی کہ اس جگہ کتنے دروازوں کو پار کرنا تھا، یوں تو گھر رینو وئیٹ ہو چکا تھا.

"اندر جا سکتی ہیں آپ." لڑکے نے لوہے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا.

عقبی گلی میں اس الگ تھلک عمارت کا دروازہ تھا. یوں لگتا تھا اسکی زنگ آلود کنڈی کو ابھی کچھ وقت پہلے ہی کھولا گیا ہے. وہ سر کو خم دیتی آگے بڑھ گئی، آنکھوں میں شکریہ کا تاثر تھا.

گہرا سانس بھرا... لرزتا ہاتھ لوہے کے ہینڈل پر جا ٹکا اور اسنے دروازہ دھکیل کر کھولا... اور رفتہ رفتہ آنکھوں میں منظر بھرنے لگے. اسنے دروازے کھولا تو آنکھیں سنہری بتیوں سے جاگ اٹھیں، جو پہلی چیز اس لاؤنج میں نمایاں ہوئی تھی وہ اسکی بے حد اونچی چھت پر لٹکا شیشے کا فانوس تھا. جو اپنے اطراف کو سنہری روشنی سے منور کر رہا تھا.

فانوس کی روشنیاں شیشے نما فلورنگ سے ٹکرا کر سارے میں پھیل رہی تھیں.

لاؤنج وسیع تھا،ایک لمبی میز اور مخملیں صوفے. چوکھٹ میں کھڑی ہلال کا دل کہیں دور ڈوب گیا.

یہ صوفے...

اچانک اسکو متلی سی ہوئی،منہ پر ہاتھ رکھے اسنے ان سرخ مخملیں صوفوں کو دیکھا اور آنکھوں کے آگے جلی ہوئی لاش چکرانے لگی. آنکھوں کے کٹورے بھیگ رہے تھے.

جلی ہوئی لاش...

جلا ہوا جسم...

بمشکل چلتی ہوئی وہ اندر داخل ہوئی،عقب سے فوراً دروازہ بند ہونے کی صورت میں وہ چونکی.

نایاب فلورنگ پر اسکے فلیٹ جوتے کی ٹپ ٹپ ایسے گونج رہی تھی جیسے کسی وسیع محل کے خالی دربار میں چلتا بھٹکا ہوا انسان ہو. پھر کسی احساس کے تحت نے گردن موڑی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سامنے دیکھا تو کوئی صوفے پر بیٹھا تھا، صوفے پر دونوں جانب سے سرخ پردے گرتے تھے ایسے میں وہ کسی شاہی بادشاہ کی طرح اس سنہری جنّت میں بھی دور اندھیرے میں بیٹھا تھا. روشنیاں کرنیں ٹکرا ٹکرا کر صرف اسکے آدھے نمایاں وجود کو روشن کر رہی تھیں.

بازو صوفے کی پشت پر پھیلا رکھا تھا اور دوسرا ہاتھ ہتھ پر رکھے تھا، جس میں جوس کا گلاس تھا، ٹانگ پر ٹانگ رکھے

وہ بہت بارعب لگ رہا تھا. وجیہہ نوجوان، مگر وہ اسکو اسکی آنکھوں سے پہچان گئی تھی. سبز خوبصورت آنکھیں. دل میں بہت کچھ اترا اور بہت کچھ جڑ گیا تھا، چہرے پر رکھا ہاتھ ہٹا کر وہ نمک کا مجسمہ بنی اسکو تک رہی تھی.

"از کان..."

لب محبت کی شدّت سے ہل گئے تھے.

"ویلکم ہوم اشراقات خالد!"

وہ پر عزم انداز میں بولا تو ہلال خالد کی ٹانگوں سے جان نکل گئی.

سانس تھم گیا...اور بہت سے منظر اسکی آنکھوں میں جھماکے سے گزرنے لگے.

اگلی قسط اگلے ماہ انشااللہ!

عذا حیات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہلال"(عذا حیات)

قسط:چہارم He created the Heavens and the Earth

باب دوم:"خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ"

"سرمئی رنگ،رنگ ہے اور رنگ نہیں..."

"بھوری آنکھیں الجھتی گئیں...نیلی آنکھیں مند گئی تھیں..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تمہاری آنکھیں نہایت حسین ہیں،مگر غمگین۔

تمہاری دیواروں پر سیڑھیاں ہیں

جن کی بلندیاں ہمیشہ "ناقابلِ رسائی" رہتی ہیں۔

تمہارے لبوں کی خشکی اور ہاتھوں کے چھالے

تمہاری زندگی کی جدوجہد کی کہانی سناتے ہیں۔

بازو زخموں سے ڈھکے ہیں،

گویا تم نے پتھریلے راستوں پر رینگ کر سفر کیا ہو۔

وہ خدا، جو کبھی سزا دینے کو

اور کبھی انعام دینے کو ہاتھ اٹھاتا ہے،

تمہاری دعاؤں کا گواہ رہا ہے۔

تمہارے دکھ اور تعصبات

تمہیں تہہ در تہہ بوجھ میں جکڑتے گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تمہاری آنکھیں نہایت حسین ہیں، مگر غمگین۔

میں تمہیں نایاب حسن کہتا ہوں،

مگر جانتا ہوں کہ یہ لفظ تمہارے دل کو نہیں بھائیں گے۔

تمہاری مشکلات کے بیچ،

ایک تعریف شاید سب سے بے محل بات لگتی ہے۔

میں نے تمہارے امتحان دیکھے ہیں،

تمہاری غلامی اور بے بسی کی خاموش رضا دیکھی ہے۔

پھر بھی میں تمہارے اندر کی خوبصورتی دیکھتا ہوں

جسے لفظوں میں لکھ سکتا ہوں مگر نغموں میں گا نہیں سکتا۔

مگر فکر نہ کرو، یہ درد عارضی ہے،

اور جلد ہی چلا جائے گا۔ ("خوبصورت اداس آنکھیں"-پوئٹریالی)

سنا ہے ہر آنکھ میں دکھ ہوتا ہے

سنا ہے شہد آنکھیں سورج میں جگمگاتی ہیں

سنا ہے نیلی آنکھیں لے ڈوبتی ہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لہریں جوش مارتی ہوا میں اٹھنا چاہ رہی تھیں. سورج کی ترچھی کرنیں تھیں جو آسمان میں گلابی رنگ میں گھلتی جا رہی تھیں. جہاں لہریں زمین کے کنارے سے آ کر ملتی تھیں وہاں قدم رکھے وہ ستائش سے رب کے بنائے آسمان کو دیکھ رہی تھی.

بھوری آنکھیں... جنّت کے شہد سے بنی آنکھیں!

نیلے سمندر پر پڑتے گلابی سائے...!

اسے ڈوبتے سورج پسند تھے... اشراقات خالد کو ڈوبتے سورج بہت پسند تھے. ہلکے بھورے بال فضا میں اڑتے گئے، وہ ان اڑتی لٹوں سے بے نیاز سی ہنس رہی تھی... یہ سمندر کا کنارہ اسکا تھا. یہ کنارہ اشراقات کا تھا.

اشراقات خالد.

سنا ہے بھوری آنکھیں ماند بھی پڑ جایا کرتی ہیں

سنا ہے وہ بہت روتی ہیں

سنا ہے وہ بہت عام ہیں

مخملیں صوفے کے پہلو میں بیٹھی وہ خود کو حواس باختہ ہونے سے روک رہی تھی... اسکے حلق میں ہچکیاں تھیں جو بے قابو ہو رہی تھیں... آنکھیں ہاتھ مسلتی وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی ... نہیں....

"یہ... یہ سب میں نے نہیں کیا...!" وہ چلائی، "پلیز بابا میرا یقین کریں... میں نے نہیں کیا یہ...!"

ہاتھوں پر لگا خون کس بات کا ثبوت تھا وہ نہیں جانتی تھی... مگر حلق سے فوارے کی مانند قے نکلتی اسکے خوف کا ثبوت ضرور تھا، وہ نفی میں سر ہلاتی رہی تھی.

"بابا میں نے نہیں کیا یہ.... میں ایسا کبھی نہیں کر سکتی...! میں نے امی کا قتل نہیں کیا."

ہچکی لینی تھی... اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.

شیشے کی فلور نگ پر قدم قدم چلتی وہ مسکرا رہی تھی گو کہ اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا.

آنکھیں قدرے نم متورم تھیں. ایسے میں وہ لاؤنج کے عین درمیان میں پہنچی تو وہ شیشے کی سنہرے خوبصورت فانوس کے نیچے کھڑی تھی، روشنیاں اسکے وجود سے ٹکراتی تھیں تو یوں لگتا تھا جیسے وہ جگمگا رہی ہے.

تھوڑی اٹھائے وہ اسی فانوس کی خوبصورتی کو ستائش بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی جب نگاہ بھٹک کر سامنے موجود سرخ پردوں کے حصار میں رکھے صوفے پر براجمان شخص سے ملی.

یوں لگتا تھا اس شخص نے ہاتھ میں کوئی ڈرنک پکڑ رکھی ہے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلال کے وجود میں گردش کرتے خون نے تیزی پکڑی، محبت اسکے وجود پر غالب آنے لگی.

"از کان..." دھیمی آواز لاؤنج کی سنہری دیواروں سے ٹکرائی تھی.

"ویلکم ہوم اشراقات!" اسنے ہاتھ بلند کر کے چیئرز کرنے والے انداز میں اپنی ڈرنک آگے کی.

مسکراہٹ سمٹی.

آنکھیں خشک ہوئیں.

ہلال کو لگا اسکے کانوں کے پردے گر گئے ہیں.

جسم میں گردش کرتا خون تک رک گیا.

کمرے میں اڑتی عود کی خوشبو مر گئی اور وہ یک ٹک کھڑی اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھے سانس سے وہ ازکان کو بڑی شان سے سوٹ بوٹ میں ملبوس صوفے پر براجمان دیکھ سکتی تھی، آنکھیں مغرور تھیں، جیسے انہیں غرور ہو اپنے سبز ہونے کا، جیسے انہیں غرور ہو اپنی پوزیشن کا، وہ گلاس سے گھونٹ بھرتا تو دلچسپی سے ابرو اٹھا کر اسے دیکھتا، ہلال کے پیٹ میں بہت سے بل پڑے. وہ جانتا تھا سامنے کھڑی لڑکی بہت سی کش مکش کا شکار ہوئی ہے. اسے گلاس کے منہ کے پیچھے اسکی مسکراہٹ محسوس ہوئی تھی.

"لونگ ٹائم نو سی ہاں؟" ہوا میں اٹھا بوٹ زمین پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا. وہ اب بھی سرخ پردوں کے حصار میں کھڑا تھا، ایک ہاتھ ڈریس پینٹ کی جیب میں اور دوسرے میں گلاس تھا. جبکہ سنہرے لاؤنج کی سنہری روشنیوں میں اسکے جوتوں کے کنارے دمک رہے تھے.

"کیا...؟" وہ با مشکل بولی، وہ اسکے کہے گئے الفاظ کو نظر انداز کرنا چاہتی تھی... ازکان نے کچھ نہیں کہا... کچھ بھی نہیں.... کون اشراقات؟ کون ہے وہ...؟ میں نہیں جانتی. اسکا چہرہ آہستگی سے پھیکا پڑتا جا رہا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سو تم نے اپنا نام بدل لیا، اشراقات؟" وہ بھی ہر چیز کو نظر انداز کیے اسی نقطے پر واپس آیا، مگر وہ تحیر سی خاموش رہی پرس کو انگلیوں میں دبوچے وہ کسی مجرم کی طرح اسکے سامنے کھڑی تھی. ہلال کا سانس آہستہ آہستہ اکھڑنا شروع ہو گیا تھا... طبیعت بھی ناساز ہو رہی تھی

.

"مجھے لگا تھا تم صرف ایک ہی لحاظ سے بری ہو سکتی ہو.." اسنے وائن کا گلاس لبوں سے لگانے سے پہلے کہا تھا، وائن اسکے ہاتھوں میں دیکھ کر اسکا دل کہیں دور ڈوب گیا تھا. ہلال کو لگا تھا اسکا جسم اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ وہ ابھی ڈھلک کر شیشے کے فلور سے جا لگے گی.

"مگر تم..." وہ پردوں کے حصار سے نکل کر آگے آیا، اسکا دراز قد واضح ہوا تھا، وہ ہلال سے بہت اونچا تھا، بال جیل سے اچھی طرح سیٹ کیے گئے تھے، اسکے وجود سے نفیس سے پرفیوم کی مہک اٹھتی تھی، جیٹ بلیک سوٹ میں ملبوس وہ نہایت شاندار آدمی لگ رہا تھا.

کر سکتا تھا کوئی ازکان کی خوبصورتی کا مقابلہ؟

"تم تو بہت بڑی منافق بھی ہو." ازکان کی آنکھیں نشے سے سرخ تھیں.

دل میں کچھ چھناکے سے ٹوٹا ضبط مزید بڑھتا گیا. اس وقت ہلال کو لگا جیسے ازکان سیڑھیوں کے سب سے اوپری زینے پر کھڑا ہے اور وہ پہلے زینے پر... ان میں بہت فرق آگیا تھا. بہت دوری آگئی تھی. وہ اسے اپنا بھائی نہیں لگا.

"میں منافق نہیں ہوں..." وہ زیرِ لب کہے بغیر نہ رہ سکی.

(میں اشراقات نہیں ہوں.)

ہاتھ میں پکڑا گفٹ اسکو اچانک بے کار لگا. وہ اسکا گفٹ نہیں قبول کرے گا. وہ اسکی موجودگی قبول نہیں کر سکا. گفٹ کیا خاک لیتا. سر کے عقبی حصے میں... دور کہیں درد کی ٹیسیں اٹھنا شروع ہو چکی تھیں... بنائی کناروں سے دھند لاہٹ کا شکار ہو رہی تھی. وہ بمشکل مضبوط بنی کھڑی ازکان کو تک رہی تھی.

"چار سال بعد اپنی بہن کے ساتھ یہ سلوک کرو گے تم؟" شیشے کی فلور نگ پر ہر جگہ خون سے اشراقات لکھا تھا... اشراقات وہ نہیں تھی جس کو اتنی آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا تھا...

اشراقات خالد... اشراقات خالد... اشراقات خالد...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ٹک ٹک... ٹک ٹک... ٹک ٹک...

"میں حیدرآباد سے یہاں صرف تم سے ملنے آئی ہوں، تم سے ازکان! اپنے بڑے بھائی سے ..."الفاظ ٹوٹ رہے تھے.

وہ افسوس سے بولی تو وہ پھوٹ کر ہنسا، سر کاندھوں کے درمیان گرائے، بوٹ سے زمین پر نادیدہ سی گرد رگڑی اور جب سر اٹھایا تو اسکی آنکھوں میں ڈھیر ساری حقارت تھی. ہلال کے لئے.

انکے عین اوپر لٹکے شیشے کے سنہرے فانوس سے بہت ساری روشنیوں کی کرنیں ہلال اور ازکان پر پڑتی تھیں... جیسے دنیا میں ہر چیز مر گئی ہو اور وہ دونوں زندگی کی سپاٹ لائٹ میں کھڑے ہوں.

ہلال کی بنائی دھند میں ڈوبنے کے بہت قریب تھی... دور سے اٹھتی ٹیسیں اسکے سر میں جگہ جگہ پھیل رہی تھیں...

تیز زہر کی مانند.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے ازکان کے عقب میں سفید لباس والی لڑکی نظر آئی.

ایک نظر اس لڑکی کو دیکھ کر پلکیں چپکائیں وہ غائب ہو گئی.

"میں نے تمہیں بہت مس کیا ازکان... تمہاری سالگرہ کی تاریخیں گنیں، تم اب بھی میرے ساتھ ایسا ہی کرو گے؟" اسکی حقارت بھری نظریں ہلال کا حوصلہ خرچ رہی تھیں،

"چار سال تمہارے بغیر گزارے ہیں، میں نے زندگی میں کبھی چار دن تمہارے بغیر نہیں گزارے تھے، تم کہاں چلے گئے تھے..."

"کیا میں نے تمہیں اچھے سلوک کی ضمانت دی تھی، اشری؟" گلاس والے ہاتھ سے اسکی طرف اشارہ کیا، ہلال کی بات بیچ میں ہی رہ گئی. سفید لباس والی لڑکی پھر سے ظاہر ہوئی ...اشراقات وہاں کھڑی تھی.

وہ اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی... فانوس کی روشنیوں میں ہلال کو بے حد خوف محسوس ہونے لگا.

گفٹ پر گرفت مضبوط ہوتی چلی گئی، سردی کے باوجود پیشانی پسینے میں ڈوبنے لگی.

ہاتھ میں پکڑا گفٹ ریپ تحفہ اسکی انگلیوں کو سفید کر رہا تھا،ازکان اسکی باتوں سے غیر محسوس سا کھڑا تھا، آنکھیں اٹھا کر دوبارہ دیکھا تو وہ اسی کو تک رہی تھی. اسنے کئی بار پلکیں جھپکا کر اسکا چہرہ دیکھا... یہ بے رخی نہیں جاتی تھی.

"تم چار سال کہاں تھے ازکان؟" اسنے یاسیت سے پھر پوچھا،"میں نے چار سال تمہارا انتظار کیا، تمہاری زندگی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی. کیوں کہ تم نہیں چاہتے تھے ایسا... میں اتنے عرصے بعد آئی ہوں تم سے ملنے، تم نے مجھے گلے تک نہیں لگایا..." گلہ رندھ رہا تھا، وہ نہیں چاہتی تھی وہ یہیں رو پڑے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہیں ہاتھ تک نہیں لگانا چاہتا." وہ تھوکنے والے انداز میں بولا تھا.

وہ لڑکی ہلال کے بکھرتے وجود کو یاسیت سے تکنے لگی.

ذہن کے پردے نے اشراقات کا نام اس سنہرے لاؤنج میں جگہ جگہ چھاپ دیا تھا... لفظوں کے کناروں سے خون بوند بوند ٹپک رہا تھا اور وہ تھوک نگلتی خود کو حواس باختہ ہونے سے روک رہی تھی... اسکا ذہن اسے آہستہ آہستہ چیرنے کی کوشش کر رہا

تھا. اشراقات... اشراقات... ہلال میں کمال ضبط تھا، کوئی عام شخص ہوتا تو یہیں زمین پر بیٹھ کر ناخونوں سے ہی اپنی کھوپڑی کھول دیتا.

سنہرے لاؤنج کے پار خالد بیت کے باغ میں آسمان کی طرف ہتھیلی پھیلائے وہ یاسیت سے اس پر تیزی سے گرتے قطروں کو تک رہی تھی... ارد گرد موسیقی ایسے اٹھ رہی تھی کہ دل کی دھڑکنیں اسکے ساتھ اپنی رفتار بنا لیتی تھیں.

"شنایا، شیڈز لگوادو... بارش کسی بھی وقت تیز ہو سکتی ہے." وہ دھیما سا بولی تو عقب میں کھڑی ویٹریس کے کپڑوں میں ملبوس شنایا نے سر کو خم دیا، "جلدی کرو."

اسکی بھاری پلکوں کے نیچے افسردہ آنکھیں تھیں، ماہین آدم کا آنگن گیلا ہو گیا تھا، دور فاصلے پر وہ دیکھ سکتی تھی کہ گیسٹس اب حویلی کے پورچ میں خوش گپیاں لگا رہے تھے اور باہر باغ کا سیٹ اپ خالی و ویران تھا. فیری لائٹس میں قطرہ قطرہ بارش کا پانی گرتا گیا... اور ماہین آدم ایسی ہی اداس آنکھوں سے ازکان کا انتظار کرتی رہی.

"ازکان! ایسا مت کہو... ایسا مت کہو..."

"بھائی..." بہت محبت سے اسنے یہ لفظ ادا کیا. بہت سالوں بعد اسنے ازکان کو بھائی کہا تھا.

"ہمارے چار سال ضایع ہو گئے ہیں. ہم ان چار سالوں میں بہت ساری خوشیاں دیکھ سکتے تھے. میں ان چار سالوں میں اتنی کامیابی دیکھ چکی ہوں... میں تمہیں بہت کچھ بتانا چاہتی ہوں." وہ دو قدم آگے آئی، جیسے وہ اسکا ہاتھ پکڑنے والی ہو.

"میں تمہارا بھائی نہیں ہوں اشراقات خالد!" اچانک ازکان نے ہاتھ میں پکڑا وائن کا گلاس زمین پر دے مارا.

وہ تحیر سی اپنے قدموں پر ہی رک گئی.

اسکی آنکھوں میں موجود جوش و خروش کی جگہ اب بے یقینی نے لے لی تھی.

آنکھیں زمین سے لگ کر بکھر جانے والے گلاس پر جمی تھیں. وائن پھیلتے پھیلتے اسکے قدموں کے قریب پہنچ گئی.

"میں تمہارا بھائی نہیں ہوں اشراقات..." اس بار آواز دھیمی تھی مگر سخت. "تم میرے لئے اسی وقت مر گئی تھی جب تم نے بھرے مجمے میں مجھے اور ابا کو گناہ گار کہا تھا... سنا تم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے ؟"وہ اب آنکھیں پھاڑے اسکی جھکی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا،ضبط سے اسکی رنگت میں لالی محسوس ہوتی تھی.

"سنا تم نے اشراقات؟تم... میرے لے اسی وقت مر گئی تھی جب تم نے بھرے مجمے میں مجھے ذلیل کیا تھا.میں نے تمہیں معاف نہیں کیا اشری... تم کیا لینے آئی ہو یہاں خالد بیت میں؟"

سینے میں دل اپنے اندر ہی نچڑ تا جا رہا تھا... یہ احساس بہت برا تھا.ہلال کو اس احساس سے نفرت تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہاں تمہاری جگہ اسی دن ختم ہو گئی تھی جب تم نے وہ حرکت کی تھی... میرا دل تمہارے لئے اسی دن سخت ہو گیا تھا.اب جب بھی اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ میرا تم سے کوئی رشتہ ہے تو میرے اندر نفرت ابھرتی ہے.مجھے تم سے نفرت ہے،اشراقات.میں تا قیامت تم سے نفرت کروں گا."

سنہرے لاؤنج میں شیشے کے ٹوٹنے کے بعد کا سکوت جان لیوا تھا. اشراقات کا نام اسکو فانوس کی روشنیوں میں لکھا نظر آیا.

"میں اس وقت نادان تھی ازکان! لیکن اتنی نہیں کہ غلط کو غلط نہ کہہ سکوں... جو تم اور ابّا کر رہے تھے اور کرتے ہو وہ آج بھی غلط ہے ازکان!" وہ چلائی، اسکا گلہ رندھ گیا تھا، "آج بھی غلط ہے وہ... چاہے مجھے تمہاری کبھی شکل نہ دیکھنے کو ملے مگر ابّا کی وجہ سے ایک پورا خاندان تباہ ہوا تھا... چھ افراد ازکان خالد، ابّا کی وجہ سے چھ افراد کا خاندان اس دنیا سے مٹ گیا."

آنکھوں سے آنسو ابل کر گالوں پر لگے.

"کتنے پیسے چاہیے تمہیں؟"

شہد بھوری آنکھیں اٹھیں. ان میں اب بے یقینی یا صدمہ نہیں تھا.

ہونٹ ڈھیلے رہ گئے اور حلق میں بہت سی باتیں پھنس گئیں، ہاتھ میں پکڑا گفت زمین پر جا گرا، وہ قدم قدم پیچھے ہٹتی گئی یہاں تک کہ وہ صوفے سے ٹکرا کر اسکے ہتھ کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی، اسے سہارے کی ضرورت تھی، ورنہ وہ یہیں گر کر مر جاتی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

.سینے پر ہاتھ رکھے وہ سانس بحال کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی.

ہلال کی آنکھیں سرخ ہوئیں، پلکیں چپکائیں تو اسنے دیکھا کہ سفید لباس والی لڑکی اسکے گرد چکر کاٹ رہی تھی.

"اشراقات کو کوئی قبول نہیں کرتا." کانوں میں نرم گرم سرگوشی کی گئی.

اسکا سانس بند ہو چکا تھا. پلکیں چپکائیں، سفید لباس والی لڑکی ہوا میں تحلیل ہو گئی تھی.

"میں تم سے پیسے مانگنے نہیں آئی!" وہ اچانک ہی بہت اونچا سا چیخی تھی. اتنا اونچا کہ ازکان گنگ سا سر اٹھانے پر مجبور ہوا تھا، اسے ان مخملیں صوفوں کو ہاتھ لگا کر متلی ہوئی تھی، مگر اس وقت وہ زور زور سے چیخنا چاہتی تھی. "میں پیسے مانگنے نہیں آئی! تمہاری سالگرہ کی تاریخیں گننے کی کیا ضرورت تھی مجھے اگر مجھے پیسے چاہیے تھے... مجھے تم چاہیے ہو ازکان ... میں تمہاری زندگی میں واپس آنا چاہتی ہوں... بھائی ہو تم میرے!"

وہ ہچکیوں سے رو پڑی تھی، آنسو کی لڑی چہرے سے ٹپک ٹپک کر گر رہی تھی. "میں نے بہت لمبی سزا کاٹ لی ہے اشراقت ہونے کی، میں نے بہت برداشت کر لیا ہے... تمہیں

اندازہ ہے کہ وہ مجھے صرف ایک سچ بولنے کی وجہ سے کتنا مار چکے ہیں؟ وہ مجھ پر کیسے کیسے ظلم کر چکے ہیں؟"وہ ایک دم آگے آئی اور اسکو سینے پر دھکا مارا،وہ ہلا نہیں مگر وہ رو رہی تھی ،وہ اسکو گنگ سا دیکھ رہا تھا.

"تمہیں کچھ نہیں پتا اب!انہوں نے مجھے مار مار کر قتل کر دیا ازکان... میرا نام بدل کر میری identity چھین لی... مجھ سے میرا شہر چھین لیا... مجھ سے میرا سمندر چھین لیا... مجھ سے عزیر چھین لیا!"اس نام پر ازکان کے چہرے پر سایا سا لہرایا،مگر وہ بولا نہیں.

"تم لوگ جانتے تھے میں عزیر سے محبت کرتی ہوں."لرزتی انگلی اٹھا کر اسکے چہرے کے قریب کی،"تم سب جانتے تھے ازکان... اور پھر بھی! پھر بھی مجھ سے کراچی چھین لیا."

گردن دائیں سے بائیں ہلاتی وہ کلس کلس کر رو رہی تھی،"میرا نام میرا شہر میرا بھائی میری محبت!"

"مجھے اس قدر کھوکلا کر کے مجھ سے پوچھتے ہو کہ میں منافق ہوں؟"وہ غرائی آنکھوں میں اس قدر غصہ تھا جیسے وہ اسکو ابھی اسی وقت کاٹ کر کھا جائے گی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ازکان نے ہاتھ اٹھا کر اسکو روکا تو وہ یک دم ٹھہر گئی، آنکھوں میں آنسو تک رک گئے۔

"میرے ساتھ وکٹم پلے کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تم عورتوں کو اسکی بہت عادت ہے میں تمہارے آنسوؤں سے اب نہیں پگھلوں گا۔ میں اب نہیں پگھلوں گا۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔ "جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا وو تمہارا اپنا کیا دھرا ہے، اپنا کمایا ہوا، تم نے بھری محفل میں اپنے باپ کو قاتل کہا، اپنے باپ بھائی کی عزت کا خیال نہیں کیا، تم اسکی ذمہ دار خود از خود ہو مس اشرقات!"

"ایسا کون سا گناہ ہوتا ہے ازکان جس کی سزا یہ ہوتی ہے کہ آپ اگلے بندے کا نام بدل کر اسکو Dead اسٹیٹ کر کے اسے ہمیشہ کے لئے اسکے رشتوں سے دور کر دو..."

ازکان ٹھہر گیا۔ "بابا نے ایک پورا خاندان مارا تھا... ایک... پورا... خاندان! انکا بزنس کرپشن پر کھڑا ہے، یہ بات تم بھی جانتے ہو۔"

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔" اسنے اسکو بازو سے پکڑا اور سنہرے لاؤنج کے دوسرے دروازے کی جانب گھسیٹنے لگا۔ وہ ادھر ادھر ہوئی مگر اسکی گرفت اس سے بہت مضبوط تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چھوڑو مجھے!"وہ چیخی،"میں حیدرآباد سے یہاں... چھوڑو میرا بازو... از کان!"

جھنجھلاہٹ میں خود کو چھڑانے اور اسکو منانے کی یکجا کوشش کا اسکو اب کوئی اثر نظر نہیں آرہا تھا. ایک لمحہ آیا کہ وہ خاموشی سے اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی،وہ مختلف نام لے لے کر پکار رہا تھا،اور وہ بے دم سی اس احساس کے ساتھ چلتی جارہی تھی کہ اسکے اپنے خون نے اسکو نکال باہر کر دینا ہے.

پرس لڑھک کر ہاتھوں سے گر گیا،مگر اس سے کیا فرق پڑتا تھا؟ آج وجود سے بہت کچھ الگ ہو کر گر گیا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بیرونی دروازہ جس کے پاس اسکو اچانک سے ایک ہلال اور ایک از کان کھڑے نظر آئے.

وہ وہاں بہت سالوں سے جمے تھے اور ایسا لگتا تھا وہ اس سرد شہر میں گرما گرم پیزا کا انتظار کر رہے تھے،وہ کب انکے پاس سے جھنجھوڑ کر باہر پھینک دی گئی تھی اسکو احساس بھی نہ ہوا

.

"تم آئندہ..." انگلی اٹھا کر اسکو دیکھا، جو اب سڑک پر بیٹھی تھی. "اس گھر کے نزدیک بھی نہ نظر آؤ. سنا تم نے؟"

سڑک پر بکھری بکھری سی بیٹھی تھی، آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے مگر وہ گر نہیں پا رہے تھے، اسکا دل بہت بھر چکا تھا، اور وہ اسکا بوجھ مزید نہیں اٹھا سکتی تھی. بے یقین سی ٹوٹی پھوٹی اشراقات کو لگا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جائے گی.

"زوہیب! آئندہ یہ عورت یہاں نظر آئے تو شوٹ کر دینا اسکو." نفی میں سر ہلاتی وہ ازکان کی رات کے اندھیرے میں بھی سبز آنکھوں کو دیکھ سکتی تھی. زوہیب جو کبھی بے چینی اور ترسی کے عالم میں کبھی ہلال کو دیکھتا تو کبھی خوف سے ازکان کو.

پھر ہاتھ میں اٹھایا ہلال کا پرس اور اسکا گفٹ اٹھا کر اسکے پاس سڑک پر پٹخ دیا. آنکھیں اب تک ازکان کی سبز آنکھوں پر جمی تھی.

ایک دم ہی اسکو محسوس ہوا کہ ازکان اسی سمت دیکھ رہا ہے مگر اب اسکو نہیں دیکھ رہا تھا.

زوہیب کی بھی نظریں اسکے عقب میں جارکی تھیں. ہلال نے آہستگی سے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھااور پھر گردن سیدھی کرلی.

وہ اسکے پیچھے جیبوں میں ہاتھ ڈالے پرسکون سا کھڑا تھا، آنکھیں درشتی سے ازکان پر جمی تھیں اور چہرہ نفرت سے سخت ہوچکا تھا، ازکان جو اسکو نجانے کتنی دیر دیکھتا رہا، اسے جیسے کرنٹ لگا تھا. "تم..." وہ زیرلب کہہ کر رہ گیا. پیچھے کھڑے آدمی نے مسکرا کر سر کو خم دیا.

ایک ملامتی نگاہ اس پر ڈالی اور زوہیب کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ اندر کو چلا گیا، اسکا سیاہ شاندار سوٹ روشنیوں میں جگمگا رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہلال کی زندگی میں پس منظر اب کوئی اداس سا گیت چل رہا تھا. عمارت سے اٹھتی موسیقی کی لہریں اسکے کانوں میں دم توڑ چکی تھیں. اور وہ وہاں بیٹھی تھی، اور بس بیٹھی رہ گئی.

"اٹھ جاؤ اب..." اسنے نرمی سے کہا، وہ جھک کر اسکے قریب پائنچوں کے بل بیٹھ گیا. پھر ایک نظر اسکے گرد پڑی چیزوں کو دیکھا. بارش ان دونوں کو نم نم کرتی گئی... ہلال کے بالوں کی لٹیں رخساروں کو چھپنے لگیں.

ایک ایک کر کے اسکے پرس کی بکھری چیزیں اٹھائیں، سن گلاسس جو اب ٹوٹ چکی تھیں، اسنے گہرا سانس بھرا، ٹوٹی ٹانگ اٹھا کر پرس میں ڈالی، سرخ لپسٹک اور پھر والٹ، سب کچھ واپس پرس میں رکھ کر اسنے اسکا منہ بند کیا اور بازو میں ٹکا کر گفٹ بھی اٹھالیا.

وہ نہیں جانتا تھا اس میں کیا ہے، پر اسنے وہ بھی ہاتھوں میں دبا کر ہلال کو دیکھا.

وہ گم صم اب بھی سامنے کھڑی اس عمارت کو دیکھ رہی تھی. دل سے خون رس رس کر نکل رہا تھا، مگر نظریں اب ویران تھیں. اسے کوئی آواز نہیں آرہی تھی.

اسنے نرمی سے اسکی قمیض کا کنارہ کھینچا تو ہلال نے گردن موڑ کر اس آدمی کو دیکھا، وہ کسی ٹرانس سے باہر نکلی تھی، سرمئی آنکھوں والا خاموش ہوا، مگر پھر بے حد نرمی سے کہا، "کچھ کھایا ہے؟"

"نہیں." وہ سادگی سے بولی.

جہاں سڑک پر بیٹھی ہلال سرمئی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی وہیں لان عبور کرتے ازکان نے بھیگتی پیشانی کو کوٹ کے سلیو سے صاف کیا اور ارد گرد گھومتی دنیا کو دیکھا.

اسکا سر چکرا رہا تھا یا دنیا وہ نہیں جانتا تھا، لڑکھڑاتے قدموں پر قابو رکھنے کی کوشش میں وہ جانے انجانے میں جانے کس کی طرف جا رہا تھا اسکو کسی چیز کی ہوش نہیں تھی.

"گڈ ایوننگ مسٹر ازکان!" پہلوؤں میں آوازیں گونجی، کچھ خواتین نے اسکو گھیرے میں لیا، وہ بات گول مول کر کے وہاں سے نکل آیا تھا. تقریب شروع ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اور ابھی پندرہ منٹ تک کیک کٹنگ تھی... پندرہ منٹ سمبھلنے کے لئے نہ کافی تھے.

اسی اثنا میں دوسری طرف سے آئلہ بھاگتی ہوئی باپ کی طرف آئی، اسنے اسکی مسکراتی نظروں میں دیکھا تو دھیما سا ہنس دیا، مگر پھر اسکے عقب میں آتی فکر مند سی ماہین کو دیکھا تو گہرا سانس لے کر سر جھٹک کر رہ گیا. وہ ابھی کسی سے کوئی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا.

"بابا!" وہ آ کر اسکو لپٹ گئی، ازکان نے ٹائی ناٹ ڈھیلی کی، "کہاں تھے آپ؟ کتنی دیر سے میں اور ممی آپ کو ڈھونڈ رہے تھے... ایک تو آپ بھی فوراً غائب ہو جاتے ہیں." اسنے شکایت کی.

پیچھے سے آتی ماہین اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے تھے،وہ کھلے گاؤن میں ملبوس چمک دمک رہی تھی مگر چہرے پر شکنیں تھیں،وہ اس خوش گوار ماحول سے بے نیاز سی ازکان کی طرف آئی.

چہرے پر مشقت کے اثار دیکھ کر وہ فکر مند ہوا،"اس حالت میں تم اتنا کیوں چل رہی ہو ؟"

"کہاں تھے تم ؟"اسنے اسکی بات کو نظر انداز کیا.

"بیٹھ جاؤ ماہین."اسنے اسکا ہاتھ پکڑا مگر اسنے چھڑا لیا،"ماہین..."

آئلہ جو باپ کی گود میں اب تک بیٹھی تھی،فکر مندی سے اب ماہین کے غضب ناک چہرے کو دیکھ رہی تھی."تم کہاں تھے ازکان؟اتنے گیسٹس میں تم نے مجھے شرمندہ کروایا...آئندہ خود ہینڈل کرنا سب کچھ،تم اس قابل ہی نہیں تھے کہ میں تمہارے لئے کچھ کرتی!"

"ماہی..." اسنے اسکا ہاتھ پھر پکڑا، اسکے غصے کو نظر انداز کر کے اسے قریب کیا، وہ اب گردن اٹھائے اس خوبصورت لڑکی کے چہرے کو دیکھ رہا تھا، ایسے میں آئلہ انکے درمیان تھی.

"آئی ایم سو سوری..." محبت سے دیکھا تو وہ کچھ نرم پڑ گئی، "بس ایک امپورٹنٹ کام تھا، ارجنٹ تھا اس لئے تمہارے پاس موجود نہیں تھا، مگر اب پوری تقریب تمہارے ساتھ رہوں گا، مجھے معاف کر دو؟"

آئلہ نے آنکھیں اٹھا کر ماں کو دیکھا اور پھر ہنس کر باپ کو، "کم آن ممی، معاف کر دیں بابا کو!"

"ٹھیک ہے! اب اٹھو گیسٹس ویٹ کر رہے ہیں." وہ غصہ برقرار رکھنے کی ناکام کوشش میں بولی تھی. ازکان مسکرایا اور اسکا ہاتھ چوم کر اٹھ کھڑا ہوا، آئلہ اپنی کسی دوست کو دیکھ کر آگے بھاگ نکلی.

موسیقی اور روشنی میں ڈوبی عمارت کے اس وسیع لان میں ازکان ستاروں میں ٹمٹماتے آسمان اور حویلی کے لان شیڈز کے نیچے بھاری وجود کے ساتھ چلتا ہوا نظر آیا. ساری دنیا اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

از کان کے درمیان اچانک سے ایک پردہ سا حائل ہو گیا. ماہین کا ہاتھ تھامے وہ اسکی موجودگی کو محسوس نہیں کر پا رہا تھا.

وہ ہر احساس سے سن ہو چکا تھا.

اشراقات خالد کو یہاں واقعی نہیں آنا چاہیے تھا.

موسیقی کی لہریں دلوں کو دھڑکا رہی تھیں.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روشنیوں سے جگمگاتے سفید منجید کمرے میں لوہے کی کرسی پر بیٹھے وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے تھی، جیسے جیسے اس کمرے میں لمحے سرکتے گئے زیبہ کو احساس ہوا کہ اسکے دل میں حقارت بھر رہی ہے اور دہشت جو کچھ لمحوں پہلے تھی وہ ختم ہوتی جا رہی تھی.

عجیب سی بدبو تھی جو کمرے کی فضا میں پھیلی تھی،ناک سکوڑے اسنے سامنے بیٹھی ادھ مردہ عورت کو دیکھا.

"سو ٹینا!" تھوڑی تلے ہاتھ رکھے اسکو پکارا.

ہاتھ ذرا سا ہلانے پر لوہے کی زنگ آلود زنجیر کھنک جاتی تھی. عورت کی مغربی آنکھیں اس کمرے کی آب و ہوا سے بالکل ماند پڑ چکی تھیں،دفعتاً زیبہ کو اس سے بات کرتے ہوئے محسوس ہوا کہ وہ بس کسی زندہ لاش سے گویا ہے.

"سنا ہے خالد حماد تم سے بہت محبت کیا کرتے تھے.....ایک وقت میں."

یہ کہتے اسکے حلق میں بہت سے کانٹے چبھے تھے،

"لگتا ہے کافی زیادہ وقت گزارا ہے تم نے انکے ساتھ،ہاں؟"

ہونٹوں کا کنارہ دانت میں رکھے اسنے مٹھی میں بند زنجیر کو جھٹکا دیا،کھنکنے کا شور ہوا،ٹینا کے ہاتھوں پیروں میں بندھی زنجیر کھینچتی گئی اور وہ ایک ہی جھٹکے میں کرسی سے زمین پر آ لگی،

زیبہ کو اسکے کمزور گھٹنے زمین پر لگنے کی آواز برابر آئی تھی. ٹینا زیبہ کے قدموں کے آگے سجدہ ریز ہو کر گری تھی. یہ طاقت کا احساس تھا... نشہ تھا.

تقریباً گنج عورت کے سر کا عقبی حصہ دیکھ کر زیبہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں... بے اختیار اسنے اپنا بوٹ دور کیا. البتہ زنجیر اب بھی اسکے ہاتھ میں تھی.

سر کا عقبی حصہ بالکل دھنسا ہوا لگتا تھا... جیسے یہاں کسی چیز سے ضربیں لگا لگا کر اسکو ایسے دھنسایا گیا ہو، جما ہوا خون اور پس دیکھ کر زیبہ کو عجیب سی گھن آئی تھی. یہ عورت کیسے بات کر سکتی ہے؟ یہ اب بھی زندہ کیسے ہے؟ کچھ لوگ مرتے کیوں نہیں ہیں؟

دفعتاً اسے ٹینا کے وجود سے خرخر کی آواز سنائی دی، جیسے وہ کچھ بولنا چاہتی ہو مگر اس میں بولنے کی سکت نہ ہو.

"کیا بکواس ہے، عارف..." اسنے سانس تلے عارف کو گالیوں سے نوازا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آہستگی سے بوٹ اپنے سامنے پڑی عورت کے کاندھے سے لگا کر اسکو ذرا سا ہلانا چاہا تو وہ بے جان محسوس ہوئی،ایسے میں زیبہ کو احساس ہوا کہ اسکو زنجیر ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی ...یہ عورت بے حد کمزور تھی.

کچھ لمحے کمرے میں سکوت چھایا رہا،

"یہ عورت...یہ مر چکی ہے..."وہ زیرِ لب وحشت زدہ ہو کر بولی تھی.

ایک پریشان نگاہ اسنے اپنے پیچھے بند دروازے پر ڈالی،ویژن پینل سے جھانکا تو وہاں اس پار کوئی نہیں کھڑا تھا...بارش نے شدّت پکڑی اور ایک تیز تڑاڑ بجلی کڑکی تھی،زیبہ نے سہم کے واپس رخ پھیر لیا،رخ پھیرا ہی تھا کہ وہ چیخنے پر مجبور ہوئی.

ٹینا اسکے عین سامنے کھڑی تھی،اسکے بلونڈ بالوں کی بچی کچی لٹیں کاندھوں اور چہرے پر بکھری تھیں،ایسے میں وہ زیادہ خوف ناک محسوس ہوئی تھی.

"ہو آر یو...؟"(کون ہو تم؟)سوال سرگوشی میں آیا تھا. کمرے میں موجود ہر شے خوف کے مارے تھم گئی.

دفعتاً زیبہ نے دیکھا کہ اسکی آنکھوں میں سرخی ابھری ہے، سفید منجید دیواروں سا رنگ پہنے زیبہ کفیل کا دل رک گیا.

(تو یہ کھڑی بھی ہو سکتی تھی؟)

اسنے سوچا تھا، مگر لمحے کے ہزاویں حصے میں ٹینا دانت پیستی اس پر چڑھ دوڑی تھی.

"کون ہو تم!" ٹینا غرائی، اس سے پہلے کہ وہ اپنے ناخنوں سے زیبہ کا منہ نوچ لیتی، اسنے زنجیر اس زور سے کھینچی، پیچھے موجود لوہے کے لوپ میں زنجیر کے کھنکنے کی آواز بلند ہوئی.

دوسری طرف سے لوہے کی زنجیر اٹھ کر سیدھی ہوئی اور ٹینا جو زیبہ پر چڑھنے والی تھی ایک ہی لمحے میں جھٹک کر پیچھے زمین پر جا گری تھی. اسکے ہاتھ پیر سمٹ کر رہ گئے... ایک ہی سانس میں وہ کسی قربانی کے جانور کی طرح پڑی تھی.

"عارف ٹھیک کہ رہا تھا... تم واقعی جذباتی ہو." زیبہ لوہے کی کرسی پر گنگ سی بیٹھی خود کلامی میں بولی تھی، جبکہ سامنے زمین پر پڑی ٹینا کسی کتے کی طرح دانت چباچبا کر زیبہ پر لپکنے کی کوشش میں تھی.

زیبہ سینے پر ہاتھ رکھے خود کو حواس باختہ ہونے سے روک رہی تھی. سانس بحال کیا تو اسکے کانوں میں اب تک ٹینا کی آواز گونج رہی تھی.

"کون ہو تم... کون ہو تم!" سرمئی آنکھیں اسکے منہ سے ٹپکتی رال سے ہوتی ہوئیں اسکی دہشت ناک آنکھوں سے جا ملیں. مٹھی میں زنجیر مضبوطی سے دبائی.

کاندھے سے نادیدہ گرد جھاڑ کر زیبہ پر عزم انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی، البتہ اسکی پیشانی پر پسینے کی بوندیں جمع ہو رہی تھیں... وہ اس گندے کھیل میں خود کودی تھی.

قدم قدم چلتی وہ زنجیروں میں سمٹی اس قابلِ ترس عورت کے سر پر جا کھڑی ہوئی،

"میں... زیبہ کفیل ہوں!"

ٹینا جو دانتوں کو چبانے والے انداز میں آگے مار رہی تھی اچانک اسکا نام سن کر تھمنا شروع ہوئی، اسکی آنکھوں میں خوف ابھرا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خالد حماد کی بیوی،نام تو سنا ہو گا تم نے ؟"وہ تمسخرانہ انداز میں مسکرائی تو ٹینا کا وجود منجید ہو گیا.

خالد کے نام پر وہ بالکل ہی تھم گئی، آنکھیں خوف سے لرزنے لگیں اور وہ اس قدر ظالمانہ سردی میں ایک پتلی سی قمیض پہنے ٹھنڈے فرش پر پڑی کانپ رہی تھی... جگہ جگہ سے اسکا وجود نیلا پڑ رہا تھا.

"مجھے مت مارو.... مجھے مت مارنا.... میں زندہ رہنا چاہتی ہوں... میں مانچسٹر جانا چاہتی ہوں... امی... امی ہیں وہاں."

اور اسنے دیکھا کہ ٹینا اب دیوانہ وار کچھ بولے چلی جا رہی تھی. زیبہ الجھی نظروں سے اسے دیکھے گئی.

اسکی آنکھوں سے گرم گرم آنسو ابل کر کب ٹپ ٹپ کرتے گرنے لگے پتہ ہی نہ چلا.

آنکھیں مضبوطی سے بند کیے وہ خوف کے سے عالم میں خود کو اپنے وجود میں چھپائے بول رہی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں مانچسٹر جانا چاہتی ہوں... مجھے مانچسٹر چھوڑ آؤ... وہاں میری امی ہیں... امی کے پاس جانا ہے مجھے." آنسو تو رکتے ہی نہیں تھے... وہ لٹھے جیسی سفید ہو رہی تھی... صرف خالد کے نام سے؟ یا... زیبہ کفیل کے وجود سے لپٹے منفی ہالے سے؟؟

زیبہ کو اس پر ترس نہیں آیا، اسکی حالت دیکھ کر تجسس ہوا، بوٹ والا پیر اسکی کمر پر رکھے وہ جھک کر اسے دیکھ رہی تھی، اسکے پیر رکھنے پر وہ ہچکی لے کر خاموش ہوئی، "ٹینا، تم خالد کی ساتویں گرل فرینڈ تھیں ہیں نا؟"

"مجھے سب بتاؤ ٹینا... خالد کے بارے میں کیا جانتی ہو تم!" اسنے زنجیر کو ایک اور جھٹکا دے کر اسکا رخ اپنی جانب کیا، زنجیر اس زور سے کھینچی تھی کہ ٹینا کے بازو اسکے ساتھ کھنچ کر ہوا میں بلند ہوئے. اسکے جسم سے ویسی ہی خر خر سنائی دے رہی تھی.

"میں سب کچھ تمہیں ایک شرط پر بتاؤں گی." ٹینا کے تاثرات سخت ہوئے. زیبہ ڈ گمگائی. ہر لمحے اسکے تاثرات بدلنا کوئی اچھی علامت نہیں تھی، وہ دل ہی دل میں اس سے بہت خوف زدہ تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہے وہ شرط؟"زیبہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا.

"میری یہاں سے نکلنے میں مدد کرو."آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھیں.

وہ لمحے بھر کو خاموش ہوئی،"ٹھیک ہے!"پھر لہجہ تیز بنا کر بولی.

چند ہی لمحوں میں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں،فرق بس یہ تھا کہ زیبہ لوہے کی کرسی پر واپس جا بیٹھی تھی،بوٹ ویسے ہی ہوا میں بلند کیے اور ٹینا نیچے زمین پر.

ٹینا کے بے جان لب ہلتے رہے،اور زیبہ کو لگا اسکی جان آہستہ آہستہ کھینچتی جا رہی ہے،

"خالد کہتے تھے وہ مجھ سے وافیہ سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں...وافیہ نورہ انکی زندگی میں بس ایک ایسی عورت تھی جو انکی ماں کو پسند تھی سو وہ انکی بیوی بن کر رہی...انکا کہنا تھا کہ انہیں وافیہ کی سادگی سے نفرت تھی...بس ایک چیز جو وافیہ میں بے مثال تھی وہ اسکا حسن تھا."ٹینا کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے.

"خالد نے مجھے دنیا گھمائی... میں پاکستان صرف فلڈ ریلیف کے لئے آئی تھی. مگر... پھر مجھے خالد سے محبت ہو گئی. یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس شخص کی کسی اور عورت کے ساتھ اولاد ہے. محبت اندھی ہوتی ہے، ہر شے قبول کر لیتی ہے، چاہے وہ چھرا ہو جو دل میں پیوست ہونے کے قریب ہو." زیبہ یک ٹک اسے سن رہی تھی. وہ ٹھیک کہہ رہی تھی.

"مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ پر چیٹ کر رہے ہیں... تو میں نے انہیں کنفرنٹ کیا. میں بہت روئی تھی اس رات، اس لئے نہیں کہ مجھ پر چیٹ کیا گیا ہے... مگر اسلئے کہ مجھے اپنے جذبات کا اظہار کرنے پر مارا گیا ہے. خالد نے مجھے اس رات بہت مارا تھا زیبہ."
اسنے آنسو اپنے گالوں پر گرنے دیے. زیبہ بت بنی محو سی اسکو سن رہی تھی.

"میرے لئے میری مورل ویلیوز سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا." اسنے آنکھیں اٹھا کر پہلی بار زیبہ سے ملائیں، زیبہ کا دل مٹھی میں مقید ہوا تھا، چند لمحے کا وقفہ آیا... باہر گرتی تیز بارش کی تڑ تڑ تھی جو کمرے میں پھیلی تھی، باقی ہر شے پر سکوت طاری تھا. سفید شال کا کونا انگلیوں میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ٹٹولتی زیبہ ٹینا کے اکھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی. جبکہ ٹینا زیبہ کے نایاب جوتوں کو دیکھ رہی تھی.

"خالد اپنی بیٹی اشراقات کو ڈر گز دیا کرتے تھے... میں نہیں جانتی وہ لڑکی آج کس حال میں ہے... مگر وہ ایک اچھی لڑکی تھی... محبت کرنے والی لڑکی تھی. اسکا مزاج ایسا عمدہ تھا کہ مجھے وافیہ سے نفرت نہ ہو سکی." وہ بات کے درمیان سانس لینے کو رکی، جبکہ زیبہ اب نا سمجھی کے سے عالم میں تھی. "مجھے خالد سے اتنا لگاؤ نہیں تھا جتنا اشراقات سے ہو گیا تھا. اگر اسکی سبز آنکھیں ہوتیں تو لگتا جیسے وافیہ زمین پر واپس آ گئی ہے. میں اسکے ساتھ یہ ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکی ڈر گز نے اس لڑکی کو تباہ کر دیا تھا... اسی راز کو چھپانے کے لئے خالد نے مجھے اسائلم میں..."

"اشراقات کون ہے؟" زیبہ نے حیرت میں پوچھا. ٹینا بولتے بولتے رکی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا بکواس کر رہی ہو!"اسنے اسکی زنجیر کچھ اور کھینچی تو ٹینا نے درد میں کلس کر آہ بھری.

"خالد کی کوئی اور بیٹی بھی ہے؟"وہ چلائی،"اشراقات کون ہے....!"آنکھیں پھٹی پھٹی سوالیہ ٹینا پر جمی تھیں،اس حیرت نے ٹینا کے اندر کچھ ٹھنڈا کیا تھا.

اسکے الجھتے وجود کو دیکھ کر بلند بانگ قہقہہ لگایا اسے اسکی حالت دیکھ کر اچھا لگا تھا،"تم نہیں جانتی اشراقات کون ہے؟"

زیبہ نے تھم کر نفی میں سر ہلایا،"ہلال."

زیبہ کے ہاتھ سے زنجیر چھوٹ گئی، گنگ بیٹھی ٹینا کو یک ٹک دیکھے گئی تھی،مگر پھر زنجیر چھوٹنے کے احساس کے ساتھ ہی ٹینا ناخن پھیلائے اٹھ کھڑی ہوئی تھی...وہ آہستگی سے منجید بیٹھی زیبہ کے تاثرات دیکھ رہی تھی اور پھر قدم قدم چلتی اسکی جانب آئی تو زیبہ اس بار اس چیز کو جلدی نہیں نوٹس کر سکی.

دانتوں کے درمیان سے رالیں ٹپک ٹپک رہی تھیں...بے جان سفید ہونٹ لرز رہے تھے

...

ایک ہی سانس میں ٹینا اس پر چڑھ دوڑی تھی.

"تم زیبہ کفیل..." وہ چیخی، "تم آئی تھی میرے اور خالد کے درمیان... میں اس حال میں ... تمہاری وجہ سے ہوں!"

زیبہ اسکے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے دور رکھنے کی کوشش میں گاہے بگاہے زور لگاتی ایمرجنسی بٹن کو دیکھ رہی تھی.

"رک جاؤ ٹینا! یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے..." وہ زور لگاتی بمشکل بولی تھی، "ہٹو... ہٹ جاؤ!"

ٹینا جو ترچھی ہوئی اس کی کرسی پر اس پہ ہی جھکی اسے نوچنے کو تھی، زیبہ کی مزاحمت کے باعث وہ دونوں زمین کو آ لگیں. ایمرجنسی بٹن بس کچھ ہی دور تھا.

"زیبہ! تم سب جانتی ہو... میرے سامنے انجان بننے آئی ہو... تم ہماری باتیں ریکارڈ کر کے خالد کو دکھاؤ گی، تم جانتی ہو اشراقت کون ہے... تم جانتی ہو وہ اس معصوم لڑکی کو ڈر گزد یتے ہیں... تم سب جانتی ہو!"

"تم مجھے مروانے آئی ہو زیبہ... میں تمہیں جانتی ہوں..."

زیبہ دانت مضبوطی سے جوڑے زور لگائے اس پاگل عورت کو اپنے چہرے سے دور رکھے گی.

ٹینا اپنے نوکیلے گھٹنے زیبہ کے وجود پر رکھے اسے نیچے دبائے تھی... ضبط سے زیبہ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا.

"ہٹو!" وہ غرائی، "اگر تم مجھ پر سے نہ ہٹی تو میرے پاس ایک سو ایک طریقے ہیں تمہیں مروانے کے... درد سے مرنا چاہتی ہو یا خاموشی سے؟" اسکی بات نے ٹینا میں نئے سرے سے آگ بھڑکا دی.

اسکے جسم میں طاقت بڑھتی گئی، سر نیچا کر کے اس نے زیبہ کی گردن دانتوں میں دبانی چاہی.

جیسے شیر غزال کو کھانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے... زیبہ بلند بانگ سا چیخی، جبکہ ٹینا کے دانتوں میں اسکی سفید شال ہی آئی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک ہی جھٹکے میں ٹینا کو ایک طرف گرا کر وہ ایمرجنسی بٹن پر ہاتھ رکھ کر دور بھاگی، بٹن دباتے ہی کمرے کا دروازہ جھٹ کھلا اور نرسز بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئیں.

"زیبہ!" ٹینا زور سے چلائی اتنا کہ ہوسپتال کی شام کی خاموشی چیر دی گئی تھی، "میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں!"

دروازے کے پاس کھڑی ہانپتی ہوئی زیبہ کو موٹے جسامت والے آدمی نے اسکی شال لا کر دی،

"میم آپ کی شال..."

"جہنم میں گئی شال!" وہ اس آدمی پر چلائی تو اسنے شال والا ہاتھ پیچھے کر لیا.

وہ ایک آخری نگاہ اس عورت پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آئی، اسکی آنکھیں نم تھیں اور سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مرجاؤ اشراقات! تم کسی حال میں نہیں مرتی...." انگلی کی نوک سے آنکھ کا کنارہ صاف کیا، "تمہاری مدد کا ہر دروازہ بند کر دے گی زیبہ!"

وہ سر جھٹکتی بوٹ کی ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ ہال وے میں آگے نکل گئی.

موٹی جسمات والا آدمی اسکی پشت دیکھتا رہا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہا ہے؟"

ماتھا بازو پر ٹکائے وہ کافی شاپ کے ٹیبل پر سر رکھے بیٹھی رہی، دوسرا ہاتھ سست روی سے آئس کریم کے خالی کپ کی لکیروں پر پھیرتی رہی. اسکی خوابیدہ آنکھوں میں اب کہ کوئی نور نہ بچا تھا.

ہلکے بھورے بال اپنے عین اوپر لٹکے فانوس کی وارم لائٹ میں چمک رہے تھے، ایسے میں کھڑکیوں پر ایک ایک دو دو بارش کے قطرے گرتے جا رہے تھے۔

اسکے مقابل کرسی پر بیٹھا وہ تقریباً خالی کیفے میں موجود اسکو گھونٹ گھونٹ کافی پیتا دیکھ رہا تھا۔

"فرعون نہیں مانا تھا... فرعون نرمی سے بھی نہیں مانتے۔" داؤد کی بات من و عن دوہرائی، دل پر ایک سرد سی لہر دوڑی، اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ از کان پر فرعون کا نام لے کر ضربیں لگانی پڑیں گی۔ مگر آج وہ وہی کہہ رہی تھی جو منہ میں آرہا تھا۔

دور کھڑے ویٹر کو اشارہ کر کے بلایا، وہ قریب آیا تو سرگوشی میں اسے کچھ کہا اور تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ انکے میز پر brownie Ice Cream کا ایک اور کپ رکھ رہا تھا، پھر ہاتھ کے اشارے سے اسکو جانے کا کہا، آہٹ پر ہلال نے سر اٹھایا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"کیوں منگوائی ہے؟" انداز سخت تھا۔ "ہم اتنے فری کب سے ہونے لگے؟" وارم لائٹ کی روشنی میں وہ کچھ الگ سا ہی چمک رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ پہلے ہی دو کپس کھا چکی ہیں... سوچا آپ کو تیسرا بھی دلادوں..." کافی کا گھونٹ بھرا،اور ہلال کی نظریں میز پر رکھے دو خالی کپس پر پڑی،اسنے بھی مزید کسی قسم کا احتجاج نہیں کیا۔

"یہ میرے حق کی آئس کریمز ہیں۔" اسنے جتا کر کپ اٹھایا تو سرمئی آنکھوں والے نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس عورت کو دیکھا.

"لیکن کیسے؟ یہ تو میرا احسان ہوا نہ؟" سرمئی آنکھوں میں کنفیوژن تھی. ہلال نے اسکی بات نہیں سنی،وہ اب آئس کریم کھانے میں مصروف تھی. انکے درمیان خاموشی حائل تھی.

اب کہ وہ دماغ میں حساب کتاب کھول کر بیٹھا تھا کہ کون سے سوال پر کس طرح کی بے عزتی ہو سکتی ہے۔

پھر اسکے ذہن میں ایک بہت عمدہ نسل کا سوال آیا.

"اب کیا کرنا ہے ویسے...؟" بہت احتیاط سے پوچھا گیا سوال تھا جسکا جواب کاٹ کھانے والے انداز میں آیا۔

"کراچی کی سڑکوں پر اعلان کرو کہ مجھے میرے بھائی نے گھر سے باہر پھینک دیا ہے!" وہ جل کر بولی۔

"میں ایسا کیوں کروں گا؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی کہ وہ ایسا کیوں کرے گا۔ سوال غلط تھا، اور موقع بھی۔

"پلیز اپنا منہ بند رکھو!" وہ چڑ کر بولی تھی، "تمہارے ہسپتال کے بلز کی وجہ سے میں پہلے ہی غریب ہو گئی ہوں۔"

سرمئی آنکھوں والے نے پٹی شدہ بازو کو دیکھا اور پھر اس لڑکی کو۔

"میں احسان اتار چکا ہوں آپ کا۔ تین کپس آئس کریم کھالی، میں تو پہلے ہی غریب آدمی ہوں۔"

"یہ آئس کریم کے کپس آدھی قیمت کے بھی نہیں ہیں... کس کو جتا رہے ہو؟" اسنے کپ پھر بھی نہیں چھوڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ مہنگائی کا دور ہے میڈم! اتنی مہنگائی میں آئس کریم کھلانا بھی کسی احسان سے کم نہیں۔" وہ کاندھے اچکا کر بولا تھا، پھر ٹیک لگا کر فانوس کی جانب دیکھا، "بس تھوڑا تھوڑا کر کے احسان چکا تو رہا ہوں... اکثر عظیم لوگ اپنے احسانوں کے بدلے نہیں لیا کرتے۔ جو لیتے ہیں، پھر انکے احسانوں کو قرض کہتے ہیں۔"

"مہنگائی کا دور ہے! احسان کرنا بھی کسی احسان سے کم نہیں۔" سرمئی آنکھوں والا جل بھن گیا تھا۔

غم تازے پر زبان بھی نرالی۔

"آپ احسان جتا کر اپنی نیکیاں ضایع کر رہی ہیں۔" اسنے پھر کہا،

"احسان فراموشوں کو احسان جتانے پڑتے ہیں۔" ترکی بہ ترکی جواب آتے تھے۔ اسکے عقب میں کھڑکی پر ایک قطرہ گرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ابھی وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ چمچہ منہ کو لے جا کر اس آدمی کو تک رہی تھی کہ چمچے سے آئس کریم ٹپک کر اسکے کپڑوں پر گر گئی... ایسا ہونا تھا کہ وہ چند ثانیے ساکت رہی اور پھر ہچکیوں سے رو پڑی۔

سرمئی آنکھوں والا ہکا بکا سا رہ گیا.

"کیا مصیبت ہے!" اسنے کپ سائیڈ پہ پھینکا تو وہ لڑکھتا ہوا ٹیبل سے نیچے گر گیا، آئس کریم فلور پر پھیلی تو اس سرمئی آنکھوں والے نے فوراً سیخ پا ہوتے ویٹر کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تنبیہ کیا۔

اچانک آسمان سے بارش کے تیز ہونے کے اثار نمودار ہوئے اور ٹپ ٹپ کر کے بارش زمین پر گرتی گئی. اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھا، سنہرے بھورے بالوں والی لڑکی تھی... وہ نہایت خوبصورت...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے کپڑے آج اتنی بار گندے ہو چکے ہیں...! میری قسمت ہی خراب ہے..." وہ ہچکیاں دباتی میز پر جھک کر رونے لگی، وہ اپنا کافی کا کپ اب رکھ چکا تھا. وہ کپڑوں پر رو رہی تھی کیا؟ کپڑوں پر کون روتا ہے؟

ہلال نے ہاتھ سے داغ کو کپڑوں پر ہی مسخ کر دیا، اسے پرواہ نہیں تھی. سر پھر سے اٹھا کر وہ روتی بلکتی کپڑوں پر سے داغ صاف کر رہی تھی، مگر وہ اسکے کپڑوں پر مزید نشان چھوڑ رہے تھے.

"پہلے تمہارا گندا خون لگ گیا انکو، اتنی دیر لگتی ہے انکو دھونے میں، تم تو پھینک دیتے ہو گے اپنے گندے کپڑے اپنی ماں پر... تمہیں کیا پتہ کپڑے کیسے دھلتے ہیں... پھر اس از کان کے بچے نے مجھے باہر سڑک پر پھینک دیا..." اسے نیا غم یاد آ گیا، مزید جھک کر ٹانگوں پر لگی گرد کو دیکھا، "اور اب یہ آئس کریم لگ گئی... وہ بھی تمہاری دی ہوئی آئس کریم!"

"تم میری زندگی میں بیڈ لک چارم ہو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمئی آنکھیں کانپی تھیں... لمحے بھر کو وہ ساکت سا رہ گیا تھا... بیڈ لک چارم...

وہ دیوانہ وار کپڑوں پر سے آئس کریم کا داغ رگڑتی رہی، ایسے میں سرمئی آنکھوں والے نے میز پر سے ٹشو اٹھا کر پاس رکھی پانی کی بوتل کے منہ سے لگا کر اسکو ذرا سا نم کیا.

کرسی سے اٹھ کر اسکے سامنے گھٹنے کے بل جھک کر اسکی کلائی پکڑی. ایسا کرنا تھا اور وہ رک گئی. ہچکیاں حلق میں دب گئیں... شہد بھوری آنکھیں ساکت اپنے سامنے بیٹھے سرمئی آنکھوں والے اس آدمی کو دیکھ رہی تھیں.

"داغ پھیل جائے گا. اس پر یوں ہاتھ نہ پھریں." لمحے بھر کو ہلال اس شخص کو دیکھتی رہی ... یہ آنکھوں کا حصار اتنا گہرا تھا کہ احساس ہوتے ہی ہلال نے اپنی کلائی چھڑا لی. رخ موڑ کر اسنے آنسو صاف کیے.

آنکھوں کا حصار ٹوٹ گیا، تو اسنے جھک کر نرمی سے اسکی قمیض کا کونا پکڑا، اور نم ٹشو سے اسکو یوں صاف کیا کہ گویا وہاں کچھ گرا ہی نہ ہو.

میز پر سے دوسرا ٹشو اٹھا کر اسکو بھی ویسے ہی نم کیا، ہلال کی نظریں اسکے ہاتھوں کا تعاقب کرتی رہیں.

مگر اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی جرات نہیں کی. اب کی بار وہ اسکے ٹراوزر پر لگی گرد کو صاف کر رہا تھا. ایک آخری دفع ٹشو پھیر کر اسنے ساتھ رکھی بن میں ڈال دیے. اب وہ واپس گھٹنے کے بل اسکے قریب بیٹھا تھا.

"اب آپ کے کپڑے بالکل صاف ہیں.... مت روئیں، میں اپنا گندہ خون صاف نہیں کر سکا... مگر میں نے باقی داغ صاف کر دیے ہیں." وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا، نگاہیں پھر ملیں تو ہلال کو لگا اسکا دل رک جائے گا. وہ پھر سے رخ پھیر گئی.

"تمہیں ہی کرنا چاہیئے تھا... میں تمہاری وجہ سے یہاں بیٹھی ہوں..." وہ ہکلا کر بولی تھی. اسکی نظروں کا بھار ہلال کو بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا... اوپر سے یہ شخص اسکو روتے دیکھ چکا تھا، اب تو اسکو مر ہی جانا چاہیئے تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کبھی کراچی Burns Road دیکھا ہے؟"اچانک ہی سوال ہوا تو اسنے نظریں پھیر کر اسکو دیکھا،وہ گالوں میں زبان پھیرتا بہت ہی پیاری سی مسکراہٹ سے پوچھ رہا تھا. ہلال کو غصہ آگیا.

"آف کورس دیکھا ہے!میرا تعلق کراچی سے ہی ہے سمجھتے کیا ہو تم مجھے،burns road پر میں نے تمہاری عمر سے بھی زیادہ چکر لگائے ہوں گے. ہونہہ!"وہ سر جھٹک کر بولی،ایسے میں سرمئی آنکھوں والے نے بلند بانگ قہقہہ لگایا،اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کراچی کو اپنی میراث سمجھتی ہے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ٹانگ سیدھی کر کے وہ اٹھا تو اسکے چہرے پر ذرا سے تکلیف کے اثار ابھرے تھے،اسکے بازو پر زور پڑا تھا یا کیا ہلال نے پوچھنے کی زحمت نہیں کی.

"چلیں آئیں پھر آپ کو تنتیسواں چکر بھی لگوا دیتے ہیں!"وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اٹھ کھڑا ہوا تھا،بھوری جیکٹ کی زپ چہرے تک چڑھا لی. ہلال یک ٹک اسکو دیکھے گئی.

وہ رات تھی کیا تھی... سب پر بھاری تھی. مشکل تھی کیا تھی... سب کو مشکل لگی تھی.

حیدرآباد کے پوش علاقے میں دو منزلہ گھر کی کھڑکیوں سے دھیمی دھیمی روشنی باہر کو آتی نظر آتی تھی، سورج مکمّل ڈھل گیا، ہر سو خاموشی اور ویرانی تھی، وقفے وقفے سے مین روڈ پر سے کوئی گاڑی زن سے بھاگ کر گزر جاتی تھی، اسکے ٹائروں سے روڈ پر کھڑے پانی کے قطروں کے پھٹ کر پھیلنے کا شور بلند ہوتا تھا اور پھر سناٹا واپس ہر شے کو اپنے وجود میں لپیٹ لیتا تھا. بادلوں سے نرم نرم پھوار گرتی تھی، یوں سارا حیدرآباد نم تھا.

ایسے میں اس گھر کے نچلے حصے میں مکین دو افراد اپنی اپنی دنیا میں مگن کھوئے کھوئے سے تھے.

لاؤنج کے پار قد آدم کھڑکی کے سرکے ہوئے پردوں کے ساتھ ہی ونڈو سل ٹیبل کے آگے کرسی ڈالے بیٹھی انا شہ کافی کے ٹھنڈے مگ کو گھور رہی تھی، کھڑکی سے چھن کر آتی

چاندنی اسکی جلد سے لے کر کھڑکی کے سامنے رکھے گملوں میں پڑتی تھی،اور باقی کی روشنی شیشے پر پھسلتی بوندوں میں سما جاتی تھیں.

مگ میں موجود سبز پانی اسکے چمچے کے ساتھ آہستہ آہستہ گردش کر رہا تھا. اسنے گہری سانس لی، گرین کافی پر زرش اسکا پہلے ہی مذاق اڑا چکی تھی،اناشہ بہت ویٹ کونشیس تھی... یوں بھی وہ ہر وقت گرین کافی پیتی رہتی تھی،اسے اسکے تیکھے کڑوے ذائقے کی عادت ہو چکی تھی ...اسے کڑواہٹ کی عادت ہو چکی تھی.

اناشہ کے پہلو سے نکل کر جاؤ تو لاؤنج کی اکلوتی جلتی بتی کے عین نیچے کافی ٹیبل پر پاؤں رکھے، صوفے پر لمبی لیٹی زرش ٹی وی دیکھ رہی تھی،اسکے پیروں کے قریب ہی بہت سی لاہوری اشیاء تھیں جو حال ہی میں انکے والدین ان دونوں بیٹیوں کے لئے لائے تھے. اس منظر میں اناشہ،ٹی وی کی سکرین اور زرش کا چہرہ ترچھی ہو کر باخوبی دیکھ سکتی تھی. مگر وہ غیر محسوس سی اپنے مگ پر انگلی پھیر رہی تھی...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاہوری آنکھوں میں بہت سی اداسی تھی، جب بھی وہ زرش کو ایسا لاپرواہ دیکھتی تھی تو اسے خوب سارا حسد ہوتا تھا، کاش وہ بھی اس کی طرح زندگی سے بے پرواہ ہو کر ٹی وی دیکھ سکتی. آنکھیں اٹھا کر باہر چاند کو دیکھا.

اسے ماہین یاد آئی.

آہ! کوئی عارف جیسے انسان کو کیسے چھوڑ کر جا سکتا ہے؟

ہینڈسم، سمارٹ، رعب دار شخصیت، عقاب آنکھیں... اور بے حد پر کشش مسکراہٹ. اسنے حسرت بھری نگاہیں چاند پر مبذول رکھیں، کاندھوں پر ڈالی سرخ شال دمک رہی تھی.

مگر عارف جیسا انسان ہر کسی سے محبت نہیں کر لیتا.

پھر اسکو ہلال ہی کیوں پسند آئی. اناشہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں... ہلال اسکی بہت اچھی دوست تھی، مگر محبت ہر رشتہ، ہر دوستی کھا جاتی ہے جب وہ حسد پر اتر آتی ہے. عارف نے ہلال میں ایسا کیا دیکھا ہو گا؟

ہلال سمارٹ تھی، مگر وہ اناشہ سے عمر میں بڑی ہے. مرد کو تو کم عمر عورتیں پسند آیا کرتی ہیں

.

ہلال خوبصورت تھی، مگر ہر خوبصورتی بغاوت کے آگے ماند پڑ جاتی ہے، مرد کو تو کو

فرمانبردار عورتیں پسند آیا کرتی ہیں.

ہلال دل کی اچھی تھی، مگر وہ اپنی عزت، اور اپنی شخصیت کے لئے کبھی سمجھوتہ نہیں کرتی تھی

... مرد کو تو ایسی عورتیں نہیں پسند آیا کرتیں.... پھر عارف کو ہلال میں کیا پسند آیا؟

دل اچاٹ ہوا... بہت سا خون ڈوب کر نکلا، اناشہ فرمانبردار تھی، کم عمر تھی، بچھ جاتی تھی

... پھر بھی عارف اسکے اوپر سے گزر کر مسکراتا ہوا ہلال کے ساتھ جا کھڑا ہوتا تھا.

گرین کافی ٹھنڈا پانی بن چکی تھی. گہرا سانس لے کر اسنے بے دھیانی میں سر موڑ کر لاؤنج

کے پار بیٹھی زرش کو دیکھا.

ٹی وی پر رقص کرتی روشنیاں اناشہ کی آنکھوں میں سما گئی تھیں. وہ چمچہ ہلاتی گئی، اب کہ

اناشہ کے ذہن میں عارف نہیں تھا، ٹی وی سے نکلتی آوازیں اسکے کانوں میں گونجنے لگیں.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرش بالوں کی لٹوں کے ساتھ کھیلتی بیٹمین کارٹون دیکھ رہی تھی،اسکی عادت تھی،روز رات کو کوئی نہ کوئی بیٹمین اپیسوڈ دیکھ کر سونا. آج بھی معمول کے مطابق وہ یہی کر رہی تھی.

سکرین پر دیکھو تو کالے لباس میں بیٹمین ایک بہت بڑے آبزیدان کے اوپر لٹکا تھا. اسی کے قریب ہارلے کوئن اپنے سرخ کالے لباس میں ٹینک کے ساتھ کھیل رہی تھی،وہ مسکرا رہی تھی اور بیٹمین تپا ہوا اس دیوانی لڑکی کو دیکھ رہا تھا.

"تم نے مجھے قید کیوں کیا ہے؟"بھاری بھرکم آواز انگلش میں گونجی تھی.

"To show mister J, I could really pull off one of his plans!"

جواب معصومیت سے آیا تھا.ہارلے اپنی دھن میں آبزیدان میں موجود خاردار مچھلیوں کے چہروں کو دیکھ رہی تھی،وہ بھوری خطرناک مچھلیاں تھیں جن کے عین اوپر بیٹمین کو پیروں کے بل سے لوہے کی زنجیر سے لٹکایا گیا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبکہ اس سب سے غیر محسوس سا ہو کر اسنے ہارلے کو دیکھا،وہ خوش تھی... جیسے بہت بڑی کامیابی حاصل کرنے والی ہو،اناشہ نے سکرین سے نظریں ہٹا کر زرش کی ستائش بھری آنکھوں میں دیکھا اور پھر واپس سکرین کو.

"میں اب مسٹر جے کے ساتھ سیٹل ہو جانا چاہتی ہوں... اپنی زندگی کی محبت کے ساتھ...!"

وہ سرخ کالے گلوز والے ہاتھ چہرے پر رکھے نرمی سے بولی تھی،کسی خواب کو بیان کر رہی تھی،اسی کے عقب میں بیٹمین کا تپش بھرا چہرہ تھا.

"I'd do anything for you Mister J!"

ہارلے کی محبت سے ٹپکتی آواز کے ساتھ ہی زرش نے بلند بانگ سایہ فقرہ دہرایا،اناشہ کی نگاہیں زرش سے ہارلے تک گئیں... میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں مسٹر جے!

سکوت رہا.

سانس تھمی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر پھر معمولِ زندگی شروع ہو گیا.

"مسٹر جے!" بیٹمین ہنسا،اور اسنے دیکھا کہ ہارلے اور زرش دونوں ہی کی آنکھوں میں پریشانی بھر اغصہ در آیا. بیٹمین ہنسا،اور پھر ہنستا ہی چلا گیا،یہ وہ کچھ لمحات میں سے تھا جب یہ آدمی ہنسا تھا. اس نیم اندھیر کمرے میں آبزیدان کے اوپر لٹکا وہ قہقہے لگا رہا تھا.

"میں نے تمہیں پہلے کبھی ہنستے نہیں دیکھا...." ٹی وی سے نکلتی آواز انکے لاؤنج میں گونج رہی تھی. اناشہ بغور سکرین کو دیکھ رہی تھی اور زرش ہونٹ کا کنارہ دانت میں چبا کر بیٹھی تھی. "مجھے نہیں لگتا مجھے یہ پسند آرہا ہے..." ہارلے کی کانپتی ہوئی آواز. وہ پیچھے ہٹی،اسکا وجود لرز رہا تھا اور آنکھیں نم ہو رہی تھیں. وہ کیوں ہنس رہا تھا؟

"تم اور جوکر؟"

وہ اور ہنسا،اب کی بار اسکا قہقہہ اناشہ کی سماعتوں میں بیٹھ گیا تھا. زرش کا سانس تھم گیا. ہارلے بغور ایسے ہی دیکھ رہی تھی جیسے وہ مر جائے گی اس کے قہقہے سن کر.

"یو لٹل فول! جو کر اپنے علاوہ کسی اور شے سے محبت نہیں کرتا،"زرش کے تاثرات تن ہوئے،اسنے صوفے پر پہلو بدلا."ویک اپ ہارلین!وہ تمہارا استمعال کر رہا ہے..اور کرتا رہے گا!"ایک پر عزم جملہ تھا،جو ہارلین کے دل کو توڑنے کے لئے کافی تھا.زرش پیر سمیٹ کر اب ایسے بیٹھ گئی جیسے بیٹمین یہ سب اسکو کہ رہا ہو.

"نو!یہ سب سچ نہیں ہے!"ہارلے پوری قوت سے چلائی تھی.ایسے میں کمرہ گونج اٹھا تھا،

" he told me things secret things. he never told anyone"اسکی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے.زرش اسی کے انداز میں لب ہلاتی رہی تھی،اناشہ جبکہ بغور اب اس دل گرفتہ منظر کو دیکھ رہی تھی.

"کیا اسنے اپنے باپ اور ماں کا جھوٹ نہیں بولا تھا تم سے؟"

"بس کرو!"وہ کانوں پر ہاتھ رکھے پھر سے چلائی."بس کرو!مجھے کنفیوز مت کرو...!"

"وہ مجھ سے محبت کرتا ہے....بہت زیادہ،بہت ساری.تم جھوٹ بولتے ہو!جھوٹ."وہ کانپی تھی،انگلی اٹھا کر اسنے الٹے لٹکے بیٹمین کی طرف اشارہ کیا..."مسلہ...مسلہ تم ہو!"

پھر ایک ہی سانس میں لپک کر وہ پیچھے کو بھاگی تھی، اسکے عقب میں پلی تھی جس کو گھما کر وہ بیٹمین کو اس آبزیدان میں گرا دیتی تو یہ مچھلیاں بیٹمین کو نوچ نوچ کر کھا جاتیں. ہارلین کا توازن خراب ہو رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا اسے کچھ ہو جائے گا، وہ محبت کو ترسی پیاسی لگتی تھی.

"اب تم مرو گے! اور سب ٹھیک ہو جائے گا." اب وہ دیوانہ وار ہینڈل گھما رہی تھی، لوہے کی زنجیروں کی چھن چھن ہوئی، بیٹمین ٹینک پر جھکتا گیا، یہاں تک کہ اسکا سر پانی کی سطح سے بس ایک انچ ہی دور رہ گیا تھا، جب وہ اچانک ہی بول اٹھا، "وہ کبھی یقین نہیں کرے گا کہ یہ تم نے کیا ہے. وہ تمہارا اعتبار نہیں کرے گا."

"ان مچھلیوں کے مجھے کھا جانے کے بعد صرف میری ہڈیاں بچیں گی."

ہارلین کے ہاتھ تھم گئے، بیٹمین کا سر بھی پانی کی سطح سے کچھ اوپر رہ گیا... وہ دونوں زندگی کی ڈوریں پکڑے تھے، کوئی ایک زیادہ کھینچ دے تو دوسرا مر جائے. کوئی ایک زیادہ بول جائے تو پہلا مر جائے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں وہ ضرور یقین کرے گا!"ہارلین نے کاندھے سے سر موڑا. اسکی نیلی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی محسوس ہوتی تھیں، بیٹمین دیکھ سکتا تھا وہ کانپ رہی ہے.

"True you've got my belt, but it's not the same as a body"

"ایسا ہے تو میں مسٹر جے کو کال کر لیتی ہوں!"وہ کمرے کے دوسرے پار رکھے فون سیٹ پر نمبر ملا رہی تھی.

پھر سکرین پر کچھ لمحے کھٹ پٹ ہوئی، جوکر گاڑی بھگاتا ہوا اس کمرے تک پہنچ گیا تھا، یہ لمحہ سسپنس کا تھا، اناشہ اور زرش دونوں ہی سانس تھامے بیٹھی جوکر کے ردِ عمل کے انتظار میں تھیں کہ وہ نیم اندھیر کمرے کے دونوں پٹ دھاڑ سے کھول کر اندر داخل ہوا.

"ہارلے!"

وہ چلایا تو ہارلے جو ٹینک کے پاس کھڑی بیٹمین کو منہ کے مختلف زاویوں سے چڑا رہی تھی اسکی آواز پر چہک اٹھی،

"مسٹر جے!"

وہ پیر پٹختا ہارلین کے پاس آیا، ایک ہی دفع میں ہاتھ بلند کر کے اسنے ایک زناٹے دار تھپڑ ہارلین کے گال پر جڑ دیا، وہ ایک ہچکی لے کر کمرے میں کہیں دور جا گری. اسکی ساری خوشیاں اچانک ہی ہوا ہو گئیں.

اناشہ سکتے سے باہر آئی، نا سمجھی میں اسنے پہلے تو سکرین سے نظریں ہٹا کر زرش کو دیکھا اور پھر واپس ہارلین کو. یہ کس طرح کا شو ہے جو اتنی دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے؟

اسنے رخ پھیر لیا، گہرا سانس لے کر وہ اپنی گرین کافی میں واپس چمچے گھمانے لگی، رخ پھیرنا تھا کہ اسکو احساس ہوا بارش نے تیزی پکڑ لی ہے. اسکے کانوں میں ہارلین کے سسکنے کا شور برابر آ رہا تھا. زرش اس تھپڑ کے بعد بھی بالکل بلینک سی سکرین کو تک رہی تھی.

"مگر... مگر میں سمجھی نہیں... تمہیں بیٹمین سے چھٹکارا نہیں چاہیے تھا کیا؟"

"صرف تب جب میں کروں!" وہ اس پر جھکا زوردار چیخا. ہارلین کا دل سہم گیا تھا.

"لیکن پلان تو ایسے ہی کام کرنا تھا نا؟ میں نے بیٹمین کو الٹا لٹکا دیا تا کہ اسکو یہ اداس مچھلیاں ہنستی ہوئی نظر آئیں... اب یہ کام کر رہا تھا..." اسنے ایک بلیو رنگ کا میپ جو کر کے چہرے کے آگے کیا، جسکو ایک ہی جھٹکے میں جو کر نے نچوڑ کر مٹھی میں بند کر لیا. ہارلین دبک کر پیچھے ہٹتی جا رہی تھی... وہ خوفزدہ لگ رہی تھی.

"تم وہ سب بھول گئی ہو جو میں نے تمہیں بہت پہلے بتایا تھا... کامیڈی کے سب سے ظالمانہ راز! تمہیں کبھی جوک سمجھانا نہیں ہوتا"

"جو کر... میری بات سنو..." وہ اسکو کام ڈاؤن کرنے والے انداز میں ہاتھ بلند کیے پیچھے ہو رہی تھی... مگر جو کر قدم قدم چلتا اسکے قریب آ رہا تھا... یوں جیسے اسکو مارنے والا ہو.

"مجھ سے غلطی ہو گئی، مسٹر جے..." ایک آنسو ٹپک کر اسکے گالوں پر گرا تھا. وہ ترس اور رحم کی بھیک تھا.

جو کر نے نہیں سنی.

اسنے ایک ہی دھکے میں ہارلین کو کھڑکی کی جانب پھینک دیا،ہارلین کھڑکی سے لگی تو کانچ ٹوٹ گیا تھا،شہر کی رات کی روشنیوں میں ہارلین ہوا میں بلند کانچ کے ڈھیر کے ساتھ آسمان کو ایک نظر دیکھ پائی تھی اور پھر اس منظر کو نظر انداز کر کے اسنے جوکر کا سفاک چہرہ دیکھا، اپنی محبت کا چہرہ۔اور آہستہ آہستہ ہارلین زمین کی طرف گرنے لگی۔

اسکی آنکھوں نے بس اتنا دیکھا کہ جوکر کھڑکی سے دور ہٹ گیا ہے۔ہارلین نے آنکھیں موند لیں...

اناشہ گرین کافی کے پانی کو دیکھتی رہی۔

وہ اندھیر گلی کے حصار میں پڑی تھی،بے جان ہاتھ بے نیاز زمین سے جا لگا۔

"میری غلطی تھی...مجھے جوک سمجھ نہیں آیا۔"ایک آنسو ٹپک کر اسکی سرخ ٹوپی میں گم گیا۔

اناشہ نے ایک گہرا سانس لے کر کافی والا مگ اٹھالیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آسمان و زمین آج بھیگا بھیگا سا تھا. سڑک پر قطار در قطار اونچے کھڑے درخت بارش کے پانی میں نہائے نہائے تھے،

رات کے اس پہر کالونی میں زیادہ تر گھروں کی بتیاں مکمّل بند تھیں. چند ایک گھر تھے جن کی ایک دو بتیاں جلی تھیں.

ان میں سے ایک گھر یہ بھی تھا.

جہاں اس گھر کے باہر ایک دو لائٹس جلتی نظر آ رہی تھیں، گرتے پانی میں اس دو منزلہ گھر کی عمارت کی روشنیاں کسی شعلے کی مانند لگتی تھیں، ہر سو دمکتی جھومتی.

اسی کے برعکس اندرونی حصہ اندھیرے میں ڈوبا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لونگ روم کے صوفوں پر پیر اوپر کیے وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے بے حس و حرکت بارش کے شور میں کہیں دور ڈوبتی جا رہی تھی. زیبہ کفیل سفید شرٹ اور بلیک لیگنگز میں ملبوس تھی، جس کے اوپر اسنے بھورا سویٹر پہن رکھا تھا. سویٹر کے گلے سے سفید شرٹ جھانکتی نظر آتی تھی.

کانوں میں ٹینا کی باتیں گونج رہی تھیں، زیبہ جس کو اکثر اندھیرے سے ڈر لگتا تھا آج اکیلی یہاں بیٹھی تھی، ہر چیز کے لئے سن ہو چکی تھی. ٹینا سے ملنے کے بعد اسکا دل بہت بری طرح سے ٹوٹا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صوفے پر اسکے پیروں کے قریب ہی کچھ polaroids رکھے تھے.

خالد اور ٹینا کی چند تصاویر جو ان دونوں نے بوسٹن میں ساتھ کھینچی تھیں. بوسٹن وہ شہر تھا جہاں وہ ابھی خالد کے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتی تھی. خالد نے انکی دوسری انیورسری پر اسکو بوسٹن کی ٹکٹ گفٹ کی تھی.

مگر اب جب زیبہ نے گھر آتے ہی ان ٹکٹس کو دیکھا تو اسے لگا وہ خالد کے لئے بس ایک پرانا ڈھابہ ہے جس کی چائے وہ اب زیبہ کو ٹرائی کروانے لے جا رہے تھے. یہ ان دونوں کا خالص trip نہیں تھا.

وہ زیبہ کے ساتھ وہی کرنے جا رہے تھے جو انہوں نے ٹینا کے ساتھ کیا. اسکی آنکھیں نم متورم ہو چکی تھیں.

"کیوں خالد... کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا!" وہ گھٹی گھٹی چیخی تھی. ہاتھ مار کر اسنے تصویریں دور پھینک دیں.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تصویریں لہراتی ہوئی صوفے سے دور جا گری تھیں، ماتھا گھٹنے پر رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی.

"کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا! میری محبت... میرا خلوص... سب مٹی میں ملا دیا آپ نے!" زیبہ کو زندگی میں پہلی بار لگا جیسے اس کا دل ٹوٹ کر بکھر گیا ہے، اتنی تکلیف تو اسے تب بھی نہیں ہوئی تھی جب خالد نے پہلی بار اسکو تھپڑ مارا تھا.

تکلیف تو زیبہ کفیل کو اب ہونا شروع ہوئی تھی جب اسے اندازہ ہوا خالد ان سالوں میں صرف اسکا نہیں تھا۔

خالد حماد تو کبھی بھی کسی کا نہیں ہوتا۔ وہ شاید خود اپنا بھی نہ ہو۔

"اپنے بچوں کی ماں کو دھتکارنے والے سے میں کیا امیدیں لگا بیٹھی۔"

آج پہلی بار۔۔۔ زندگی میں پہلی بار زیبہ نے وافیہ کو ہلال اور ازکان کی ماں ہونے کا خطاب دیا تھا۔ آج پہلی بار زیبہ نے وافیہ کے وجود کو تسلیم کیا تھا، ہلال اور ازکان کو اسکی اولاد سمجھا تھا۔

روگ کیا کیا کروادیتا ہے۔۔۔

رات کے آخری پہر سنہرے لاؤنج کی ساری بتیاں جلائے وہ سکارف پیٹ پر رکھے برہمی سے ایک کاغذ کا ٹکڑا انگلیوں کے درمیان گھماتی سامنے کھڑے آدمیوں کو دیکھ رہی تھی۔

تیز بارش کا شور برابر آرہا تھا،ایسے میں وہ مخملیں سنگل صوفے پر بیٹھی تھی جو سرخ پردوں کے حصار میں پڑے بڑے صوفے کے عین مقابل تھا.

شیشے کی فلور نگ پر جہاں ہر جگہ اشراقات لکھا تھا،اب وہ صاف چمکدار نظر آرہا تھا.

ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ اپنے اسی گاؤن میں ملبوس تھی،بس اب اسکی چمک ماند پڑ چکی تھی

.

"کیا تم لوگ مجھے نہیں بتاؤ گے کہ کون آیا تھا ملنے؟"ایک بار پھر پوچھا گیا سوال،اسکے غصے میں شدّت آرہی تھی.

اسکے عین مقابل کھڑے آدمی خاموش تھے،گارڈز کی وردیوں میں ملبوس،نیم نیم بارش میں بھیگے،ایسا لگتا تھا انہیں ابھی ابھی یہاں آنے کا حکم ملا ہے.وہ خاموش رہے.

ماہین گہرا سانس لے کر رہ گئی،سر جھٹکا اور پھر وہ کاغذ چہرے کے آگے کیا.ایک نظر غور سے اسکو دیکھا،جیسے نفرت وجود کے حصے حصے میں بھرنا چاہتی ہو.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں جانتی ہوں کون آیا تھا. سو اب مجھے ملاقات کی ڈیٹیل چاہیے." اسنے سانس بھرا تو بہت سوں کے سانس تھم گئے.

اسنے سکارف پیٹ پر ٹھیک سے جمایا. بھاری پلکوں کے نیچے آنکھیں اس تصویر کو غور سے دیکھ رہی تھیں.

ایک شکستہ سی نظر اس خاتون پر ڈالی. سنہری روشنیوں میں اسکا چمکیلا گاؤن اب ویسا نہیں چمک رہا تھا.

بھوری آنکھوں والی لڑکی سمر ڈریس میں کھڑی ہنس رہی تھی،ہاتھ میں پکنک باسکٹ تھی اور سنہرے بھورے بال اڑ رہے تھے، گھاس پر ننگے پیر کھڑی تھی اور موسم بہت خوبصورت تھا،جبکہ سبز آنکھوں والا لڑکا جیکٹ میں ملبوس اسکے آگے کھڑا تھا،اسنے ہاتھوں سے وکٹری کا نشان بنا رکھا اور چہرہ ہنستی لڑکی کی جانب تھا. یہ ایک آئیڈیل پکچر لگتی تھی. دانت پیس کر اسنے سامنے کھڑے آدمیوں کو دیکھا.

"جواب دو!" وہ چلائی، کمرے میں موجود ہر کوئی سہم گیا تھا، ماہین کے برابر میں کھڑی شایا نے بھی چونک کر اسکو دیکھا تھا. "کیوں آئی تھی یہ عورت یہاں، ہاں؟"

اس سنہرے لاؤنج سے باہر آؤ تو وہ اپنی کرسی پر بیٹھا اس بریسلیٹ کو بغور دیکھ رہا تھا. انگلیوں میں گھما گھما کر... جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو. شیڈ کے نیچے کیبن میں بیٹھا وہ سامنے دیکھ رہا تھا اب، تڑ تڑ بارش گر رہی تھی اور وہ کسی گہری سوچ میں تھا.

"کیا سوچ رہا ہے؟" کیبن کی دوسری جانب سے آواز آنے پر وہ چونکا، بریسلیٹ مٹھی میں بند کی، گہرا سانس لیا.

"وہ عورت کون تھی؟" آواز سوچ میں ڈوبی تھی.

"اللہ جانے یار کوئی بھی ہو سکتی ہے... اتنا بڑا بزنس مین ہے وہ. روز کسی نہ کسی پاگل سے پالا پڑ ہی جاتا ہے ایسے بندوں کا." اگلے شخص نے بات ہوا میں اڑانے والے انداز میں کی.

مگر وہ یہ بات سن کر خوش نہیں لگ رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تاسف سے چہرہ واپس جھکا لیا، ایک نظر کیبن سے باہر بارش کے گرتے قطروں کو دیکھا، "ایسا مت کہو،" اسنے رخ اسکی جانب کیا، آنکھیں البتہ پر سوچ تھیں.

"پاگل نہیں لگ رہی تھی وہ... میں بس اپنی ڈیوٹی سے مجبور تھا. تو نے زیادہ برا سلوک کیا اسکے ساتھ."

"تجھے پیار تو نہیں ہو گیا اس سے؟" وہ ہنسا، "پیاری تو تھی ویسے وہ."

اس شخص نے چہرے پر سرخی نمایاں ہوئی. وہ اب اپنے بستر کا پلو ٹھیک کرنے لگا تھا،

"بکواس نہ کر! ہمدردی کے لئے پیار ہونا ضروری تھوڑی ہے."

"تو بول تو ایسے ہی رہا ہے جیسے تیری کچھ لگتی تھی" وہ ایک بار پھر مذاق اڑانے والے انداز میں بولا تھا.

"انسانیت کا رشتہ کہتے ہیں اسکو، جسکو تیرے جیسے لوگ یوں باتوں میں اڑا کر مذاق بناتے ہیں. سو جا اب."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہونہہ کے انداز میں کہ کر لیٹ گیا، جبکہ دوسرا گارڈ اب تک ویسی ہی مستی میں اسکو چھیڑ رہا تھا.

ایسے میں یہ دونوں اس بات سے بالکل بے خبر تھے... کہ کہیں دور اس بریسلیٹ کی غیر موجودگی سے بازی پلٹ چکی ہے.

بہت کچھ ادھر سے ادھر ہو جائے گا.

بے خبری بھی کیا نعمت ہے!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سٹی آف لائٹس: کراچی

Burnsروڈ کے سر پر وہ دونوں برابر میں کھڑے تھے. ہلال کریم کوٹ کاندھوں پر ڈالے بھیگی بھیگی سی اس سڑک کو دیکھ رہی تھی. کیا زخم تازہ ہوئے تھے... کیا یادیں ابھر کر نکلی تھیں.

ہلال نے گیلی سانس اندر کھینچی. سردی کی شدّت میں گرتی تیز بارش میں کھڑے وہ اس سڑک پر چل رہے تھے، جو سننے میں آیا ہے کبھی نہیں سوتی.

روشنیاں تھیں جو رقصاں تھیں.... اس سڑک پر لوگوں کی چہل پہل کے علاوہ کوئی گاڑی نہیں تھیں، گاڑی سے نکل کر burnsروڈ کی حدود میں داخل ہوتے ہوتے وہ مکمّل بھیگ چکے تھے.

سڑک پر مختلف کھانوں کی خوشبو مہک اٹھ رہی تھی ایسے میں ہلال کے منہ میں بہت سارا پانی آیا تھا. وہ خوشی سے دو قدم آگے کیا ہو گئی سرمئی آنکھوں والے نے فوراً ٹوک دیا.

"میں یہاں آپ کو عیاشی کروانے نہیں لایا، صرف گول گپے کھائیں اور گھر چلیں." پھر ہاتھ پر بندھی گھڑی بلند کر کے اسکے سامنے کی، "ٹائم دیکھا ہے آپ نے؟ رات کے بارہ بج رہے،

لڑکیوں کا کیا کام اس وقت باہر نکلیں. چچ چچ... کیا زمانہ آگیا ہے." وہ سر جھٹکتا بولے جا رہا تھا... ایسے میں ہلال نے ایک تیکھی نگاہ اس آدمی پر ڈالی.

"زیادہ باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے!" وہ چٹخ کر واپس بولی تو وہ تب بھی چچ کے انداز میں سر ہلاتا رہا. ایسے میں وہ اوف کرتی آگے بڑھ گئی تو وہ بھی ہنستا ہوا اسکے پیچھے لپکا.

گہرے بادلوں سے ڈھکے آسمان تلے ایک بھوری آنکھوں والی لڑکی تھی... اور سرمئی آنکھوں والا شخص تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بے خبر.

بے پرواہ.

اور لاتعلق.

"تم نے کہا تھا تم تھوڑا تھوڑا کر کے احسان چکتا کر رہے ہو، ہیں نا؟" وہ مسکرا کر بولی.

سرمئی آنکھوں والے نے اسکی آنکھوں کے رخ میں دیکھا،وہ چناچاٹ کے ایک سٹال کو دیکھ رہی تھی، جس پر دو سو سے نیچے کوئی بھی پلیٹ نہیں تھی. اور اس عورت کی نظریں بھی اسپیشل چناچاٹ پر تھیں. اونہوں!پانچ سو کی پلیٹ کھا کر کیا کرنا ہے؟

"مجھے ایسا کچھ نہیں یاد."اسنے نفی کی.

"پر مجھے یاد ہے!"وہ آگے کو لپکی،"اب تم جلدی نہ آئے تو میں extra اسپیشل پلیٹ لگوانے کا کہ دوں گی."

سرمئی آنکھوں والے اس شخص کا کلیجہ منہ کو آیا تھا،وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ بھرے اس لڑکی کے پیچھے گیا.

اسکی کالی لٹیں گیلی ہو کر ماتھے اور قلموں پر چپکی تھیں،جبکہ ہلال کی بھوری لٹیں اسکی آنکھوں میں آرہی تھیں... بھیگ کر چہرہ دمک رہا تھا.

"ایسا کچھ نہیں کریں گی آپ!میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں... ہماری بے عزتی ہو جائے گی."

"تمہاری ویسے بھی کون سا کوئی عزت ہے!" وہ قہقہہ لگا کر ہنستی ہوئی دور نکل گئی تھی۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ اسپیشل پلیٹ ہاتھ میں پکڑے، نوالہ نوالہ چنا چاٹ کھا رہے تھے۔

"بہت اچھی ہے!" ہلال نے پہلے نوالے پر ہی اسکو اچھے ہونے کا خطاب دے دیا، جبکہ اسنے چوتھے نوالے پر بھی کچھ خاص ریمارکس نہیں دیے، "دو سو والی چاٹ پلاسٹک کی پلیٹ میں ڈال کر اسپیشل کا نام دینا فراڈ ہوتا ہے۔"

"کبھی خوش مت ہونا۔"

"آپ خوش ہیں؟"

ہلال نے ایک نظر روشنیوں میں کھڑے سرمئی آنکھوں والے اس شخص کو رک کر دیکھا...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جو شاید سر سے لے کر پیر تک سرمئی ہی تھا. اس میں رنگ تھے یا نہیں وہ نہیں جانتی تھی ... مگر وہ ہر لحاظ سے بہت عجیب طرح سے منسلک سا لگتا تھا، اس کے اس سوال پر ہلال نے پہلی بار اس شخص کو بغور دیکھا تھا.

پر کشش نقوش، گہری آنکھیں، لمبی پلکیں اور مضبوط جبڑوں والا یہ شخص... اسے لگا جیسے اسنے اس آدمی کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے... اگر نہیں دیکھا تو ان نقوش کی ایک ہلکی جھلک اسنے کہیں تو دیکھ رکھی تھی... اسے یاد نہیں آیا.

ہوا کا ہلکا جھونکا تھا جو انکے درمیان میں سے گزر کر آگے کو نکل گیا تھا. روشنیوں میں تھمی سی ہلال اس پر رونق فوڈ سٹریٹ میں کھڑی سرمئی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی.

"میں تو بہت خوش ہوں." وہ دھیما سا بولی.

"مفت کی چاٹ کھا کر کون خوش نہیں ہوتا؟" وہ سر جھٹک کر آگے کو چلنے لگا تو وہ لمحے بھر کو ساکت سی ہو کر اسکی پشت کو دیکھے گئی اور پھر... پھر ایک قہقہہ اسکے حلق سے پھوٹ کر نکلا تھا، ایسے میں اسکی آنکھیں نم نم ہونے لگیں.

"صحیح کہہ رہے ہو... مگر یہ مفت کی نہیں ہے!"وہ چڑانے والے انداز میں بولی تھی."میں اس کی ڈبل ٹرپل قیمت ادا کر چکی ہوں."

"آپ کو احسان یاد دلانا بہت پسند ہے کیا؟"ایک بہت بڑا نوالہ اسپیشل چاٹ کا منہ میں رکھا، وہ ہر لحاظ سے پیارا تھا.

"احسان بار بار یاد دلانا چاہیے تم جیسے احسان فراموشوں کو."اسنے یہ بات ایک بار پھر کی تھی.

"ویسے بھی تمہیں اتنا کچھ ہوا نہیں جتنے پیسے میں بھر چکی ہوں."وہ ہونہہ کرتی آگے چلنے لگی، اسکی پلیٹ سرمئی آنکھوں والے اس آدمی کی پلیٹ کے مقابلے میں بھری بھری سی تھی.

"توبہ ہے میڈم... گاڑی آپ نے ماری اور مجھے زیادہ کچھ نہیں ہوا تو بھی میرا قصور! صحیح کہتے ہیں عورتوں سے جیتنے کی خواہش بے کار ہوتی ہے."ہلال اسکی باتوں پر مسلسل ہنس رہی تھی. اسے ایسے ہنسنا پسند تھا.

کچھ وقت خاموشی میں چلتے اسے احساس ہوا کہ وہ اب تک اس شخص کا نام نہیں جانتی.

"تمہارا نام کیا ہے؟" وہ بلا تمہید بولی تھی.

چاٹ کھاتے آدمی کے ہاتھ تھم گئے، نوالہ منہ میں رکھے بغیر ہی اسنے چمچہ واپس پلیٹ میں رکھا، کچھ لمحوں کی خاموشی چھائی رہی، جواب نہ ملنے پر وہ اسے دیکھتی رہی... وہ کہیں کھو گیا تھا کیا؟

"میں نے کچھ پوچھا ہے شاید...."

"پرویز." وہ بلآخر بولا.

یہ سن کر وہ بے اختیار ہنسی تھی، پرویز نے نا سمجھی سے ہلال کی جانب دیکھا، جیسے اسے سمجھ نہ آیا ہو وہ کیوں ہنس رہی ہے ایسے.

"سوٹ کرتا ہے تمہیں!" پھر نوالہ بھر کر اسے واپس دیکھا، "بڑا ہی بوڑھوں والا نام ہے."

"کیوں جی؟ پرویز نامی لوگ پیدا ہوتے ہی بڈھے ہو جاتے ہیں کیا؟"

"میرے خیال میں تو ایسا ہی ہوتا ہے."

"بڑے ہی بیہودہ خیالات ہیں پھر تو آپکے۔" اسنے چڑ کر کہا۔ ہلال فاتحانہ طور پر مسکرائی۔

"اپکا کیا نام ہے؟" اسنے تجسس سے پوچا۔

وہ بھی لمحے بھر کو چمچہ چھوڑ کر بیٹھ گئی... کیا یہ لمحہِ اقرار کا تھا؟ وہ اقرار کرنے تو نہیں آئی تھی کراچی۔ وہ تو اپنا کھویا ہوا بھائی واپس لینے آئی تھی۔ ایک بار پھر ہلال کو سمجھ نہ آیا وہ کیا جواب دے۔ وہ اسے ایسے ہی تکتا رہا۔

"ایسا نام رکھا ہی نہیں جس کا لوگ مذاق اڑا سکیں۔" وہ مسکرا دی۔

"کیوں؟ آپ نے اپنا نام خود رکھا ہے کیا؟" نوالہ بھر کر منہ میں ڈالا۔

"ایسا ہی سمجھ لو..." وہ کندھے اچکا کر بولی، چمچہ پلیٹ میں گھما کر نوالہ بنا رہی تھی۔

"تو کیا ہے آپ کا نام؟"

"ہلال۔" اسنے دھیما سا کہا۔

وہ لمحے بھر کو خاموش رہ گیا. ڈھیلے لبوں سے اسنے ہلال کے چہرے کو دیکھا. پھر چہرہ موڑ لیا، کراچی کے burns روڈ کا شور واپس کانوں میں بھرنے لگا، شیڈ کے نیچے کھڑے وہ چاٹ ختم کرنے کی جلدی میں تھے.

"اچھا نام ہے..." مسکرا کر بولا تو ہلال نے فخریہ یہ تعریف قبول کر لی.

"مجھے پتا ہے!" اسنے بال چہرے سے ہٹائے، تو وہ اسکو ستائشی دیکھ کر مسکرایا پھر سیدھ میں دیکھنے لگا. ہاتھ میں پکڑی پلیٹ تقریباً خالی ہونے والی تھی، جبکہ اسکے مقابل کھڑی ہلال کی پلیٹ اب بھی بس آدھی ہی ہوئی تھی...

"کتنا سلو کھاتی ہیں آپ... ہلال." اسنے اسکا نام لیا تو ہلال کے دل کو کچھ ہوا تھا. مگر وہ اس چیز کو نظر انداز کیے کاندھے اچکا کر بولی، "تمہاری طرح وحشی درندہ تھوڑی ہوں... ایک ہی سانس میں پوری پلیٹ نہیں کھا سکتی میں."

وہ اثبات میں سر ہلا رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے پرویز، تم کرتے کیا ہو؟"اسنے تجسس بھری نظروں سے دور رکھے بینچ پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا، پرویز نے آخری نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے پلیٹ ساتھ پڑے بن میں ڈال دی، پھر اسکے برابر میں سینے پر بازو باندھتا بیٹھ گیا.

"کیا مطلب کیا کرتا ہوں؟"اسنے حلق میں نوالہ اتارتے کہا،" کھاتا ہوں، پیتا ہوں اور سو جاتا ہوں."

"مطلب ویلے ہو زندگی میں."ہلال نے ہاتھ ہلا کر کہا، پھر چمچہ منہ کو لے جا کر اسے حقارت سے دیکھا،"چچ!"

"نام پرویز اور پھر بے روزگاروں والی شکل، اللہ نے خوب انصاف سے بنایا ہے تمہیں"کیا سفاکی تھی.

پرویز اسکی بات پر فیاضی سے مسکرایا تھا، اسکی سرمئی آنکھوں میں روشنیاں سمائی ہوئی تھیں، وہ پہلے سے اب چپ چپ تھا، جبکہ ہلال مصروف سی چاٹ کھا رہی تھی.

"میں ایک سٹاکر ہوں."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہلال گنگ رہ گئی. برق رفتاری سے چہرہ موڑ کر اس آدمی کو دیکھا جو روڈ کے اس پار گتے کے ڈبے میں بیٹھنے کی کوشش کرتی بلی کو دیکھ رہا تھا... بارش سے بچنے کی چھوٹی سی کوشش.

"سٹاکر کہیں کے کوئی حلال کمائی ڈھونڈو." وہ ہلال تھی... اسے یک دم اسکی حلال کمائی کی فکر لاحق ہوئی تھی.

"میں صرف مخصوص لوگوں کو سٹاک کرتا ہوں میڈم جی." پرویز کو کیا لگے حلال حرام سے.

"پھر بھی! یہ غلط ہے." وہ متاثر نہیں ہوئی تھی.

"حلال کمائی میں کوئی اتنا خاص پیسہ نہیں ہے." اسنے قدرے سنجیدگی سے کہا تو ہلال نے ایک نظر اسکا پوری طرح جائزہ لیا، غریب تو یہ بندا پھر بھی تھا.

"کس کے لئے کام کرتے ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ایک انڈیپنڈنٹ سٹاکر ہوں، میڈم!" وہ بے نیازی سے بولا تھا. ہلال نے لمبی سانس بھری. بڑی کوئی فخر کی بات تھی جیسے.

"اسکا مطلب تم بس کچھ خاص لوگوں کو ٹارگٹ کرتے ہو." بلی گتے کے ڈبے کو الٹ پلٹ کر اس میں بیٹھنے کی کوشش میں تھی... اسکے پاس بارش سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا. فوڈ سٹریٹ میں گھنٹیاں، برتن بجنے کی آوازیں برابر آ رہی تھیں.

"آپ کو مجھ میں اتنی دلچسپی کب سے ہونے لگی؟" اسنے رخ پھیر کر اپنی سائیڈ پر بیٹھی بھوری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا جو بہت سلو سلو نوالے بھر رہی تھی، اور وہ بہت تحمل سے بیٹھا تھا. ہلال کو اسکے پاس سے اٹھنے کی جلدی نہیں تھی.

"اچھا مذاق ہے پرویز!" اسے اسکی بات پر کھانسی آئی تھی، جسکو اسنے حلق میں دبانے کی پوری کوشش کی تھی. ہلال کی اس ادا پر وہ دھیما سا مسکرایا تھا.

"چلیں میں حرام خور... سٹاکر اور بے روزگار.... آپ بتائیں ہلال، آپ کیا کرتی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسکے سوال پر ہلال کے چہرے پر فخر در آیا تھا، تھوڑی اٹھا کر اسنے اس شخص کی آنکھوں میں پر عزم انداز میں دیکھا،

"میں گدو بندر مینٹل ہسپتال کی وائس ہیڈ ہوں!" کیا فخر تھا، کیا مان تھا... کیا غرور تھا.

وہ بے روزگار نہیں تھی، وہ کماتی تھی، حلال کماتی تھی. خود مختار تھی.

اسکے جواب پر پہلے تو پرویز نے لب بھینچے اور پھر یک دم وہ ایک زوردار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا جس پر ہلال بری طرح چونکی تھی، نا سمجھی سے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی. "کیا...؟ اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے؟"

"مطلب آپ سمپل الفاظ میں پاگلوں کی سردار ہیں!" وہ سانس لینے کی کوشش میں قہقہوں کے بیچ میں بامشکل بولا تھا.

ہلال کو سمجھ نہ آیا اسے پرویز کی ہنسی زیادہ بری لگی تھی یا پھر ابھی ابھی ملنے والا یہ خطاب.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہاری طرح بے روزگار اور حرام خور تو نہیں ہوں نا! اور آج کل ویسے بھی لوگوں کو مینٹل ہیلتھ پر فوکس کرنے کی بہت ضرورت ہے... تم جیسے پاگل خانے سے بھاگے ہوئے لوگ پکڑتی ہوں میں!"

اسکے اس فقرے پر پرویز کی ہنسی تھمنا شروع ہوئی... مگر وہ ہلال کو چڑانے سے پھر بھی باز نہیں آیا تھا.

بھیگی بلی گتے کا ڈبہ پلٹا کر اسکے نیچے بیٹھ چکی تھی، اسکی سبز پیلی آنکھوں سے لگتا تھا اسکے جسم میں سکون کی لہر دوڑی ہے، آہستگی سے نیند غالب آگئی اور وہ خاموش سی اس پر شور گلی میں سو گئی جہاں برسوں سے کھانے پک رہے ہیں.

وہ رات بھاری تھی... مگر خوبصورت چیزیں تکلیف دہ ہوتی ہیں.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم حیدرآباد کب آرہی ہو ہالی!" ویڈیو کال پر ہادیل کچن کاؤنٹر پر اپنا پرس رکھے اس میں گاہے بگاہے کچھ نہ کچھ بھرتی نظر آتی تھی، جب کہ اسکے پیچھے کھڑا داؤد بہت بڑے بڑے نوالے بھرتا انکی باتیں سن رہا تھا، ایک ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں روٹی رول تھامے وہ سر اثبات میں ہلاتا اپنی موجودگی کی ڈیوٹی پوری کر رہا تھا.

ہادیل کی ویڈیو کے ساتھ ہی اناشہ تھی، وہ بھی کچن میں ہی کھڑی تھی لیکن وہ ناشتہ تیار کر رہی تھی، اور معمول کے مطابق وہ اپنی رسم قائم رکھتے ہوئے بریانی بنا رہی تھی. لاہوری بریانی.

"اگر تم جلدی آگئی تو میں تمہیں اس بریانی میں سے تھوڑا سا حصہ دے دوں گی، آفر اچھی ہے ہلال."

اس بات پر ہلال نے بے اختیار قہقہہ لگایا، "ہاں اب تو جلدی ہی آنا پڑے گا. اتنا وقت گزر گیا بریانی کھائے. ویسے بھی اس سال کا آخری جمعہ ہے یہ." وہ تاریخ گنتی بولی تو ہادی کو اس بات پر کچھ یاد آیا. "میں آج حیدرآباد کے لئے نکل رہی ہوں."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سب چھوڑو، آج جمعہ ہے ہالی!" اسنے دیکھا کہ ہادیل پرس ایک طرف لگا کر چہک کر بولی.

ہلال جو کمرے کا ایک آخری بار جائزہ لے رہی تھی کہ کچھ رہ نہ جائے، پرس ایک طرف رکھ رہی تھی، رک گئی.

"ہاں تو؟" ہلال کو سمجھ نہ آیا. مگر اسنے دیکھا کہ داؤد نے بے اختیار تھوک نگلا ہے، پریشان پریشان لگ رہا تھا وہ.

اناشہ نے ایک گہرا سانس لے کر سر جھٹکا. "آج کاؤنسل بیٹھے گا."

"کس چیز کا؟" ہلال کو اب شاید کچھ کچھ سمجھ آرہا تھا، "کیا مطلب؟"

ہادی کی مسکراہٹ ویسی ہی قائم دائم تھی، "میں نے تمہیں بتایا تھا نہ ہلال، کہ میری لڑائی ہو گئی تھی عارف سے. وہ اتنا منافق آدمی ہے تمہیں منہ پر پروپوز کرتا پھرتا ہے اور پیٹھ پیچھے تمہاری برائیاں. بس پھر کیا تھا میری اور عارف کی منہ ماری ہو گئی..." داؤد کھسک کر ویڈیو سے نکل گیا تھا، ہلال نے یہ دیکھا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبکہ اناشہ کی آنکھوں کی جوت بجھتے دیے کی مانند ہو گئی. اسکے ہاتھوں کی رفتار سست ہوتی کسی محسوس نہیں کی تھی.

"عارف نے میری کلائی پکڑی تو بس پھر..." ہادیل مڑی، اسے شاید داؤد کہیں کھڑا اشارے کر رہا تھا، "ادھر آؤ داؤد!

ہاں... تو بس پھر داؤد نے عارف کو ایسا مقام ارا ساری زندگی اسکا ہونٹ ٹھیک نہیں ہو گا."

"یہ کوئی فخر کرنے والی بات نہیں ہے ہادی." اناشہ نے بھیچ میں گہرا سانس لے کر کہا، اسکے حلق میں کانٹے چبھے تھے، وہ ویڈیو سے رخ پھیرے برتن ادھر ادھر رکھتی نظر آ رہی تھی.

"کیا!" ہلال بے اختیار چلائی، ہادیل کی توقع کے برعکس وہ غصے میں لگتی تھی. "داؤد اور عارف کی لڑائی ہوئی ہے؟"

"ہاں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہادیل، فور گاڈز سیک!" وہ جل کر بولی، "میں اس بات پر تم تینوں کو وار ننگ لیٹر سائن کر کے دوں گی. داؤد!" وہ آخر میں چیخی، ہادی کی مسکراہٹ اب سمٹ چکی تھی. "داؤد جمیل! یہ تمہارا تیسرا وار ننگ لیٹر ہے، سنا تم نے؟"

"ہالی، ایٹس ناٹ دیٹ ڈیپ! عارف نے بھی تو واپس مارا تھا، حساب برابر."

"یہ بچوں کا کھیل نہیں چل رہا ہادیل ارمان،" وہ سب کے پورے نام لے رہی تھی... وہ واقعی بہت تعیش میں تھی. "جہاں پہلے نے مقامارا اور دوسرے نے تھپڑ مار کر حساب پورا کر لیا. یہ میری اور تم سب کی پروفیشنل ورکنگ سپیس ہے، جہاں جس نے پہلے مارا سارا ملبہ اسکا.... تم دونوں نے مجھے بہت مایوس کیا ہے."

ہادیل نے ایک نظر اپنے عقب میں داؤد کو دیکھا، اور پھر واپس فون کی طرف. ایسے میں انا شہ کی ہنسی نکل آئی.

دونوں میاں بیوی گئے پانی میں.

ہلال نے جل کر کال ہی کاٹ دی تھی. فون ایک طرف مار کر اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرا، ناخن جڑوں میں مضبوطی سے دبوچ کر وہ آنکھیں بند کیے نجانے کتنی ہی دیر کھڑی رہی تھی.

پھر آہستہ آہستہ اسکے چہرے پر ناگواریت کے احساسات ابھرے، جو کانپتے کانپتے اداسی کی صورت میں ڈھل گئے تھے. اور پھر ہلال کو پتا بھی نہیں چلا اسکی آنکھوں سے بے شمار آنسو ٹپ ٹپ کر کے تھوڑی سے گر رہے ہیں.

اسے اپنا وجود ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتا محسوس ہو رہا تھا. صبح کی سنہری کرنوں میں کھڑی وہ انکی گرماہٹ کی نعمت بھی محسوس نہیں کر سکی... ہلال خالد اب بھی پریشانی کے سرد شہر میں لاپتہ تھی.

ہوٹل سے نکلتے ہوئے اسنے ایک بار اپنا پرس کنگھال کر دیکھا، عجیب سا خالی پن تھا اس میں، کچھ تو تھا جو غائب تھا.

پرس میں رکھی سمندر کی خستہ نیلی تصویر، اور باقی ہر شے موجود تھی، کچھ تو... ہاتھ ارد گرد مارتی وہ سوچ رہی تھی، کچھ تو اسکے پرس میں نہیں تھا...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پھر نگاہ بھٹک کر کلائی پر گئی،وہ خالی تھیں!

ٹائیگر آئی سٹون بریسلیٹ!

اسکا توازن بگڑا تھا،زیادہ سوچے سمجھے بغیر وہ گھبرائی ہوئی ہوٹل روم سے چیک آؤٹ کر کے نکل آئی تھی...وہ بریسلیٹ ہلال کی محبت کی نشانی تھی.وہ اسکی پوری بازی تھی.

اسے ایک بار پھر خالد بیت جانا تھا.جلد از جلد.

وہ اپنی کالی گاڑی بھگاتی ہوئی خالد بیت کے آگے ایک بار پھر رکی کھڑی تھی،آنکھیں خشک تھیں اس بار،پہلے وہ بھائی کی محبت کے لئے آئی تھی،آج وہ اپنی محبت کے لئے آئی تھی.

گاڑی سے نکل کر وہ ترچھے کھڑے ایریا میں تھی،وہاں آج مختلف چہرے کھڑے تھے،آج وہاں کل رات والے گارڈ نہیں کھڑے تھے.گہرا سانس لیتی وہ سامنے آ کھڑی ہوئی،

شیڈ اب بھی نم نم تھا. اس پر سے بارش کے دو چار قطرے گرتے تھے، ایسے میں خالد بیت جو رات کے اندھیرے میں جگمگاتا پریوں کا محل لگ رہا تھا... صبح کی روشنی میں ماند سی کوٹھی سے زیادہ اور کچھ نہیں محسوس ہوا.

"یہاں... یہاں ایک شہروز نام کا گارڈ تھا کل... اسنے میرے پرس کی تلاشی لی تھی، آپ جانتے ہیں وہ کہاں ہے؟" اسنے پھولے ہوئے سانس سے کہا. "شہروز نام تھا اسکا..."

گارڈز نے نا سمجھی سے اسکا الجھا ہوا چہرہ دیکھا، "نہیں میڈم... یہاں تو کبھی کوئی شہروز نام کا گارڈ نہیں تھا."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہلال کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں. لفظ بنانے کو بہت بار لب ہلائے، بلآخر وہ بولی،

"کل مسٹر خالد کی سالگرہ کی تقریب تھی... یہاں کچھ گارڈز تعینات تھے... ان میں سے ایک دراز قد آدمی تھا... گہری رنگت تھی اور... کھردرے نقوش تھے..." وہ ہاتھوں کے اشاروں سے اسکا حلیہ بیان کر رہی تھی. "شہروز نام تھا... جتنا میں نے سنا تھا، کیا آپ لوگوں نے واقعی نہیں دیکھا اسے؟" وہ پھوٹ پھوٹ کر نہیں رونا چاہتی تھی.

اوہ نہیں خدا!

"نہیں میڈم... معافی چاہتا ہوں پر یہاں کوئی شہروز نامی گارڈ نہیں ہے۔"رات والے گارڈز کے برعکس ان سب کے نقوش مہربان اور شائستہ تھے۔اسکا دماغ کچھ بھی پراسیس نہیں کر پا رہا تھا۔

"مس اشراقت،"سامنے کھڑے گارڈ کے عقب سے ایک شناسہ سی آواز آئی تو وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی،آنکھیں سامنے کھڑے گارڈ کے کاندھے سے اسکے عقب میں جا ٹھہریں"شہروز امجد تو کل سے لاپتہ ہے۔کیا آپ اسکے بارے میں کچھ جانتی ہیں؟"وہ تحیر سی کھڑی زوہیب کو دیکھ رہی تھی... جسکے کل کے برعکس آج بے رحم اعصاب تھے۔

ہلال نے ایک نظر سب گارڈز کو دیکھا،ان سب کی نظریں سپاٹ کیوں تھیں؟

خالد بیت کے آسمان میں کچھ پرندے پھڑ پھڑاتے آگے نکل گئے تھے۔اور وہ بے یقین سی اسکی باتوں کو سماعتوں میں اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"شہروز... اسکے پاس میری بریسلیٹ ہے زوہیب..." وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولی

...

"ہوگی... پر مس اشراقات خالد! شہروز امجد لاپتہ ہے، اگر آپ کو اسکی کچھ خبر ہے تو اندر آئیں ہمیں بتائیں ہم اس شخص کی تلاش میں ٹیمز بھرتی کر رہے ہیں..." پھر ایک زہریلی مسکراہٹ دی، "آپ کی انفارمیشن سے ہمیں فائدہ ہوگا."

وہ پہلے تو نا سمجھی سے اسکو تکے گئی اور پھر اسکو سمجھ آگئی... مطلب... مطلب جسنے بھی اشراقت کو دیکھا وہ لاپتہ ہے.

ایک گھبرائی ہوئی نظر سب غیر شناسا چہروں پر ڈالی، وہاں کوئی بھی رات والا چہرہ نہیں تھا.

اشراقات کو دیکھنے والا کوئی بھی نہیں تھا وہاں.

بازی پلٹ چکی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ پلٹی اور الٹے پیر گاڑی کی طرف بھاگ نکلی تھی... اسے اچانک ہی بہت سا خوف آیا تھا خالد بیت سے.

وہ اس قدر خوف ناک جگہ تھی... وہ نہیں جانتی تھی!

وقتاً فوقتاً گھڑی کو دیکھتی وہ بے چینی سے پیر جھلا رہی تھی، دل پر لگی چوٹیں اب بھی رس رہی تھیں، مگر شاید وہ سن ہو چکی تھی. گہرا سانس لے کر اسنے پرس اٹھایا اور گاڑی کے دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ وہ سامنے کھڑا نظر آیا، لب بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھل گئے. (وہ جلد جانا چاہتی تھی... کہیں وہ پرویز کو بھی لے گئے تو؟)

"مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گے." ہینڈل چھوڑ کر وہ قدم قدم چلتی اسکے قریب گئی.

"مجھے لگا تھا آپ چلی گئی ہوں گی" وہ بڑی سادگی سے بولا، باتیں واپس مارنے والے انداز میں ،مگر آج اسکو غصہ نہیں آیا. آج کچھ برا نہیں لگا، وہ بس ہنس دی. بازو سینے پر بندھے تھے.

"اتنی ظالم لگتی ہوں کیا؟" پرس کی اسٹریپ پکڑ کر وہ اسے دیکھ رہی تھی. پرویز نے کاندھے اچکائے، ہلال کو اپنی کلائی بہت خالی محسوس ہو رہی تھی "اتنا برا لگتا ہوں کیا میں آپ کو؟"

وہ سر جھٹک کر رہ گئی، "باتوں میں تم سے کوئی نہیں جیت سکا."

"سو تو ہے!" کالر سے گرد جھاڑ کر فاتحانہ انداز میں مسکرایا. ہلال سر ہلاتی اسکو مسکرا کر دیکھ کر رہ گئی، بہت کچھ تھا اسکے انداز میں جو اسکو تپانے کے لئے کافی تھا.

اب گردن موڑ کر کہیں اور دیکھنے لگی، ہوا ہلکے سے جھول کر انکے عقب سے نکلتی تھی، پرویز کے بال آہستگی سے خراب ہو گئے اور ہلال کی لٹیں اسکے چہرے سے دور ہوئیں. اس سارے سے بے نیاز کھڑے وہ خاموش تھے.

کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہیں. جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ کبھی اسے دیکھتا تو کبھی سیدھ میں جھولتے درختوں کو اور سڑکوں پر بھاگتی زندگی کو.

انسان جتنے مرضی غم سہ لے... دنیا ویسی کی ویسی مضبوط کھڑی رہتی ہے. کوئی عمارت ہمارے لئے نہیں گرتی... کوئی زمین فیری ٹیل کی کہانیوں کی طرح کسی پری کے غم پر نہیں پھٹتی. سب ویسا ہی رہتا ہے... ازل سے ابد تک.

"میں تم سے دوبارہ ملوں گی کیا؟"

(خدا تمہیں پھر کسی کی گاڑی کے نیچے نہ کچلے)

وہ سوچ کے تسلسل توڑتی ہوئی بولی، مگر خود وہ ویسی ہی سوچ میں ڈوبی لگتی تھی.

غم سے بھاری آواز. پرویز نے چہرہ موڑ کر اسکے رخ کو دیکھا، سنہرے بھورے بال آہستہ آہستہ جھول رہے تھے اور وہ رخ پھیرے کھڑی تھی. خاموش سی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نہیں جانتا ہلال.. بی بی..." وہ یہ نہیں کہنا چاہتا تھا.. گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری.

"شاید زندگی پھر راستے ملا دے؟"

"اشراقات..."

سارے میں سناٹا چھایا، ایک سوالیہ نگاہ اس پر ڈالی، جو ویسی کی ویسی غیر محسوس سی کھڑی تھی. ایک تیز دھار موٹر سائیکل انکے قریب سے فراٹے مارتی گزری تھی، اسے لگا تھا اسکو سننے میں غلطی ہوئی ہے. قدرے جھک کر کان قریب کیا، "سوری؟"

"میرا نام اشراقات ہے، پرویز" اسنے چہرہ موڑ کر اسکو دیکھا تو وہ ڈگمگا کر دور ہوا. شہد بھوری آنکھیں اسکو دیکھ رہی تھیں وہ اپنا توازن سمبھالنے کی کوشش میں تھا. پس منظر تیز انجن کی آواز اب تک گونج رہی تھی گو کہ وہ بائیک کافی دور جا چکی تھی اب.

"تو آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا؟" اسکی آنکھوں میں صدمہ سا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔"وہ کاندھے اچکا کر بولی۔"میں نے تو تم سے کہا تھا کہ ایسا نام رکھا ہی نہیں کہ لوگ مذاق اڑا سکیں!"وہ ہنسی تھی اور اچانک پرویز کو لگا وہ دنیا کا سب سے احمق انسان ہے۔ عورت باتوں سے کھیل لیتی تھی،بہت اچھا بہت بہترین۔

"اور تم نے بھی آگے سے کہا تھا کہ آپ نے اپنا نام خود رکھا ہے کیا؟حساب برابر!"

پرویز کا دماغ بھک سے اڑ گیا، گہرا سانس لے کر اسنے چہرہ ہی موڑ لیا۔

"یہ کوئی نیا مذاق ہے کیا؟"اسکا موڈ خراب ہوا تھا،اسکی ذمہ دار صرف اور صرف اسکے سامنے کھڑی سابقہ ہلال تھی!

"اونہوں!یہ نئی حقیقت ہے۔"وہ نفی کر کے گاڑی کے دروازے تک گئی تو وہ تڑپ کر سیدھا ہوا۔

"اور یہ نئی حقیقت کیسے ہے؟"وہ اسے دور جاتا نہیں دیکھ رہا تھا...شاید وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ہاتھ جیبوں میں اڑسے وہ بائیک کی راہ تک رہا تھا۔یا شاید اسکی آنکھوں میں کچھ اور ہی تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پتہ ہے دنیا کی سب سے ظالمانہ حقیقت کیا ہے؟" اسنے پرویز کے جواب دینے کا انتظار نہیں کیا۔ "کہ ہمارے دکھوں، ہماری تکلیفوں، اور ہمارے آنسوؤں کے باوجود یہ دنیا ویسی ہی قائم رہے گی، کسی فری ٹیل کی کہانی کی طرح زمین نہیں پھٹے گی، آسمان نہیں گرجے گا، سمندر نہیں جوش مارے گا، عمارتیں نہیں گرین گی... تباہ ہونے والے بس ہم ہوتے ہیں، اکیلے۔"

اسنے پرویز کے بالوں میں گھومتی ہوا کو دیکھا اور مسکرائی، وہی میٹھی صبا جیسی ہوا۔

البتہ پرویز کسی ٹرانس کی سی حالت سے نکلا تھا، آنکھیں موڑ کر اسنے اشراقات خالد کو دیکھا تھا۔ شہد بھوری آنکھوں والی لڑکی، سپید رنگت اور بھرے بھرے گلابی ہونٹ۔ اس سے بھی بڑھ کر... شفاف نقوش۔ مضبوطی کا احساس، خود مختاری۔ اسکے سامنے اشراقات خالد کھڑی تھی۔ وہ کیسے نہ اسکی طرف کھنچتا چلا جاتا۔

نگاہ اس کے وجود سے ٹکرائی اور ایسے ہی موڑ لی جیسے انسان سورج کو دیکھ کر آنکھیں نیچی کر لیتا ہے... اسکی آنکھیں چندھیائی نہیں تھیں... وہ احترام میں آکر جھک گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ نے اپنا نام کیوں بدلا مس سن شائن؟"وہ بولا تو دھیمی آواز میں کہا.

"اس نئی حقیقت کی وجہ سے."

وہ سر قدرے ترچھا کیے مسکرائی. پرویز نے اسے نہیں دیکھا. بس سر اثبات میں ہلا دیا.

کوئی الوداعی کلمات ادا نہیں ہوئے. ایک خاموش خدا حافظ اور اپنی اپنی راہ.

"ہلال آئی تھی؟"ماہین نے آئلہ کے جاتے ہی بات چھیڑی تو ازکان ٹھٹھک کر رکا. اسکی تیز نظروں نے ازکان کے ہاتھ سست ہوتے دیکھے اور پھر واپس روانی میں آتے.

"کون ہلال؟"وہ کانٹا منہ کو لے جا کر بے نیازی سے بولا تھا. ماہین نے ایک کوفت بھری نگاہ اس پر ڈالی.

"تمہاری بہن ہلال." وہ زور دے کر بولی تو ازکان نے چڑھ پورا رخ ماہین کی جانب کیا وہ جو اسکے سراپے پر جھکی تھی ذرا کو پیچھے ہوئی، ازکان کی مہربان سبز آنکھیں سپاٹ تھیں.

"میں جانتا ہوں ہلال کون ہے. اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا میں. پلیز مجھے سکون سے ناشتہ کرنے دیں، ماہین."

اسنے بہت نرمی سے ماہین کو ادھر ہی ٹوک دیا تھا. سپاٹ نقوش پر نرمی کا جان لیوا غلاف.

اسے نفرت تھی اسکے ایسے انداز سے.

ڈائننگ ٹیبل پر اب سناٹا چھایا تھا، ازکان اپنی پلیٹ پر جھکا توجہ سے کھانا کھا رہا تھا اور ماہین گم صم سی پلیٹ میں فورک گھما رہی تھی. اسے ازکان کا جواب پسند نہیں آیا.

ہلال اس سے سب چھین لینے پھر آئی تھی کیا؟

وہ اس سے سب کچھ چھین لے گی، ماہین کو اس بات کا یقین تھا.

اس بار تمہیں جیتنے نہیں دوں گی میں ڈاکٹر ہلال خالد!

"خود سے منسلک لوگوں کو مجھ سے دور رکھنا کب سیکھو گے تم؟"

وہ جلی کٹی سی بولی تھی، آج اسکے جسم میں بہت درد تھی. صبح پگھل کر ابھر رہی تھی اور وہ کمرے میں تیز تیز ٹہلتی جا رہی تھی. اسکا سانس پھول رہا تھا مگر اسکو بیٹھ کر زیادہ بے چینی سی ہو رہی تھی. شدید غصے سے اسکا چہرہ تک سرخ پڑ گیا تھا.

"کیا بکواس کر رہی ہو؟" دوسری طرف سے ایک پر سکون مگر سخت سی آواز گونجی تو مایہن کے اندر تک سب جل گیا. وہ اس سب کا حساب ضرور لے گی. اسے امید تھی کہ وہ ضرور لے گی.

صوفے پر ادھ لیٹا وہ نیم دراز سا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا. جمائی لیتے ہوئے اسنے ناگوار سے لہجے میں کہا تھا.

"ہلال خالد! وہ یہاں کیوں آئی؟"

"کہاں؟" وہ اسی سادگی سے بولا تو ماہین نے گہرا سانس لیا، اب کہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی تھی. سامنے موجود تخت پر بیٹھی اور نرم سا مزاج کرنے کی کوشش کی.

"ہلال کراچی آئی تھی، مجھے لگا تمہیں پتا ہو گا؟" وہ اسکو جلانے کی کوشش کر رہی تھی، مگر دوسری جانب سب کچھ ویسا ہی پر سکون لگتا تھا. ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح. ڈیڈ سی کی طرح.

"تو؟ کراچی سے نہیں آئی تھی کیا وہ؟" شانے اور چہرے کے درمیان فون رکھے وہ لیپ ٹاپ پر کھٹ کھٹ کچھ ٹائپ کر رہا تھا، کیز کی کاشور کال میں برابر سنا جا سکتا تھا.

ماہین مسکرائی، اپنے حاملہ پیٹ پر آہستہ سے ہاتھ پھیرا، محبت سے سہلایا اور پھر بولی،

"اپنے بھائی سے ملنے آئی تھی وہ."

"ہوں،جانتا ہوں."

"لگتا ہے تم نے ہلال کی نیچر کو قبول کر لیا ہے."اسنے ناز سے تھوڑی اٹھائی.

"وہ تمہاری طرح جھوٹی اور واویلا کرنے والی عورت نہیں ہے. میں اسکی نیچر سے ہمیشہ سے خوش تھا."

"اور کیا ہوا اگر میں کہوں کہ اس سچی با کردار لڑکی کی محبت جیل سے باہر آچکی ہے؟"

تیر کمان سے نکلا.

عارف مصطفیٰ کے ہاتھ لیپ ٹاپ کی کیز پر کھٹ کھٹ کام کرتے تھم گئے. شانے سے فون پکڑ کر وہ سیدھا ہوا.

"کیا بکواس کر رہی ہو؟یہ کوئی نیا کھیل ہے تو...."

تیر عین نشانے پر لگا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عزیر فرار ہو گیا ہے، عارف مصطفیٰ!"

عارف مصطفیٰ کا چہرہ اچانک سخت ہو گیا، نفرت سے کالا اور غصے سے لال. یہ وہ لمحہ تھا جب اسکے اوپر ہر رنگ آ کر گزرا تھا اور وہ اپنی جگہ پر جما تھا. "بکواس..."

اس سے پہلے کہ وہ ماہین کو ملامتوں میں پروتا وہ بات کاٹ کر پھر سے گویا ہوئی، ہاتھ اٹھا کر ناخنوں کو دیکھا، جو سرخ تھے، خون جیسے سرخ رنگ سے رنگے گئے تھے.

"آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ وہ تمہاری کرسی کو کیسے مل کر بیٹھی ہے، وہ بھی ایک جھوٹی شناخت کے ساتھ، تم سے محبت تک تو وہ کر نہیں سکی... اور اب جس سے محبت کرتی ہے وہ جیل سے فرار ہو گیا ہے عارف، تم ہر جگہ خسارے میں ہو.... چچ چچ..." اسنے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا.

"اسکی زندگی کا مقصد صرف اور صرف... لوگوں کی چیزوں کو چھیننا ہے. اسنے پہلے میرا شوہر چھینا، اور پھر اسنے تمہاری کرسی چھینی... اس سب کے بعد بھی اگر وائس ہیڈ صاحبہ کا

اپنی محبت سے reunion ہو جاتا ہے تو شرم سے ڈوب مرنا عارف... آئلہ کا باپ ایک لوزر نہیں ہو سکتا."

تیر کا نشانہ کسی کا کالا دل تھا... اور تیر اس نشانے تک بہت آسانی سے پہنچ رہے تھے.

عارف کے جبڑوں کی رگیں تک تنگ ہو چکی تھیں. ضبط سے آنکھیں لال اور شرمندگی سے چہرہ سرخ.

"ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ عارف مصطفیٰ، جاؤ اور جا کر اپنی کرسی چھینو!"

دوسری طرف سے لائن ڈیڈ ہو چکی تھی اور فاتحانہ انداز میں ماہین ٹیک لگا کر بیٹھ گئی. گالوں میں زبان پھیرتی وہ ایک زوردار قہقہہ لگانے لگی.

اسکا کام پورا ہو چکا تھا، ملکہ کی فتح اب یقینی تھی!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبح سردی میں سونے کی مانند پگھل پگھل رہی تھی، کراچی کی آب و ہوا نے سردی کو شکست دے رکھی تھی، ایسے میں خستہ گلیوں سے گزرتے ہوئے جاؤ تو پتلی سڑک کے ساتھ ہی ایک لمبی عمارت کی کھڑکی میں کھڑا وہ کاغذات ٹٹول ٹٹول کر دیکھ رہا تھا.

وہ ان کاغذات کو تمسخرانہ انداز میں دیکھ رہا تھا. جیسے ان میں کوئی بکواس لکھی ہو. ایسے میں ببل چباتا وہ سر اٹھا کر اب کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا. اسکی آنکھیں پر عزم تھیں.

"تم یہ سب بکواس پھر سے پڑھ رہے ہو؟ عاطف صاحب نے منع کیا تھا تجھے." پیچھے کھڑے آدمی نے اسکے شانے پر نرمی سے ہاتھ رکھا تو وہ ذرا سا ہلا، مگر اسکی بات کے جواب میں کچھ نہیں بولا. عقب میں کھڑے کھردرے نقوش والے شخص کی آنکھیں اسکے سپاٹ چہرے پر جمی رہیں، جن پر کھڑکی سے چھن کر دھوپ آتی تھی تو اسکی خوبصورت نیلی آنکھیں بے حد پر کشش ہو جاتی تھیں.

"کبھی مسکرا بھی لیا کر عزیر!" اسنے شانے پر رکھے ہاتھ سے اسکو پھر سے جھنجھوڑا، اب کی بار وہ دو قدم چل کر کھڑکی کے ساتھ سہارا لے کر کھڑا ہو گیا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس بات پر عزیر نے پہلی بار نظریں اٹھا کر اس آدمی کو دیکھا، بہت غور سے، جیسے کچھ پرکھنا چاہ رہا ہو، پھر سر جھٹک کر واپس چہرہ گرا لیا.

"مجھ سے جینے کی چاہ تک چھین لی گئی... تم چاہتے ہو میں مسکراؤں؟" دھڑکنوں میں سما جانے والی آواز. اسکی اس بات پر وہ شکستہ نظروں سے اس نیلی آنکھوں والے کو دیکھ رہا تھا.

"جو لوگ مشکل سے مشکل وقت میں بھی مسکرا لیتے ہیں وہ انمول ہوتے ہیں. زندگی سب کے لئے پہلی بار ہے."

"یہ کتابی فلمی باتیں کس سے کر رہے ہو تم؟" وہ ناگوار سا ہو گیا تھا، سامنے کھڑے آدمی کو سمجھ آ گیا تھا وہ اس شخص سے کوئی بات نہیں کر سکتا، جو سمجھنا نہیں چاہتے انہیں سمجھانا نہیں چاہیے.

"یہ فلمی کتابی باتیں نہیں ہیں عزیر! چھوڑ دے ان چیزوں کو." اسنے عزیر کے ہاتھوں سے کاغذات جھپٹنے کی کوشش کی تھی، مگر اسنے عین وقت ہی انہیں دور کر لیا، اس شخص کا ہاتھ ہوا میں خالی سا رہ گیا.

"عزیر، اپنی زندگی میں آگے بڑھ جاؤ یار. چھوڑو سب کچھ، تو ابھی جوان ہے. کسی اچھی عورت سے شادی کر لو. تمہارے بچے ہوں گے تمہارے پاس جینے کی وجہ..."

"اچھی عورت اشراقات تھی." وہ بات کاٹ کر بولا تھا، سپاٹ لہجے میں.

"تھی. وہ اب نہیں ہے عزیر. اسکا روگ کے کر مرجاؤ گے کیا؟" اسے عزیر کے چہرے پر چوٹ نمودار ہوتی محسوس ہوئی تھی. جیسے تکلیف جو بہت بھاری تھی اور اسکے سینے پر ایک بار پھر رکھ دی گئی تھی.

"مرجاؤں گا."

محبت تھی کیا یہ؟ عشق تھا کیا یہ؟

"ہو سکتا ہے تمہارا رب مجھے جنّت میں جگہ دے دے... اور اشراقات وہیں ہو. میں بن چھوا اسکے پاس جانا چاہتا ہوں. میں اس سے ویسے ہی ملنا چاہتا ہوں جیسے سمندر کے کنارے ملا تھا. پاک اور خالص."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس شخص کی گردن کے بال تک کھڑے ہونے لگے. نیلی آنکھوں والا یہ آدمی محبت میں بے مثال تھا... اور نفرت میں بھی.

"اب کون کر رہا ہے فلمی باتیں؟" وہ کہے بغیر رہ نہ سکا. مگر ہاتھ میں پکڑے کاغذات پر نظریں جھکائے اسنے اسکی باتوں کو نظر انداز کر دیا، وہ بھی شکستہ سا خاموش ہو گیا.

خاموشی ایک بار پھر گھلنے لگی تو گلی کے سر پر سے پولیس کے سائرن کی آوازیں آنے لگیں. دونوں آدمیوں نے بیک وقت سر اٹھا کر پہلے کھڑکی سے باہر دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پولیس؟" اس شخص کے لبوں سے بے اختیار پھسلا. پردے کا کپڑا ہاتھ میں نوچے اسنے پورے رخ سے کھڑکی کے باہر دیکھا اور پھر انہیں کھینچ کر کھڑکی کے آگے کر دیا. "عزیر! اب کیا کرنا ہے... تو نکل یہاں سے جلدی کر"

ایسے میں وہ دونوں حرکت میں آئے،باتھروم میں toilet کی لڈ میں کاغذات ڈال کر جیکٹ کی زپ چہرے تک چڑھا کر وہ اس خستہ اپارٹمنٹ سے باہر کی جانب لپکا، مگر عقب سے آنے والی آواز پر رک گیا،

"عزیر!"

اسنے خاموشی سے چہرہ پلٹ کر دیکھا،"کیا ہے؟"

"کہاں جاؤ گے تم؟"مردانہ آنکھوں میں پریشانی تھی.

"ڈاکٹر ہلال سے حساب لینے جاؤں گا."یہ کہ کر وہ آگے نکل گیا، پیچھے کھڑا شخص بہت کچھ کہنا چاہتا تھا. بہت کچھ... مگر وہ کچھ نہیں کہ سکا. سائرن کا شور نزدیک آرہا تھا... اپارٹمنٹ کی بلڈنگ میں ہر چیز کا شور اس سائرن کے آگے ماند پڑ چکا تھا.

اس شخص نے دروازہ بند کر دیا تھا. عزیر مومن چلا گیا.

خدا جانتا ہے وہ ہمیں اب دوبارہ کہاں نظر آتا ہے. عزیر مومن اب دوبارہ کہاں نظر آئے گا؟

ڈاکٹر ہلال خالد کو حیدرآباد واپس آئے دو دن ایک رات گزر چکی تھی.

گھر آتے ہی کمرے میں پھیلی بو سے اسکو اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکے کمرے میں کیا ہوا ہے ... ہلال میں اس قدر جان نہیں تھی کہ وہ زیبہ سے جا کر لڑتی، اسے پہلے ہی اندازہ تھا کہ زیبہ اسکے کمرے میں گھسنے کی حرکت ضرور کرے گی.

مگر جس چیز کا اندازہ ہلال کو نہیں تھا وہ یہ کہ زیبہ ٹینا کی تصویریں اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئی ہے.

یہ غفلت تھی کیا تھی...

بھاری تھی.

دوسرا دن بھی شام میں تبدیل ہوتا گیا.

گلابی آسمان پر نارنجی کرنیں پھیل رہی تھیں، کنیکٹنگ ٹیریس کی کھڑکی پر پردے کے ساتھ کھڑی وہ ساتھ والے گھر کا لان دیکھ سکتی تھی، جہاں نرمین غالباً اپنے کل کے کوئز کی تیاری کر رہی تھی، لان سوئنگ میں بیٹھی وہ بہت جوش و خروش سے کچھ یاد کرتی نظر آ رہی تھی، یہ دیکھ کر ہلال بے اختیار مسکرائی۔

کوئی حال نہیں نرمین۔ شام ڈوبتی تھی اور نرمین کو اپنے کل کے سارے کام یاد آجاتے تھے۔

"چھوٹی بی بی جی!"

وہ آواز پر چونک کر پلٹی، کمرے کی چوکھٹ تک آئی تو باہر سامنے ہی سیڑھیوں کو جاتے دروازے کے پاس آصفہ کھڑی نظر آ رہی تھی۔ ہلال نے چوکھٹ میں ٹیک لگالی۔

"بولو۔" اسے آصفہ کی حرکتوں کا اب تک افسوس تھا، اگر ہلال از کان سے مل آئی ہوتی تو شاید گھر آکر اپنے کمرے میں ڈالے جانے والے تماشے پر بہت لڑائی کرتی۔ پر کہتے ہیں جب دل ٹوٹ جاتے ہیں تو ٹوٹی ہوئی شیشیوں سے فرق نہیں پڑتا۔

"آپ کے مہمان آئے ہیں، بی بی جی، اندر بھیجوں؟" اسنے فوراً سوال کیا تو ہلال نا سمجھی سے سیدھی ہوئی، ایک نظر پلٹ کر اپنے کمرے کو دیکھا جگہ جگہ کپڑے پھیلے تھے، کرسی پر کوٹ اور فائلز پڑی تھیں اور بیڈ کے پاس ہی جوتوں کا ڈھیر لگا تھا، جبکہ سامنے ہی فلور پر ادویات کے پانی کے نشان نظر آتے تھے، جیسے وہ پڑے پڑے سوکھ گئے ہوں.

اور پھر واپس آصفہ کو، حیرت تھی کہ اب تک اسکے چہرے پر کوئی شرمندگی کے اثار موجود نہیں تھے، ہلال نے اسی کشمکش میں پوچھا، "کون ہیں؟"

"ہادیل صاحبہ آئی ہیں."

ہلال کی تو آنکھیں ہی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، ایسے میں آصفہ نے اپنے پیچھے دروازہ پورا کھلنے دیا تو خوشبوؤں میں مہکتی ہادیل تیار سی اسکے سامنے مسکراتی ہوئی ظاہر ہوئی، اسے دیکھ کر وہ بے اختیار مسکراتی ہوئی آگے کو آئی.

"ٹھیک ہے آصفہ تم جاؤ." اسے آصفہ سے اتنی کوفت کبھی نہیں ہوئی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہادیل سے گلے لگ کر اسکو اندازہ ہوا کہ اسکے عقب میں ہی داؤد جمیل مسکراتا ہوا کھڑا ہے، ہلال کو دیکھ کر وہ گھبرایا ہوا مسکرا دیا اور ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں ارد گرد آنکھیں گھماتا رہا.

"ہالی! تم ہسپتال نہیں آئی... میں نے سوچا تم سے خود آکر مل لوں." ہادیل نے پریشانی سے اسے دیکھا اور پھر اسکے سر پر چپت لگائی. "حد ہوتی ہے لاپرواہی کی." ہلال کے دل میں سکون سا اترا تھا.

"آپ لوگ بیٹھ کے باتیں کریں... میں چلتا ہوں." وہ مسکراتا ہوا سیڑھیوں سے جانے لگا تھا کہ ہلال نے آواز لگائی،

"داؤد! مجھے اپنی ایک عادت پر ناز ہے کہ میں تم مردوں کے برعکس اپنا ورک attitude گھر نہیں لاتی. اپنی intimate گیدرینگز میں اپنی جاب سے متعلق کوئی بات نہیں کرتی، اس لئے آؤ بیٹھو." وہ مسکرائی. داؤد کے تو فوراً دانت نکل آئے تھے، جس پر ہادیل بے اختیار ہنس دی تھی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چائے کافی؟ کیا لو گی؟"ہادیل کا ہاتھ چھوڑ کر وہ کچن کی سمت بڑھ گئی تو ہادی اسکے پیچھے پیچھے ہوتی ہوئی آئی،داؤد البتہ چوکھٹ میں کھڑا تھا.

"وائس ہیڈ صاحبہ!میں چائے کافی ایک فل کورس میل کے بعد پیتا ہوں،آپ میری دعوت کر رہی ہیں؟"وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا جس پر ہلال ہنس دی.

"نہیں!"ہادی اور ہلال دونوں بیک وقت بولیں تو وہ ہنس دیے.الوداعی کلمات کہتے اسنے ہادی کے گال کو نرمی سے چھوا اور پھر باہر نکل گیا،ہلال کو ہمیشہ سے اس جوڑے پر رشک آیا تھا.ہادی اسی محبت کی حقدار تھی.

داؤد کے جاتے ہی جب وہ ہاتھوں میں مگ لئے قد آدم کھڑکی کے باہر ڈوبتی شام کو دیکھتے ہوئے صوفوں پر ٹک گئیں تو ہادیل نے ہلال کو تیکھی نظروں سے دیکھا،"خالد صاحب تم سے کرایہ لیتے ہیں؟"

ہلال کے ہاتھ سے مگ چھوٹتے چھوٹتے بچا،"آ... آ... نہیں؟"اسنے چہرہ پورا ہادیل کی طرف کیا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسٹاپ اٹ، ہلال!" ہادی نے ناگواری سے رخ ہی پھیر لیا، "تمہاری میڈ نے مجھے سب بتا دیا ہے. اتنی چغل خور لگ رہی تھی، میں گھر میں داخل ہوئی، تمہارا پوچھا تو اسنے مجھے فوراً کہا کہ ہلال بی بی اب اوپر کرائے دار کے طور پر رہتی ہیں." اسکی بات پر ہلال جل بھن گئی تھی.

"تم نے ایسے لوگ گھر میں رکھے ہوئے ہیں؟ کوئی اور ہوتا تو اسے بھی بتا دیتی کیا یہ؟" پھر سر جھٹک کر مگ لبوں سے لگایا.

"توبہ ہے!"

ہلال نے بے چینی سے پہلو بدلا، ڈھیر ساری شرمندگی تھی جو اسکے وجود میں اتری تھی.

اب کہ مگ پر انگلی پھیرتی وہ شرمندہ شرمندہ سی بیٹھی تھی، "شادی کی عمر نکل گئی میری، اب ابّا کو یہی بہتر لگا..."

"ہلال، میری مانو یہاں سے موو آؤٹ کر جاؤ. اس گھر میں کوئی بھی یقین کے قابل نہیں ہے. اپنا کوئی مضبوط ٹھکانہ بناؤ اب. کم ان! یو آر تھرٹی." ہادی نے سمجھانے والے انداز میں کہ تو ہلال کا دل کہیں ڈوب گیا. گھونٹ بھر کر اسنے سر کو جنبش دی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں جاؤں گی کہاں؟" اسنے یہ سوال جان چھڑانے والے انداز میں پوچھا تھا، مگر وہ اکثر بھول جاتی تھی کہ اسکے سامنے ہادیل ارمان بیٹھی ہے، ہر مصیبت کا حل نکالنے والی. اسنے چہرہ موڑ کر ڈوبتے گلابی سورج کو دیکھا. سردی زور پکڑ رہی تھی، مگر اسکے برابر میں بیٹھی ہادی کے وجود سے عجیب سی گرماہٹ اٹھتی تھی.

وہ سرد شہر تھی تو ہادیل ارمان گرم شعلہ تھی.

"اس چیز کا تو کوئی مسلہ ہی نہیں ہے. میری بہن ماہ نور ابھی recently یو کے شفٹ ہوئی ہے، اسکا اپارٹمنٹ خالی ہے. اپارٹمنٹ کی کیز میرے پاس ہیں، تم چاہتی ہو تو ہم آج ہی تمہیں وہاں شفٹ کر سکتے ہیں."

ہلال نے گہرا سانس لیا، "نہیں ہادی، بابا جیسے بھی ہیں... ہیں تو میرے باپ ناں."

وہ یہ نہیں کہ سکی کہ اسے ان سے دور جاتے ہوئے خوف آتا ہے. وہ یہ نہیں کہ سکی کہ اسکو آج بھی خالد حماد سے محبت تھی. وہ یہ نہیں کہ سکی کہ وہ اکیلی نہیں رہنا چاہتی.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہلال وقت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا، مرد اسی عورت کا ہوتا ہے جس کا وہ شریکِ حیات ہوتا ہے، وہ لاکھ نفرت کرے گا اس سے مگر وہ سنے گا بھی اسی کی. تمہارا باپ زیبہ کا بوئے فرینڈ ہے، تم سے زیادہ وہ زیبہ کا ہے!"

"اولاد سے زیادہ باپ کس کا ہوتا ہے؟" ہلال جانتی تھی اسکا باپ اسکو بڑی آسانی سے صحرہ میں چھوڑ کر آسکتا تھا.

"اپنی زندگی میں موجود عورت کا." جواب سیدھا دل پر وار کر گیا.

ہلال نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں، "ایسے مت کہو ہادی!" اسے اپنا مگ ٹھنڈا ٹھنڈا محسوس ہوا.

"سچ کا سامنا کرتے ہیں یار!" وہ پریشانی سے بولی. "کبھی بھی کسی انسان کے آگے گھٹنے ٹیکنے کی غلطی مت کرنا، انسان بڑا ہی جلد باز ہے... تمہیں بہت جلد ختم کر دے گا." سورج حیدرآباد کی زمینوں میں ڈوب رہا تھا.

اب کہ کمرے میں سائے لمبے ہوتے گئے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نم متورم آنکھوں سے اسنے اپنے سامنے بیٹھی مضبوط عورت کو دیکھا. ایک بار پھر اسے اسی احساس نے گھیر لیا. آخری زینے پر کھڑے ہونے کا احساس.

پہلے یہ احساس اسے از کان سے مل کر ہوا اور اب ہادی سے مل کر.

دل میں ڈھیر سارے حسد نے جگہ لے لی.

"ان چیزوں کا نعمُ البدل نہیں ہوتا..." ہلال نے گیلی سانس اندر کھینچی، وہ عنقریب رونے والی تھی، مگر خود کو عین وقت تک قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہی تھی. ہادی نے یاسیت بھری نظروں سے ہلال کو دیکھا. اسکے ملائی چہرے کے گرد گرتے سرخ بال اور اسے نہایت پر کشش بناتے تھے... مگر جو چیز ہلال کو ہادیل سے جوڑ کر رکھتی تھی وہ اسکی سبز کشمیری آنکھیں تھیں.

"ہادیل، زندگی میں ہر چیز واپس آجاتی ہے، یا اسکا نعمُ البدل مل جاتا ہے... مگر یہ بچھڑے بہن بھائی کیوں واپس نہیں آتے؟ انکا کوئی نعمُ البدل کیوں نہیں ہوتا؟" اب کی بار ہلال

نے گردن موڑ کر ہادیل کی آنکھوں میں دیکھا،ہادی کو لگا وہ اسکی متورم آنکھیں دیکھ کر کانپ گئی ہے... اسے اپنے ہاتھ سے مگ چھوٹتا محسوس ہوا.

"میں ابّا کا گھر کیسے چھوڑ دوں؟ کیا پتہ از کان ایک دن یہیں واپس آجائے... اور مجھے گلے لگا کر مجھے ایک بار پھر اپنی چھوٹی بہن کہنا شروع کر دے... ہادیل میں یہ سب چھوڑ گئی تو میرے پاس کیا بچے گا؟"

اسکی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہنا شروع ہوئے تو ہادیل نے اپنا مگ سامنے کافی ٹیبل پر دھرتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما، جو کافی کے مگ کی حدّت سے اب بھی شدید ٹھنڈے برف تھے. ہلال کا وجود کانپ رہا تھا،اسکی بھوری آنکھوں میں اتنا غم تھا.

"کراچی کے دروازے میرے لئے بند ہو گئے ہیں ہادیل... میں خالی ہاتھ ہوں."ایک آنسو ٹپک کر تھوڑی سے ہادیل کے ہاتھ کی پشت سے جا لگا،وہ دونوں لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں.

"ایسا مت کہو ہالی... نہیں." ہادی نے دھیمی سی آواز میں کہا. مگر ہلال نے لب بھینچے اس قدر افسوس بھری آنکھوں سے سر نفی میں ہلایا کہ ہادی کے حلق میں بہت سے الفاظ اٹک گئے تھے.

ہادیل کو اچانک اپنے سامنے تانیہ کی افسردہ آنکھیں نظر آنے لگیں. وہی جسم سے جلنے بھننے کی بو اور... لاش سی آنکھیں.

وہی رشتوں کی چاہ میں رہنے کی خواہش...

وہی سر جھکا کر ہر تکلیف کو پی جانے کی عادت...

وہی اندر کی توڑ پھوڑ کے باوجود مسکرا کر ہر بات رفع دفع کر دینا...

وہی محبت سے بھرا دل اور محبت سے عاری وجود...

وہ ہلال کو ایسے مرنے نہیں دے سکتی تھی... ہادیل ارمان کو لگا وہ ایک بار پھر تانیہ کو مرتے دیکھ رہی ہے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(میں تمہیں پھر سے کیسے مرنے دوں تانیہ...؟)

اسے لگا آج ایک بار پھر گود میں ہاتھ رکھے سر جھکائے اسکے سامنے تانیہ بیٹھی ہے، جسکے وجود سے گلنے سڑنے کی بو پھیل رہی تھی. جسکا ذہنی توازن بگڑ رہا تھا.

"ہلال!" ہادیل نے اسے شانوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ چونک کر اسے یک ٹک دیکھنے لگی،

"ہلال... میری بات سنو..."

ہادیل کی آنکھوں میں بلا کا خوف تھا... ایک بار پھر کھو دینے کا خوف.

تانیہ کے ہونٹ جامنی مائل ہونے لگے... پلکیں آنسوؤں سے بھاری اور چہرے پر قبولیت کے نقوش.

عقب سے سورج کی ترچھی نارنجی کرنیں ہلال اور ہادیل کے لمبے سائے زمین پر چھوڑ رہی تھیں.

"ہلال، میں تمہارے ساتھ ہوں. میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی..." ہادیل کی گرفت اسکے ہاتھوں پر مضبوط ہوئی. ہلال نے نم آنکھوں کا رخ موڑ کر ان سبز آنکھوں میں دیکھا... خوبصورت سبز آنکھیں.

وہ سبز آنکھوں والا لڑکا اسکا ہاتھ پکڑ کر بیٹھا تھا. اسکے ہاتھ مگ کے گرد حصار بنائے تھے، اور سبز آنکھوں والے لڑکے کے ہاتھ اسکے ہاتھوں کے گرد ہالہ بنائے تھے. بھیگی پلکیں ازکان کو تکتی رہیں.

وہ تسلی بخش آنکھیں....

وہ مثبت سی مہک والا وجود...

وہی زندگی سے بھرپور چہرہ...

وہی سائبان جو کھلی دھوپ میں چھاؤں جیسا تھا...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گالوں پر بہتے آنسوؤں کے درمیان وہ پھیکا سا مسکرا دی تھی، اسکے سامنے بیٹھی ہادی ہاتھ کی پشت سے اسکے آنسو صاف کرنے لگی.

"زندگی میں کوئی انسان ہمارے لئے کوئی بھی دروازہ بند کرنے کی حثیت نہیں رکھتا... اگر وہ دروازہ بند کرنے کی کوشش کرے، تو وہ دروازہ ہی توڑ دو... کبھی بھی کسی انسان کے آگے گھٹنے ٹیکنے کی حماقت مت کرنا ہالی"

اسنے ہلال کے ہاتھ کو تھپکا، جس پر ہلال ایک بار پھر گہرا سانس چھوڑ کر مسکرائی.

یہ مسکراہٹ جبراً تھی.

دل میں اب بھی اتنے آنسو تھے.

یقین تھا جسکی کمی نے آنسو دبا لئے.

بوجھ بننے کا خوف تھا جس کی شدّت نے غمگین چہرہ مسکراہٹ میں ڈھال دیا.

ہادیل ارمان ہلال کا ہاتھ تھامے نجانے کتنی ہی دیر بیٹھی رہی...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کسی کو نہ بچا پانے کا ملال تھا جس نے یہ ہاتھ چھوڑنے نہیں دیے۔

کاغذات کا پلندہ ایک ہاتھ کے جھٹکے سے میز پر سے زمین پر پھینک دیے گئے تھے، کاغذات رفتہ رفتہ زمین کو لگتے گئے، جو پلندہ میز پر پڑا تھا وہی زمین پر ڈھیر بنتا گیا۔

"کامران! وہ لڑکا گیا تو کہاں گیا؟" دونوں ہاتھ میز پر رکھے وہ اسکے پیچھے کرسی پر بیٹھے آدمی پر جھکے تھے، خالد کی آنکھوں میں خون اترا تھا، بے بسی بھرا غصہ اور تپش بھی۔ "زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا اسے... کہاں ہے وہ!"

میز کے پیچھے بیٹھے آدمی نے پتلیاں رگڑی تھیں، وہ سامنے کھڑے خالد کی بلند بانگ آواز سن سن کر تھک گیا تھا۔

"کام ڈاؤن خالد! ایسے کچھ نہیں ہونے والا، مجھ پر چیخ چیخ کر تمہیں عزیر واپس نہیں ملے گا۔"

"چیخوں نہیں تو اور کیا کروں ہاں؟ تم جیسے آدمی سے ایک بچہ نہیں سمبھالا گیا؟ ایک لاچار بے اوکات لڑکا نہیں سمبھالا گیا تم سے کامران؟" وہ آخر میں اسکا نام لے کر پھر چیخے تھے، انکے پیچھے کھڑے آدمی ماحول میں گرماہٹ دیکھ کر خود ہی رفو چکر ہوتے گئے، ایسے میں چند ہی لمحوں میں کمرے میں بس ایک خون آلود آنکھوں والے خالد تھے اور پریشان سی آنکھوں والے کامران مومن.

"بچہ نہیں ہے وہ خالد، تیس سال کا مرد ہے وہ!" کامران اٹھ کھڑے ہوئے، جس پر خالد ذرا سا پیچھے ہٹے تھے، "ساری زندگی اسکو بچہ سمجھنے کی غلطی تم نے کر رکھی تھی... تم ہی تھے نہ وہ جو اس غرور سے باہر نہیں نکلا کرتا تھا... مت بھولو خالد تم میرے بھائی کی سلطنت پر عیاش بن کر بیٹھے ہو." شہادت کی انگلی اٹھا کر وہ تیکھے لہجے میں خالد کو یاد کروا رہے تھے کہ وہ کون ہیں اور انکی کامران کے سامنے کیا حثیت ہے.

اس بات پر خالد نے کے نقوش نفرت سے کالے ہو گئے تھے،

"وہ بھائی جس کی سلطنت ہڑپنے میں تمہیں میری مدد کی ضرورت تھی،ہاں؟"استہزائیہ بولے تو کامران نے لبوں پر مٹھی رکھ کر منہ پھیر لیا،انہیں خالد کی حاضر جوابی سے نفرت تھی۔"تم اس سلطنت کو کبھی نہ ہڑپ سکتے اگر تمہارے ساتھ میں نہ کھڑا ہوتا...تم نے کبھی بیٹھ کر سوچا نہیں کہ تم اتنے سال اپنے ہی بھائی کی کمپنی میں جنرل مینیجر کیوں رہے؟کیوں کہ تم ایک نااہل آدمی تھے!اگر خالد حماد تمہارے ساتھ نہ ہوتا...تو تم اس موٹی عقل کے ساتھ کبھی یہاں نہ بیٹھے ہوتے۔تمہیں چاہیئے کے تم میرے احسان مند رہو!"کامران کا چہرہ تذلیل سے سرخ ہوتا گیا تھا،ہاتھ بلند کر کے خالد کو رکنے کا اشارہ کیا۔خالد مسکرا کر خاموش ہو گئے تھے۔

"عزیر کو ڈھونڈو خالد،نہیں تو تم اپنی اس عقلمند کھوپڑی کے ساتھ بھی اپنی کرسی پر نہیں بیٹھ سکو گے۔"

"میں خالد حماد ہوں....مجھے کوئی نہیں ہرا سکتا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک مٹھی میز پر مار کر وہ سیدھے ہوئے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے کمرے سے باہر نکل گئے تھے.

مومن گروپ کے مالک کامران مومن اور خالد اینڈ سن کے ڈائریکٹر خالد حماد، یہ دونوں ہی آدمی اس بات سے ناواقف تھے کہ چھری انکی گردنوں کے کس قدر قریب ہے.

کس قدر بازی الٹ چکی تھی.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سہانی صبح بادلوں میں ڈھکی تھی. پرندے آسمان میں گولائی شکل چکر کاٹ رہے تھے، یوں جیسے سارا جہاں ان سے آباد ہو. مگر اسکا اثر آنے والی خبروں کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا.

خیبر پختون خواہ میں سیلاب آیا تھا. ہلال یہ خبر سن کر بہت ڈسٹرب ہوئی تھی،جا بجا لوگوں کی اموات،دل میں اپنا خود کا ایک بہت بڑا سوگ. ان سب باتوں نے ہلال کو بہت زیادہ حساس بنا دیا تھا.

صبح کاؤنٹر کے ساتھ کھڑی وہ فون پر انگلیاں چلاتی عادتاً ہی نیوز پیج سکرال کر رہی تھی جب یہ خبریں نظروں سے گزری تھیں،اسکے عقب میں ہی رکھی ناشتے کی پلیٹ سے نوالے بھر رہی تھی کہ اس خبر پر منہ میں رکھا نوالہ تک پھیکا پڑ گیا.

پاکستان کا نیوز پیج پڑھ کر ہی انسان مینٹل ہسپتال میں جا کر بیٹھ جائے.

افسوس سے سر جھٹکا.

گھنٹہ گھر کی مخصوص ٹن ٹن میں وہ قدم قدم چلتی گدو بندر کی حدود میں داخل ہو رہی تھی، ایک بہت بڑے سوشل ایونٹ کے بعد کی صفائی جاری تھی. جھاڑو کی مخصوص سی آواز اور ہسپتال کے باغات میں اسٹاف کا رش.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فیری لائٹس درختوں سے اتاری جا رہی تھی اور فلاور ڈیکور بھی تقریباً صاف کر لیا گیا تھا،جا بجا پھولوں کی پتیاں قدموں تلے آجایا کرتی تھیں.

اب پریوں کا محل واپس اپنی ازلی شکل میں آرہا تھا. پرانا خستہ اور دماغ چیر دینے والا.

وہ آج کالے کرتے پاجامے میں ملبوس،سفید کوٹ کے نیچے ہی اونی سویٹر پہنے تھی. سردی کا زور حیدرآباد میں آج کم ہی تھا،سو کوٹ کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی. بال ڈھیلی پونی میں مقید اسکی کمر پر جھول رہے تھے.

گہرا سانس لیتی وہ آج بھی اسی مخصوص کھڑکی کو دیکھ رہی تھی،وہ وہاں ہی بیٹھا تھا.

ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی، پھر سر نیچا کر کے ہسپتال کے باغات میں دیکھا،وہاں کوئی سمیر درخت کا تنا چھیل چھیل کر نہیں کھا رہا تھا. اسکی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی تھی کہ اچانک اسکو عقب ہی سے کسی نے پکارا.

"سلام میڈم جی!" ہلال کو پلٹنے کی ضرورت نہیں تھی وہ ایسے ہی مسکرا کر جواب دینے لگی.

"وعلیکم اسلام!"

"میڈم جی آپ اتنے دن ہسپتال نہیں آئیں... رونق ہی نہیں لگی جی..." وہ بڑے ہی چاپلوس انداز میں بولا تھا، جس پر ہلال نے ابرو اٹھا کر بلآخر گردن موڑ کر اسکا چہرہ دیکھا تو وہ بال کھجاتا آگے پیچھے ہوا۔ "صحیح بات کہ رہا ہوں میڈم جی!"

"اچھا؟" اسنے تجسس بھرے انداز میں پوچھا تھا، "مجھے تو لگا تھا تمہارے دن بہت اچھے گزر رہے ہوں گے میری غیر موجودگی میں۔" ایسے میں غلام بخت نے فوراً سر نفی میں ہلایا، ہلال نے فائل دائیں سے بائیں بازو میں ڈالی، ایڈمن بلڈنگ کے قریب پہنچ کر اسکا مخصوص سا انداز تھا یہ۔

"کہاں میڈم جی؟" وہ ہاتھ پھیلا رہا تھا، "آپ تو جان ہیں ہمارے ہسپتال کی... آپ کے بغیر میرا دل ہی نہیں لگتا۔"

(آپ جان نکالنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتیں اور میں خوش نہیں بہت خوش تھا!)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ! تم نے تو دل ہی خوش کر دیا غلام بخت. اچھے سے کام کرتے رہنا اب." وہ ہنستی ہوئی آگے بڑھ گئی.

"میڈم جی... اب تو تنخواہ بڑھا دیں!"

ڈاکٹر ہلال خالد اپنے قدموں پر ٹھہر گئیں، مسکراہٹ گہری ہوئی اور پھر کاندھے سے سر پلٹ کر غلام بخت کو دیکھا.

"اب کی ہے نا تم نے کام کی بات." ہلال ہنستی ہوئی پوری اسکے رخ میں گھومی تھی.

"بیوہ بہن کی شادی کرنی ہے میڈم، سمجھا کریں."

"تنخواہ میں تب بڑھاؤں گی جب میں تسلی کر لوں گی کہ تم نے کام ٹھیک کیا ہے." یہ کہ کر وہ آگے نکل گئی، جوتوں کی زینوں سے ٹکرانے کی نفیس سی آواز.

پیچھے کھڑا غلام بخت پیر پٹختہ رہ گیا. کیوں واپس آئی ہے یہ عورت اف خدا عورتوں کو کون بناتا ہے وائس ہیڈز؟ ابھی یہاں مرد ہوتا صاف باغ دیکھ کر ہی پیسے بڑھا دیتا. ہونہہ!

ایڈمن بلڈنگ میں اپنی فائلز اور attendance مارک کرتے ہی وہ سامنے گدو بندر اسائلم بلڈنگ کی جانب چل دی تھی. مختلف راہداریوں میں چکر کاٹتی وہ ہسپتال کے حالات دیکھ رہی تھی. سب کچھ عام دستور پر چل رہا تھا.

لفٹ کے دروازے کلنک کی آواز سے کھلے، وہ سیکنڈ فلور کی راہداری میں نکلی تھی. دفعتاً نرسز اور ڈاکٹرز اسے سلام کرتے آگے بڑھ جاتے، وہ بھی سر کو خم دیتی سلام قبول کرتی گئی.

چھت پر ٹنگے مختلف سائن بورڈز پر اشارے نسب تھے، مختلف بیماریوں کی مختلف راہداریاں تھیں. IED کوریڈور کے آخری کمرے میں مسکراتی ہوئی داخل ہوئی.

روم نمبر چار سو دو.

یہ کمرہ عمارہ کا ہوا کرتا تھا... مگر ڈاکٹر عارف مصطفیٰ کی خواہش کی مطابقت میں پورے ہسپتال کا نقشہ بدل دیا گیا.

وہ وہاں کھڑکی کے پاس ہی بیٹھا تھا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہمیشہ کی طرح باہر کہیں دور آسمانوں کو دیکھتا. لمحے بھر کو چوکھٹ میں ٹیک لگائے وہ اسے دیکھتی رہی باقی مریضوں نے ہلال کو دیکھا تو ہاتھ ہلاتے اشارے کرتے مسکرانے لگے. انہی میں سے ایک مریض کے بیڈ کے پاس کھڑا داؤد وارننگ لیٹر قبول کرنے کے بہت نزدیک تھا.

پھر قدم قدم چلتی اسکے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی. اس سے پیشتر کہ وہ کچھ کہہ سکتی، وہ گردن موڑ کر بول اٹھا،

"کیوں آئی ہیں آپ؟" انداز میں بلا کی رکھائی تھی. اسکا چہرہ آنکھوں میں بھرا تو دل مٹھی میں آگیا. وہ نہایت کمزور لگ رہا تھا، جیسے... جیسے وہ بھوک ہڑتال کر بیٹھا ہو.

"نا آتی؟"

"کیا کرنے آئی ہیں آپ؟ عمارہ کے قاتل ڈھونڈ لئے آپ نے؟" ونڈو سل پر کہنی ٹکائے، ہتھیلی تھوڑی تلے رکھے، بلا جھجھک بول رہا تھا. ہلال کو سمبھلنے کا موقع تک نہ ملا. چند ثانیے کو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی... وہاں کوئی محبت نہیں تھی ہلال کے لئے.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"what is the color of the sky today?"،وہ دھیما سا بولی..."رواد

وہ اسے نظر انداز نہیں کر رہی تھی...وہ اس سے اسکا حال پوچھ رہی تھی.وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی.وہ اپنے سوال پر دیکھ سکتی تھی کہ روادی آنکھوں کے گرد نسلیں پھول گئی تھیں.

"Its black, doctor Khalid!"

گہرے نیلے آسمان پر بھورے پرندوں کا کافلہ اڑتا ہوا کہیں دور سفر کر رہا تھا،ہلال نے آسمان کو دیکھا نہ روادنے.

بھوری آنکھیں اسکی بے رخ آنکھوں کو تک رہی تھیں.

تھوک نگل کر وہ پھر بولی،"کیوں؟آج تمہارا آسمان کالا کیوں ہے؟"

اسے لگا تھا روادکے چہرے پر بہت سے رنگ آ کر گزرے ہیں،"آپ اب بھی مجھ سے یہ پوچھ رہی ہیں؟اب بھی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وارڈ انکو ایک بار پھر خالی محسوس ہوا. بس وہ تھی اور اسکے سامنے بیٹھا رواد. معصوم رواد.

"میں تمہیں بہت بار بتا چکی ہوں کہ عمارہ کی ڈیتھ نیچرل تھی... کلوز دس چیپٹر ناؤ!" وہ لہجہ سخت بنا کر بولی.

"نہیں تھی!" وہ اچانک بلند بانگ چلایا تو پیچھے کھڑا داؤد چونکا ہوا، نرسز نے بھی اس جانب ہی دیکھا تھا.

ہلال نے تیکھی نظروں سے اسکا چہرہ دیکھا... اسے اسی بات کی امید تھی کہ آج وہ چلا اٹھے گا.

"نہیں تھی... اسکی ڈیتھ نیچرل نہیں تھی!" وہ دوہرا ہوا ہلال کو کاٹ کھانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا، داؤد انجکشن پکڑے دو قدم ہی اس جانب آیا تھا کہ ہلال نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا، نگاہیں البتہ رواد پر ہی جمی تھیں.

"اس رات جب وہ عورت آئی تھی... میں نے دیکھا تھا وہ کون ہے..!! میں نے." انگلی سے سینے پر دستک دیتا وہ اپنی بات کی تصدیق کرنے کی کوشش میں تھا.

ایسے میں ہلال نے تیکھی روکھی نظروں سے اس لڑکے کو دیکھا،وہ دیکھ سکتی تھی کہ رواد کا سانس پھول رہا ہے۔وہ سرخ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"بس کر دو رواد!تم اب حد سے بڑھ رہے ہو"وہ چلائی تو رواد اٹھ کھڑا ہوا،کرسی پیچھے کو دھکیلی گئی،ہلال نے تھوڑی اٹھائی۔اسکی پلکیں ذرا نہیں کانپتی تھیں۔

"کیوں کروں میں بس؟ڈھائی سال آپ نے مجھے لارے لگائے...آپ کہتی ہیں میں بس کر دوں؟"

"اسٹاپ اٹ!"وہ تنبیہ کرنے والے انداز میں دھیما بولی۔

"کیا اسٹاپ کروں ہاں؟یہ کہ میں آپ سے عمارہ کے قاتل کا پوچھنا بند کر دوں؟"وہ حقارت بھری ٹون میں گویا ہوا۔

"عمارہ کو مرے عرصہ بیت گیا ہے رواد!وہ نیچرل ڈیتھ تھی۔"ہلال نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔اسکے سر میں اچانک درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں،وہ اس چیخ و پکار سے تنگ آچکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر یہ قتل ہوتا تو... تو ہمیں قاتل کے چھوڑے bread crumbs ضرور ملتے ... ہر جھوٹ کے پیچھے سفید تنکے ہوتے ہیں... عمارہ کے لئے ہمیں کچھ نہیں ملا، رواد." پھر لمحے بھر کو ٹھہر کر اس لڑکے کو دیکھا، "عمارہ کی ڈیتھ نیچرل تھی."

"نہیں تھی!" وہ دھاڑا، "نہیں تھی وہ نیچرل ڈیتھ" اسکا اس قدر جارحانہ انداز دیکھ کر وہ سہم گئی تھی.

"تم اگر مزید ایسا ہی رویہ اپنائے رکھو گے تو مجھے تمہیں Forensic Unit میں منتقل کرنا پڑے گا، مجھے مجبور مت کرو!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(ایک ایسا وارڈ جہاں نقصان پہنچانے والے مریضوں کو رکھا جاتا ہے. جیسا کہ مجرم، اور جیل سے آئے قیدی.)

"تم نے قتل کیا ہے نا عمارہ کا؟"

ایک ہی لات مار کر ساتھ رکھا گملا دیوار میں دے مارا. گملے کی چھن سے ٹوٹ جانے کی آواز پورے وارڈ میں پھیلی تھی.

داؤد جو کہ انجکشن ہاتھ میں لئے کھڑا تھا، آگے کو لپکا،

"میم..." وہ پریشان سا گویا ہوا مگر ہلال اس طرف متوجہ نہیں تھی. اسکے دل میں بہت سے خون کے آنسو گرے تھے.

روداد اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا؟

نگاہیں بھٹک کر ٹوٹے گملے کے ٹکڑوں کو یک ٹک دیکھ رہی تھیں....

کانپتی ہوئی پلکیں چھپکائیں تو منظر دھندلا ہوتا چلا گیا. گملے کے ٹوٹے ٹکڑوں کے نقوش گہنائے ہوئے محسوس ہوتے تھے. گملے سے نکل کر پھیل جانے والی مٹی اور مٹی میں کہیں اندر اسکے پسندیدہ پودے کی جڑیں جھلکتی تھیں.

ایک بار پھر پلکیں چھپکائیں تو منظر تبدیل ہو گیا... وہاں اسکی ادویات کی ٹوٹی شیشیاں پڑی تھیں.

ہر کوئی اسکی چیزیں توڑ کیوں دیتا تھا؟

ہلال نے یہ پودا رواد کو تحفے میں دیا تھا... گملے پر لکھے حروف ٹوٹ کر الگ ہو گئے تھے...Positive Vibes.

وہ یوں آگے آیا تھا گویا ہلال کو رکھ کر اب مقابلہ دینے والا ہو. ہلال کی شہد آنکھوں میں خوف ابھرا. مگر اسنے اپنا توازن برقرار رکھا.

"تم تھیں نہ اس رات وہاں؟ وہ عورت وہاں انجکشن تک چھوڑ کر گئی تھی... تم اتنی ظاہر سی بات کو چھپا رہی ہو، ظاہر ہے قاتل تم ہی ہو ہلال خالد! کون ہو تم ہاں! کون ہو تم!" وہ دھاڑ رہا تھا.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا رواد اسکا راز جان گیا تھا؟

وہ اٹھ کھڑی ہوئی، داؤد نے رواد کو پکڑ کر ایک طرف لگا لیا تھا. جبکہ وہ دیوانہ وار دانت نکالتا ہلال کو چیر دینے والے انداز میں دیکھ رہا تھا. اسکی آنکھوں میں اتری نفرت دیکھ کر اسکا دل ٹوٹ گیا.

"اسکو اسکی میڈیکیشن دے دو داؤد... تھرڈ فلور پر شفٹ کرو اسکو." وہ حواس باختہ سی بول کر وہاں سے باہر نکل آئی تھی. دن ابھی شروع ہی ہوا تھا اور برباد بھی ہو گیا.

رواد آہستگی سے اسکے حواسوں پر چڑھ رہا تھا... سر مسلتی وہ بلڈنگ کی بالکنی میں کتنی ہی دیر خود کو نارمل کرنے کے لئے کھڑی رہی تھی. وہ آہستہ آہستہ سب کو کھو رہی تھی...

شام ڈھلنے کو تھی کہ وہ قدم قدم چلتی ایڈمن بلڈنگ کی طرف جا رہی تھی کہ ملازم محسن بیٹھا آرام کر رہا تھا، اسے آتا دیکھ کر وہ سیدھا ہوا.

"محسن!" وہ کچھ دور رکی، ایسے میں وہ جلدی جلدی اپنا رومال کاندھے پر ڈالتا ہوا اسکی جانب لپکا،

"جی میڈم جی؟"

"تم نے مجھے بتایا تھا روم نمبر چار سو دو میں دو لڑکے ہوا کرتے تھے... ان میں سے ایک حدید مومن تھا اور دوسرا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے نام نہیں یاد بی بی جی وہ لڑکا بات نہیں کیا کرتا تھا، چپ سادھ رکھی تھی اسنے تو جی."

محسن کے چہرے کے نقوش سوچ میں ڈوبے تھے.

"تمہیں یقین ہے کہ مرنے والے بھائی کا نام حدید تھا؟" وہ حیرت زدہ تھی.

"جی بی بی جی، سرمئی آنکھوں والا تھا. حدید مومن تھا اسکا نام." پر اعتمادی سے جواب آیا.

ہلال گنگ ہوئی... اسے کچھ یاد آرہا تھا. ہوا کا ایک جھونکا قریب سے گزرا، اسنے سمجھنے والے انداز میں محسن کو دیکھا.

سرمئی آنکھوں والا.

حدید مومن.

شناسائی نقوش.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بغیر کچھ کہے وہ ایڈمن بلڈنگ کی طرف بھاگی تھی، سفید فلورنگ عبور کرتی وہ سحرش کے آفس میں داخل ہوئی تو سحرش جو سامنے بیٹھی ڈاکٹر سانیا کو کچھ پرنٹ اوٹس نکال کر دے رہی تھی ٹھٹھک کر رکی.

"میڈم؟"

ہلال نے ایک سرد نگاہ سانیا پر ڈالی تھی، لمحے بھر کی خاموشی کے بعد ہاتھ اٹھایا، "تخلیہ!"

سانیا اپنی کرسی سے خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی، مگر اسکی نگاہوں میں تجسس ضرور تھا، ایسا کیا تھا جو اسے جانا ہی تھا.

"سحرش... کچھ سال پہلے روم نمبر چار سو دو میں ایک لڑکا ہوا کرتا تھا... حدید مومن." وہ بلا تمہید بولنا شروع ہوئی، اسے سحرش کی ایک عادت پسند تھی. وہ سمارٹ تھی... وہ کسی کی بات ادھر سے ادھر نہیں کیا کرتی تھی.

"ہاں تو؟" سحرش نے اسکے گھبرائے ہوئے تاثرات پرکھنا چاہے، "ہاں ہوتا تھا."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے اسکی ڈیتھ سٹیٹمنٹ دیکھنی ہے... اسکا ڈیٹا ہو گا right؟" وہ پر امید نگاہوں سے اسے تکے جا رہی تھی.

"ہاں میں نکال دیتی ہوں." وہ کی بورڈ پر واپس جھکی تھی، انگلیوں سے دو چار بار کلک کیا اور مانیٹر کی سکرین پر تین سے چار صفحات کھل کر انکے سامنے آئے.

مختلف ناموں کے حدید تھے. حدید لطیف، حدید فیروز، حدید عاصم...

حدید مومن. ایسا کوئی نام رزلٹ میں ظاہر نہیں ہوا." ان میں سے دیکھ لیں میم، ہسپتال میں حدید نام کے زیادہ لوگ نہیں ہیں." سحرش نے سکرین پر انگلی گھمائی، جبکہ ہلال جو اسکی کرسی کے ساتھ سکرین پر جھکی تھی، مطمئن نظر نہیں آئی. سر نفی میں ہلایا.

"اسکا نام حدید مومن تھا سحرش، مومن لکھو!"

حیران کن بات تھی کہ حدید مومن کی ڈیتھ سٹیٹمنٹ مختلف سرچز کے بعد بھی نہیں ملی تھی ... جیسے دھویں میں تحلیل ہو گئی ہو.

سحرش نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے، کھٹ کھٹ ٹائپ کیا، ایسے میں مومن سرچ کرنے پر سحرش نے اینٹر کلک کیا، صفحے پر کھلے حدید غائب ہوئے، اور ایک چھوٹا سا گول دائرہ عین درمیان میں گھومنے لگا. لوڈنگ.

لمحے بھر کے وقفے کے بعد صفحہ کھلا... سکرین پر ایک چہرہ کچھ ڈیٹیلز کے ساتھ نمایاں ہوا.

جہاں سحرش نے بغور ساتھ لکھی ڈیٹیل کو پڑھنے کی سعی کی وہیں... وہیں کہیں ہلال خالد حماد کا دل کہیں دور ڈوب گیا. جسم میں خون کی گردش تھمتی گئی اور چہرہ... وہ تو لٹھے کی مانند ایسا سفید پڑا تھا کہ گویا لاش ہو. اسکی پلکیں چھپک نہ سکی تھیں اور آنکھیں... وہ نم متورم ہونے لگیں...

سکرین پر جگمگاتا چہرہ بے حد اداس تھا. اسکے ساتھ لکھے نام میں مومن پیلاہائی لائٹڈ تھا.

"عزیر مومن." اور عزیر... غیر ہائی لائٹڈ شدہ تھا.

سمندر سی گہری نیلی آنکھوں والا... ہر دکھ کو سینے میں اتار لینے والا... حکومت کرنے والا چہرہ.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جزیرے کے شہزادوں سی صورت والا.

"عزیر مومن."

ہلال کو اپنی ساری دنیا اچانک سے الٹتی محسوس ہوئی...

دوسرا بھائی عزیر تھا؟

تو کون سا بھائی زندہ تھا؟

سرمئی آنکھوں والا؟

یا پھر

نیلی آنکھوں والا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی قسط

اگلے ماہ

انشااللہ!

عذا حیات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842